جدید اضافے کے ساتھ
نیا ایڈیشن

نماز نبوی

ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن

تحقیق وتخریج
الشیخ ابوطاہر زبیر علی زئی

حاشیہ
الشیخ عبدالصمد رفیقی

DAR-UL-BALAAGH
PUBLISHERS IN INDIA

ⓒ العتيق للنشر والتوزيع، ١٤٢٦هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
الرياض، ١٤٢٦هـ
٣٢٠ ص؛ ١٤×٢١ سم
ردمك:
١ – أ – العنوان
ديوى ٠٠٠ ١٤٢٦/٠٠٠

رقم الإيداع: ٠٠٠
ردمك:

© All rights reserved
No part of this publication may be reproduced in any form or by any means, electronic or mechanical, including photocopying and recording by any information storage and retrieval system, without written permission of the publisher.

Distributed in Saudi Arabia by:
Dar Al-Hadyan Publishers & Distributors
P.O. Box: 15031 Riyadh 11444
Tel: 966-1-461-391 IF: 966-1-463-1685

Distributed in USA by:
Dar-us-salam Book Shop
486 Atlantic Ave N.Y. 11217
Tel:+1 (718) 625 5925 - Fax: 6251511

Distributed in canada by:
Al-Attique Publishers Inc. CANADA
11 Progress Ave Unit #7 Toronto
Ontario MIP 4S7
Tel: (416) 335-1179 Fax: (416) 335-9293
E-mail: al-attique@al-attique.com & quran@istar.ca
Website: www.al-attique.com

Distributed in Pakistan by:
Al-Attique Publishers
Ismaeel Centre,
110-Chatergee Road, Urdu Bazar,
Lahore 54000 Pakistan
C.Tel: + 92 333 4264878
T.F + 92 42 7911678

Published by:
Dar-ul-Balaagh
Publishers & Distributors
IInd Cross Rajyothsava Nagar,R.G. Road,
Bellary, 583101 KARNATAKA, INDIA
Tel :+ 91(8392) 274372- Mob: + 91-9844008386
www.islamhouse.com - www.allaahuakbar.net
iqra@dartawheed.com - iqrabel@yahoo.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

ابتدائیہ 11
مقدمۃ التحقیق 16
خطبۂ رحمۃ للعالمین 17
احادیث ضعیفہ کا حکم 19

طہارت کا بیان

پانی کے احکام 25
رفع حاجت کے آداب 26
پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی سخت تاکید 29

نجاستوں کی تطہیر کا بیان

حیض آلود کپڑا 30
منی کا دھونا 30
شیر خوار بچے کا پیشاب 30
کتے کا جوٹھا 31
مردار کا چمڑا 31
بلی کا جوٹھا 32

جنابت کے احکام

صحبت اور غسل جنابت 33
عورت بھی محتلم ہوتی ہے 34
جنبی کے بالوں کا مسئلہ 34
جنبی کے ساتھ ملنا جلنا 35
حیض کے ایام کے ممنوع اعمال 37
حائضہ کو چھونا اور اس کے ساتھ کھانا جائز ہے 39
حائضہ کا قرآن پڑھنا اور ذکر اذکار کرنا 39
استحاضہ کا مسئلہ 41
نفاس کا حکم 43

غسل کا بیان

غسل جنابت کا طریقہ 44
ایک ہی برتن میں میاں بیوی کا اکٹھے غسل کرنا 45
غسل جنابت کا وضو کافی ہے 45
جمعہ کے دن غسل 45
میت کو غسل دینے والا غسل کرے 46
نومسلم غسل کرے 47
عیدین کے روز غسل 47
احرام کا غسل 47

مسواک کا بیان 48

وضو کا بیان

مسنون وضو سے گناہوں کی بخشش 49
نیند سے جاگ کر پہلے ہاتھ دھوئیں 50

تین بار ناک جھاڑیں 50
مسنون وضو کی مکمل ترتیب 51
وضو کے بعد کی دعائیں 54
وضو کے دیگر مسائل 55
خشک ایڑیوں کو عذاب 56
تحیۃ الوضو سے جنت لازم 56
ایک وضو سے کئی نمازیں 57
دودھ پینے سے کلی کرنا 57
موزوں پر مسح 58
جرابوں پر مسح 59
پگڑی پر مسح 60

نواقض وضو

شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو 60
نیند سے وضو 60
ہوا خارج ہونے سے وضو 60
قے، نکسیر اور وضو 61
جن کاموں کے لیے وضو کرنا واجب ہے 62
جن کاموں کے لیے وضو کرنا سنت ہے 62

تیمّم کا بیان

جنابت کی حالت میں تیمّم 64
زخمی یا مریض کا تیمّم 65
تیمّم کا طریقہ 66

نماز، فرضیت، فضیلت اور اہمیت

اولاد کو نماز سکھانے کا حکم 68
ترک نماز کفر کا اعلان ہے 68
فضیلت نماز 70
نمازی اور شہید 73
اہمیت نماز 74
نماز میں خشوع اور خضوع 78

اوقات نماز

نماز پنجگانہ کے اوقات 83
ائمہ مساجد کو نماز اول وقت پڑھانی چاہیے 86
نماز کے ممنوعہ اوقات 87
فوت شدہ نمازیں 89
جہاں دن یا رات بہت طویل ہو وہاں نماز کے
اوقات 91
نمازیں فوت ہو جائیں تو کیسے پڑھیں؟ 91
نمازی کا لباس 92

اذان واقامت

اذان کی ابتداء 96
اذان کے جفت کلمات اور تکبیر کے طاق کلمات .. 96
دوہری اذان اور دوہری اقامت 97
فجر کی اذان میں اضافہ 99
اذان کے فضائل 99
اذان کا جواب 101
اذان کے بعد کی دعائیں 101
وسیلہ کی تشریح 102
اذان اور اقامت کے مسائل 104

احکام قبلہ 108
سترہ کا بیان 110
نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ 110

نماز نبوی تکبیر اولیٰ سے سلام تک

نماز کی نیت 113
قیام 115
تکبیر اولیٰ 117
سینے پر ہاتھ باندھنا 117
عورتوں اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں 118
ثنا 119
تعوذ 120
سورۂ فاتحہ 121
آمین کا مسئلہ 123
آداب تلاوت 125
نماز کی مسنون قراءت 126
سورۂ اخلاص کی اہمیت 126
مختلف آیات کا جواب 131
نماز میں خیال آنا 132
رفع الیدین 133
رفع الدین نہ کرنے والوں کے دلائل کا تجزیہ .. 136
رکوع کا بیان 141
اطمینان نماز کا رکن ہے 142
ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا رکوع میں شامل ہونا 144
قومے کا بیان 145
سجدے کے احکام 148
عورتیں سجدے میں بازو نہ بچھائیں 150
نہایت درجہ قرب الٰہی 151
سجدے کی دعائیں 153
سجدۂ تلاوت 154
سجدۂ شکر 155
جلسہ 156
جلسے کی مسنون دعائیں 156
جلسۂ استراحت 157
تشہد 158
مسئلہ رفع سبابہ 158
آخری قعدہ (تشہد) 162
درود کے بعد کی دعائیں 164
نماز کا اختتام 168
جو امور نماز میں کرنے جائز ہیں 169
نماز کی مکروہات کا بیان 170

سجدہ سہو کا بیان

تین یا چار رکعات کے شک پر سجدہ 171
قعدہ اولیٰ کے ترک پر سجدہ 172
نماز سے فارغ ہو کر باتیں کر چکنے کے بعد سجدہ . 172
چار کی جگہ پانچ رکعات پڑھنے پر سجدہ 173
نماز کے بعد مسنون اذکار 174

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا 179

نماز باجماعت

اہمیت 184
عورتوں کو مسجد جانے کی اجازت 185
صفوں میں مل کر کھڑا ہونے کا حکم 186
صفوں کی ترتیب 189
صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا 190
صف بندی کے مراتب 191
امامت کا بیان 192
لمبی نماز پر نبی کریم ﷺ کا غصہ 193
نماز کی طرف سکون سے آنا 194
اماموں پر وبال 194
فاسق کو امامت سے ہٹانا 195
نماز پڑھا کر امام مقتدیوں کی طرف منہ پھیرے 196
امام کی اقتداء کے احکام 197
عورت کی امامت 199
امامت کے چند مسائل 199
دو آدمیوں کی جماعت 201

مساجد کے احکام

مسجد کی فضیلت 202
بعض مساجد میں نمازوں کا ثواب 203
تحیۃ المسجد 203
پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں نہ آؤ 204
مسجد میں تھوکنا 205
مسجد میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا 206
مسجد میں آواز بلند کرنا منع ہے 206
مسجد میں سونا 207
مسجد میں مشرک داخل ہوسکتا ہے 207
مسجد میں شعر پڑھنا 207
مسجد میں گفتگو کرنا 208
مسجد جانے کی فضیلت 208
قبرستان اور حمام میں نماز کی ممانعت 210
مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت کی دعا 210
فجر کی نماز کے لیے مسجد جاتے ہوئے دعا 212

نماز کی سنتوں کا بیان

نفل اور سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہیں 213
مؤکدہ سنتیں: بہشت میں گھر 214
عصر سے پہلے چار رکعت 215
مغرب سے پہلے دو رکعت 215
جمعہ کے بعد کی سنتیں 216
فجر کی سنتوں کی فضیلت 216
سنتوں کی قضا 217
فجر کی سنتیں فرضوں کے بعد پڑھ سکتے ہیں 217

تہجد اور وتر

فضیلت 219
نیند سے جاگتے وقت کی دعا 220
تہجد کی دعائے استفتاح 224
تہجد کی کیفیت 225
طاقت سے بڑھ کر مشقت کی ممانعت 226
آپ کی تین دعائیں 228
تہجد میں قراءت 228
قیام اللیل کا طریقہ 229
پانچ، تین اور ایک وتر 230
تین وتروں کی قراءت 231
وتر کی نو رکعتیں 232
وتروں کے سلام کے بعد ذکر 233
وتر کی قضا 233
دعائے قنوت 234
قنوتِ نازلہ 236

قیام رمضان

رسول اللہ ﷺ نے تین رات قیام رمضان کیا 237
قیام رمضان گیارہ رکعت 239
سحری اور نمازِ فجر کا درمیانی وقفہ 239

نماز جمعہ

جمعہ کی فرضیت 240
جمعہ کی فضیلت 241
جمعہ کے متفرق مسائل 243
دوران خطبہ دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھو 245
گردنیں نہ پھلانگو 246
خطبۂ جمعہ کے مسائل 246
ظہر احتیاطی کی بدعت 249
محض جمعہ کے دن روزہ رکھنا 250
جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت 250
جمعہ کی اذان 250

نماز عیدین

مسائل واحکام 253
عیدگاہ میں عورتیں 255
تکبیرات عید 255
نماز عید کا طریقہ 257

نماز سفر

سفر کی مسافت 259
مسافر بغیر خوف کے قصر کرے 259
قصر کی حد 260
سفر میں اذان اور جماعت 261
سفر میں دو نمازیں جمع کرنا 261
سفر میں سنتوں کا بیان 262
دو نمازوں کا جمع کرنا 263
نماز استخارہ کا بیان 265
نماز کسوف (سورج اور چاند گرہن کی نماز) 267

نماز استسقاء 270
نماز اشراق و چاشت (ضحیٰ) 274
فجر کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنا اور سورج نکلنے کے
بعد دو رکعت پڑھنا 276
نماز تسبیح 277
صلاۃ التوبہ 279
لیلۃ القدر کے نوافل 279
پندرھویں شعبان کے نوافل 279

احکام الجنائز

بیمار پرسی 280
عیادت کی دعائیں 282
تجہیز و تکفین 286
عالم نزع میں تلقین 286
مکہ یا مدینہ میں مرنے کی تمنا کرنا 287
موت کی آرزو کی ممانعت 287
خودکشی سخت گناہ ہے 287
میت کو بوسہ دینا 288
میت پر چادر ڈالنا 288
فوت ہونے والے کے دوستوں اور رشتہ داروں
کو اس کے مرنے کی اطلاع دینا 288
میت کی آنکھیں بند کرنا 289
میت کو جلد دفن کرنا 289
میت کا غسل 289
میت کا کفن 291
مرنے سے پہلے اپنا کفن تیار کرنا جائز ہے 291
میت کا سوگ 292
میت پر رونا 292
اچانک موت 295
موت کے وقت پیشانی پر پسینہ 295
تعزیت کے مسنون الفاظ 295
نماز جنازہ 296
جنازہ میں سورۂ فاتحہ 297
جنازہ کے مسائل 300
غائبانہ نماز جنازہ 301
قبر پر نماز جنازہ 302
تدفین و زیارت 302
میت کو قبر میں رکھتے وقت کی دعا 303
قبر پر بطور علامت پتھر نصب کرنا 304
قبر پر مٹی ڈالنا 304
قبروں کو پختہ بنانے کی ممانعت 304
قبروں کی زیارت 305
اہل قبور کے لیے دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا 306
ایصال ثواب کے طریقے 307
چند ضعیف روایات 311

لا إله إلا اللّٰه محمد رسول اللّٰه بعدنما سلا بنیاد کن ہے. ک مکمل عباد ہے کن ہے جوکسی حالب میں معا نہیں ہوتا ئی د سر د ماب بن مر سے د مرسکتا ہے.

سو للہ جب دنیا سے خصت ہو ہے تھے با با نما تاکید ہے تھے لیکن ماد کھیے نما عقید نیت د سکی ساتھ با پڑھی ہے سے سو للہ سﻫ مطابق د جائے.

نما بہت سی جود لیکن میں سﻫ سو بجائے پنے پنے دفا ہے میں ضو ما سے جود .

سید · نے □□ ترتیب د . مد عا فہم ہے میں نما سے متعلق تقر تما ضوعا جود ہم خوبی ہے صر صر حادب سے ستد کیا گیا ہے.

حادب تخر تیج □ معر عا دین حا بیر علی ئی نے ہے. شیخ عبد □ فاضل یو سٹی نے حسب ضر حوشی تحر ر .

□ پیش نظر سلا بو نشر ۃ عت کر مر ماٹک مدانے طباعتی پر بھر پو د ہے للہ تعالیٰ ہما ئے ۃ عت ہما صد ٔجا بنائے مین.

پکاد بھائی
بوعبد للہ
د مر ماٹک
جو ئی

تکبیراولیٰ:

(۱) (قبلہ کی جانب منہ کرکے) اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدین کریں۔یعنی دونوں ہاتھوں کو (کندھوں تک) اٹھائیں۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے نماز کی پہلی تکبیر کہی اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے۔رکوع کی تکبیر کے وقت بھی ایسا ہی کیا اور جب ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ'' کہا تو بھی ایسا ہی کیا اور فرمایا: ''رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ'' اور سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت ایسا نہ کیا''.

(بخاری' الاذان' باب الی این یرفع یدیه؟ ۷۳۸، مسلم: ۳۹۰)

اسے تکبیر اولیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ نماز کی سب سے پہلی تکبیر ہے اور اس سے نماز شروع ہوتی ہے اور اسے تکبیر تحریمہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کے ساتھ ہی بہت سی چیزیں نمازی پر حرام ہو جاتی ہیں۔(ع'ر)

(۲) مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو ہاتھوں کو کانوں تک بلند فرماتے، جب رکوع کرتے ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے پھر بھی ایسا ہی کرتے'' (مسلم' الصلوة' باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین ۳۹۱).

شیخ البانی فرماتے ہیں۔کہ (رفع یدین کرتے وقت) ہاتھوں سے کانوں کو چھونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ان کا چھونا بدعت ہے یا وسوسہ۔مسنون طریقہ ہتھیلیاں کندھوں یا کانوں تک اٹھانا ہے۔ہاتھ اٹھانے کے مقام میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ایسی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں جس میں یہ تفریق ہو کہ مرد کانوں تک اور عورتیں کندھوں تک ہاتھ بلند کریں۔

سینے پر ہاتھ باندھنا:

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر' سینے پر ہاتھ باندھے۔

(ابن خزیمه ۱/۲۴۳ (۴۷۹) اسے ابن خزیمہ نے صحیح کہا)

ہلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا۔ (مسند أحمد ٥/٢٢٦، ٢٢٣١٣، حافظ ابن عبدالبر اور علامہ عظیم آبادی نے اسے صحیح کہا)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی (کی پشت) اس کے جوڑ اور کلائی پر رکھا۔ (نسائی۔ الافتتاح' باب موضع الیمین من الشمال فی الصلاۃ: ٨٨٩، اسے ابن حبان حدیث ١٨٨٥ ابن خزیمہ حدیث ٤٨٠ نے صحیح کہا)

ہمیں بھی دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح رکھنا چاہیے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت' جوڑ اور کلائی پر آ جائے اور دونوں کو سینے پر باندھا جائے تا کہ تمام روایات پر عمل ہو سکے۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا: ''نماز میں دایاں ہاتھ بائیں کلائی (ذراع) پر رکھیں'' (بخاری' الاذان 'باب وضع الیمنی علی الیسری' ٧٤٠)

رہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت کہ سنت یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر زیر ناف رکھا جائے۔ (ابوداود 'الصلاۃ' باب وضعالیمنی علی الیسری فی الصلاۃ حدیث ٧٥٦) اسے امام بیہقی اور حافظ ابن حجر نے ضعیف قرار دیا ہے اور امام نووی فرماتے ہیں کہ اس کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے۔

عورتوں اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز اسی طرح پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو'' (بخاری: ٦٣١)

یعنی ہو بہو میرے طریقے کے مطابق سب عورتیں اور سب مرد نماز پڑھیں۔ پھر اپنی طرف سے یہ حکم لگانا کہ عورتیں کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں اور مرد کانوں تک - عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد زیر ناف اور عورتیں سجدہ کرتے وقت زمین پر کوئی اور ہیئت اختیار کریں اور مرد کوئی اور... یہ دین میں مداخلت ہے۔ یاد رکھیں کہ تکبیر تحریمہ سے شروع کر کے السَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہنے تک عورتوں اور مردوں کے لئے ایک ہیئت اور ایک ہی شکل کی نماز ہے۔ سب کا قیام'

رکوع، قومہ، سجدہ، جلسۂ استراحت، قعدہ اور ہر ہر مقام پر پڑھنے کی دعائیں یکساں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مرد اور عورت کی نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں بتایا۔

ثنا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر (اولیٰ) اور قراءت کے درمیان کچھ دیر چپ رہتے۔ پس میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان خاموش رہ کر کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا! میں یہ پڑھتا ہوں:

۱-"اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ"

''یا اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری رکھی ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے اے اللہ! میرے گناہوں کو (اپنی بخشش کے) پانی، برف اور اولوں سے دھوڈال'' (بخاری، الاذان باب ما یقول بعد التکبیر، ۷٤٤ ومسلم، المساجد، باب ما یقول بین تکبیرۃ الاحرام والقراءۃ، ۵۹۸)

۲- رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں ایک شخص نے کہا:

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا".

''اللہ سب سے بڑا ہے۔ بہت بڑا۔ ساری تعریف اس کی ہے۔ وہ (ہر عیب سے) پاک ہے۔ صبح اور شام ہم اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔''

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں'' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے، میں نے

ان کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا۔ (مسلم' المساجد' باب ما یقال بین تکبیرة الاحرام والقراءة' ٦٠١)

٣- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کہتے:

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔"

''اے اللہ تو پاک ہے' (ہم) تیری تعریف کے ساتھ (تیری پاکی بیان کرتے ہیں) تیرا نام (بڑا ہی) بابرکت ہے' تیری بزرگی بلند ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں''.

(ترمذی' الصلاة' باب ما یقول عند الافتتاح الصلاة' ٢٤٣۔ وسنن ابی داود' الصلاة' باب من رای الاستفتاح' بسبحانك... ٧٧٦، ابن ماجه' اقامة الصلاة' باب الافتتاح الصلوة ٨٠٦ سے حاکم ١/ ٢٣٥ اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

تعوذ:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز میں کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور پڑھتے:

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيراً اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيراً، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيراً".

"اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ".

''اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو (ہر آواز کو) سننے والا (اور ہر چیز کو) جاننے والا ہے' مردود شیطان (کے شر) سے' اس کے خطرے سے' اس کی پھونکوں سے اور اس کے وسوسے سے''.

(أبو داؤد' الصلاة ٧٧٥۔ اسے ابن خزیمہ حدیث ٤٦٧ نے صحیح کہا).

❀ ❀ ❀ ❀

سورة فاتحه

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ❀ اَلْحَمْدُ للّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ❀ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ ❀ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ❀ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ❀ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ❀ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ❀﴾.

''اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جونہایت مہربان بے حدرحم کرنے والا ہے۔ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جوتمام مخلوقات کا رب ہے۔ بے حدرحم کرنے والا بے حدمہربان ہے۔ بدلے کے دن کا مالک ہے۔(اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ہمیں سیدھے راستے پر چلا' ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا جن پر تیرا غضب نہیں کیا گیا جو گمراہ نہیں ہوئے''.

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ قراءت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ سے شروع کرتے۔

(بخاری' الاذان' باب ما یقول بعد التکبیر' ۷٤۳' ومسلم' الصلاۃ' باب حجة من قال لا یجهر بالبسملة' ۳۹۹)

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 'ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پیچھے نماز پڑھی وہ سورۃ فاتحہ سے پہلے یا بعد میں (بلند آواز سے) ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ نہیں پڑھتے تھے۔(مسلم: ۳۹۹)

آپ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ آہستہ پڑھتے تھے۔(ابن خزیمة' ٤۹۵)

نماز اور سورۂ فاتحہ:

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس شخص نے (نماز میں) سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی'' (بخاری' الاذان' باب وجوب القراءۃ للامام والماموم فی الصلوات کلها ۷۵٦' مسلم' الصلاۃ' باب وجوب قراءۃ الفاتحة فی کل رکعة۔ ۳۹٤)

امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث پر یوں باب باندھتے ہیں: ''نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ہر نمازی پر واجب ہے خواہ امام ہو یا مقتدی، مقیم ہو یا مسافر، نماز سری ہو یا جہری''.

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نماز فجر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے آپ نے قرآن پڑھا پس آپ پر پڑھنا بھاری ہو گیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''شاید تم امام کے پیچھے پڑھا کرتے ہو۔؟'' ہم نے کہا ہاں' اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''سوائے فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھا کرو کیونکہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو فاتحہ نہ پڑھے''

(ابوداود' الصلاۃ' باب من ترك القراء ة فی صلاته ۸۲۳' ترمذی' الصلاۃ باب ما جاء فی القراء ة خلف الامام' ۳۱۱۔ اسے ابن خزیمہ ۱۵۸۱۔ ابن حبان ۱۸۴۶' ۱۸۴۷ بیہقی نے صحیح جبکہ امام ترمذی اور دارقطنی نے حسن کہا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورت فاتحہ نہ پڑھی پس وہ (نماز) ناقص ہے' ناقص ہے' پوری نہیں'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (پھر بھی پڑھیں؟) تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا (ہاں) تو اس کو دل میں پڑھ۔ (مسلم' الصلاۃ' باب وجوب القراء ة الفاتحة فی کل رکعة' حدیث ۳۹۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو نماز پڑھائی۔ فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کیا تم اپنی نماز میں امام کی قراءت کے دوران میں پڑھتے ہو؟ سب خاموش رہے۔ تین بار آپ نے ان سے پوچھا' تو انہوں نے جواب دیا ہاں! ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا نہ کرو تم صرف سورت فاتحہ دل میں پڑھ لیا کرو'' (ابن حبان: ۱۵۲/۵' ۱۶۲۔ بیہقی ۱۶۶/۲، مجمع الزوائد میں امام ہیثمی فرماتے ہیں: اس کے سب راوی ثقہ ہیں، ابن حجر نے حسن کہا)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مقتدیوں کو امام کے پیچھے (چاہے وہ بلند آواز سے قراءت کرے یا آہستہ آواز سے) الحمد شریف دل میں ضرور پڑھنی چاہئے۔ مزید تحقیق کے لئے دیکھئے راقم الحروف کی کتاب "الکواکب الدریة فی وجوب الفاتحة خلف الامام فی الجهریه" (زبیر علی زئی)

آمین کا مسئلہ

جب آپ اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں تو آمین آہستہ کہیں ۔ جب ظہر اور عصر امام کے پیچھے پڑھیں تو پھر بھی آہستہ ہی کہیں۔لیکن جب آپ جہری نماز میں امام کے پیچھے ہوں تو جس وقت امام ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو آپ کو اونچی آواز سے آمین کہنی چاہئے ۔ بلکہ امام بھی سنت کی پیروی میں آمین پکار کے کہے۔ اور مقتدیوں کو امام کے آمین شروع کرنے کے بعد آمین کہنی چاہئے۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا پھر آپ نے بلند آواز سے آمین کہی۔ (ترمذی' الصلاۃ'باب ماجاء فی التامین' ۲٤۸' ابوداود' الصلاۃ' باب التامین وراء الامام' ۹۳۲۔ ترمذی نے حسن جبکہ ابن حجر اور امام دار قطنی نے صحیح کہا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتے تو آپ کہتے آمین۔(اس قدر اونچی آواز سے) کہ پہلی صف میں آپ کے اردگرد کے لوگ سن لیتے۔(بیہقی ۲/۱۵۸ ابن خزیمہ۔ ۵۷۱' ابن حبان' ٤٦۲ اسے امام حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں'' (بخاری' الاذان' باب جھر الامام بالتامین' ۷۸۰ مسلم' الصلاۃ باب التسمیع و التحمید و التامین' ٤۱۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مقتدی نے ابھی سورت فاتحہ شروع یا ختم نہیں کی وہ بھی آمین کہنے میں دوسروں کے ساتھ شریک ہوگا۔تاکہ اسے بھی گزشتہ گناہوں کی معافی مل جائے۔واللہ اعلم (ع'ر)

امام ابن خزیمہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام اونچی آواز سے آمین کہے کیونکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم

اسی صورت میں دے سکتے ہیں جب مقتدی کو معلوم ہو کہ امام آمین کہہ رہا ہے۔ کوئی عالم تصور نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ ﷺ مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم دیں جب کہ وہ اپنے امام کی آمین کو سن نہ سکے۔ (صحیح ابن خزیمہ ۱/۲۷۶)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے مقتدیوں نے اتنی بلند آواز سے آمین کہی کہ مسجد گونج گئی۔

(بخاری تعلیقا، باب: جهر الامام بالتامین' مصنف عبد الرزاق ۲/۹۶ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے بصیغہ جزم ذکر کیا ہے)

عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے دیکھا کہ امام جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتا تو لوگوں کے آمین کی وجہ سے مسجد گونج جاتی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۱۸۷)

عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے دوسو (۲۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتا تو سب بلند آواز سے آمین کہتے'' (بیہقی ۲/۵۹ کتاب الثقات لابن حبان' اس کی سند امام ابن حبان کی شرط پر صحیح ہے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس قدر یہودی سلام اور آمین سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے'' (ابن ماجه ' اقامة الصلاة' باب الجهر بآمين۔ ۸۵۶۔ اسے امام ابن خزیمہ ۱/۲۸۸ حدیث ۵۷۴، ۳/۳۸ حدیث ۱۵۸۵ اور بوصیری نے صحیح کہا)

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس شخص پر سخت ناراض ہوتے جو بلند آواز سے آمین کہنے کو مکروہ سمجھتا۔ کیونکہ یہودی آمین سے چڑتے ہیں۔

آداب تلاوت

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی ہر آیت پر توقف فرماتے (بعد والی آیت کو پہلی آیت کے ساتھ نہیں ملاتے تھے)''.

(ابو داود ' الحروف والقراء ات' ٤٠٠١' اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

مذکورہ حدیث کثرت طرق کے ساتھ مروی ہے۔اس مسئلہ میں اس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ائمہ سلف صالحین کی ایک جماعت ہر آیت پر توقف فرماتی تھی اگر مابعد کی آیت معنی کے لحاظ سے پہلی آیت کے ساتھ متعلق ہوتی تھی پھر بھی قطع کر کے پڑھتے تھے۔تلاوت قرآن کا مسنون طریقہ یہی ہے لیکن آج جمہور قراء اس طرح تلاوت کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نمازی اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے۔اسے خیال کرنا چاہئے کہ وہ کس ذات سے سرگوشی کر رہا ہے اور تم قرآن مجید اونچی آواز کے ساتھ تلاوت کر کے اپنے ساتھیوں کو اضطراب میں نہ ڈالو'' (ابو داود' الصلاۃ' باب رفع الصوت بالقراء ۃ فی صلاۃ اللیل' ١٣٣٢۔ اسے امام ابن حبان اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ ' اللہ کے حکم کے مطابق آہستہ آہستہ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے بلکہ ایک ایک حرف الگ الگ پڑھتے۔یوں معلوم ہوتا کہ چھوٹی سورت' لمبی سورت سے بھی زیادہ لمبی ہوگئی۔چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ: ''حافظ قرآن کو کہا جائے گا: جس طرح تم دنیا میں آہستہ آہستہ پڑھا کرتے تھے اسی طرح تم قرآن پڑھتے جاؤ اور جنت کی سیڑھیاں چڑھتے چلو۔تمہاری منزل وہاں ہے جہاں تمہارا قرآن مجید (پڑھنا) ختم ہوگا۔

(ابو داود' باب استحباب الترتیل فی القراء ۃ ١٤٦٤ ابن حبان اور ترمذی حدیث ۲۹۱۴ نے اسے صحیح کہا)

رسول اکرم ﷺ قرآن مجید کو اچھی آواز سے پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔(ابوداود' ١٤٦٨،

اسے امام ابن حبان اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی کتاب کا علم حاصل کرو۔ اس کو ذہن میں محفوظ کرو اور اسے خوبصورت آواز سے پڑھو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اونٹ کے گھٹنوں کی رسی اگر کھول دی جائے تو وہ اتنی تیزی سے نہیں بھاگتا جتنا تیزی سے قرآن پاک حافظہ سے نکل جاتا ہے''.

(دارمی، فضائل القرآن، باب فی تعاهد القرآن، ۳۳۵۲، ومسند احمد ٤/ ١٤٦، ١٢٤٥٠)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی آواز کے لئے اس قدر کان نہیں لگاتا جس قدر وہ اچھی آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے پر لگاتا ہے'' (بخاری، فضائل القرآن، باب من لم یتغن بالقرآن، ۵۰۲۳، ومسلم، فضائل القرآن، باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن ۷۹۲)

نماز کی مسنون قراءت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ اور قرآن مجید میں سے جو کچھ یاد ہو اس میں سے جو کچھ آسانی سے پڑھ سکے وہ پڑھ''.

(بخاری، الاذان، باب امر النبی ﷺ الذی لا یتم رکوعه بالاعادة، ۷۹۳، مسلم: ۳۹۷).

نماز میں اگرچہ ہم جہاں سے چاہیں قرآن پڑھ سکتے ہیں، لیکن یہاں ہم نبی رحمت ﷺ کی قراءت کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ کون کون سے سورت کس کس نماز میں پڑھتے تھے.

سورۃ اخلاص کی اہمیت:

ایک انصاری مسجد قبا میں امامت کراتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ سورت فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھنے سے پہلے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ تلاوت فرماتے، ہر رکعت میں اسی طرح کرتے۔ مقتدیوں نے امام سے کہا کہ آپ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت کرتے ہیں پھر بعد میں دوسری سورت ملاتے ہیں کیا ایک سورت تلاوت کے لئے کافی نہیں ہے؟ اگر ﴿قُلْ هُوَ

اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت کافی نہیں تو اس کو چھوڑ دیں اور دوسری سورت کی تلاوت کیا کریں۔امام نے جواب دیا' میں ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت نہیں چھوڑ سکتا۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مسئلہ پیش کیا تو نبی رحمت ﷺ نے امام سے کہا کہ:''تم مقتدیوں کی بات کیوں تسلیم نہیں کرتے اس سورت کو ہر رکعت میں کیوں لازمی پڑھتے ہو؟''اس نے کہا مجھے اس سورت کے ساتھ محبت ہے۔نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:''اس سورت کے ساتھ تیری محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی'' (بخاری' الاذان' باب الجمع بین السورتین فی الرکعة تعلیقا ۷۷٤ سنن ترمذی' فضائل القرآن' باب ماجاء فی سورة الاخلاص: ۲۹۰۱، ترمذی نے حسن صحیح غریب کہا)

حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سورتوں کو ترتیب سے تلاوت کرنا ضروری نہیں،واللہ اعلم[ع،ر].

ایک صحابی نے نبی رحمت ﷺ سے کہا کہ میرا ایک پڑوسی رات کو قیام میں صرف ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ تلاوت کرتا ہے دوسری کوئی آیت تلاوت نہیں کرتا' آپ نے فرمایا:''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے''.

(بخاری' فضائل القرآن' باب فضل (قل ھواللّٰہ احد)' ۵۰۱۳)

نماز جمعہ اور عیدین میں تلاوت:

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں اور جمعہ (کی نمازوں) میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ اور ﴿ھَلْ اَتَاكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ﴾ پڑھتے تھے جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوتے تو پھر بھی نبی اکرم ﷺ یہ دونوں سورتیں دونوں نمازوں میں پڑھتے۔(مسلم' الجمعة' باب ما یقرأ فی صلوة الجمعة' ۸۷۸)

عبیداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ مروان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینے کا گورنر مقرر کیا اور خود مکہ چلے گئے۔وہاں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور اس میں سورۃ الجمعة اور المنافقون پڑھیں اور کہا کہ ان سورتوں کو جمعہ میں پڑھتے ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو

سنا تھا۔(مسلم' الجمعة' باب ما یقراء فی صلاة الجمعة' ۸۷۷)

رسول اللہ ﷺ عید قربان اور عید الفطر میں ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ اور ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ پڑھتے تھے۔(مسلم' صلاة العیدین' باب ما یقرأ فی صلاة العیدین' ۸۹۱)

جمعہ کے دن نماز فجر کی قراءت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ﴿الٓمّٓ تَنْزِيْلُ﴾ پہلی رکعت میں اور ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ دوسری رکعت میں پڑھتے تھے۔

(بخاری' الجمعة باب ما یقرأ فی صلاة الفجر یوم الجمعة' ۸۹۱ ومسلم' الجمعة' باب ما یقرأ فی یوم الجمعة' ۸۸۰)

نماز فجر کی مسنون قراءت:

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر میں سورت ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ اور اس کی مانند (کوئی اور سورت) پڑھتے تھے۔(مسلم' الصلاة' باب القراءة فی الصبح' ٤٥٨)

عبداللہ ابن السائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مکہ فتح ہونے کے بعد فجر کی نماز پڑھائی پس سورۂ مومنون ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ شروع کی یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا ذکر آیا (تو) نبی اکرم ﷺ کو کھانسی آ گئی اور آپ رکوع میں چلے گئے۔(مسلم' الصلاة' باب القراءة فی الصبح' ٤٥٥)

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز فجر میں ﴿وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ﴾ یعنی ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔

(مسلم' الصلاة' باب القراءة فی الصبح' ٤٥٦)

ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں ٦٠ سے لیکر ١٠٠ آیات تک تلاوت فرماتے۔ (مسلم الصلاة۔ باب القراءة فی الصبح: ٤٦١)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار

پکڑے ہوئے چل رہا تھا۔آپ (سفر میں) نماز صبح کے لئے اترے اور آپ نے صبح کی نماز میں ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھی۔

(ابو داؤد' الوتر، باب فی المعوذتین' ١٤٦٢۔ اسے حاکم ١/٢٤٠ ذہبی' ابن خزیمہ اور ابن حبان نے صحیح کہا)

نبی اکرم ﷺ نے نماز فجر میں دونوں رکعتوں میں ﴿ اِذَا زُلْزِلَتِ﴾ تلاوت فرمائی۔

(ابو داؤد' الصلوۃ' باب الرجل یعید سورۃ واحدۃ فی الرکعتین' ٨١٦ امام نووی نے صحیح کہا)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ فجر کی سنت کی دونوں رکعتوں میں نہایت ہلکی قراءت فرماتے یہاں تک کہ میں کہتی کہ آپ ﷺ نے سورت فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں''۔

(بخاری' التھجد' باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر' ١١٧١۔ و مسلم صلاۃ المسافرین' باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر ٧٢٤)

آپ ﷺ سنتوں کی پہلی رکعت میں ﴿قُلْ یَآ اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد﴾ پڑھتے۔(مسلم صلاۃ المسافرین باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر ٧٢٦)

عصر وظہر کی نماز کی قراءت:

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھتے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی ہمیں ایک آیت (بلند آواز سے پڑھ کر) سنا دیتے تھے۔(بخاری' الاذان باب یقرا فی الاخریین بفاتحۃ الکتاب' ٧٧٦' مسلم' الصلاۃ' باب القراءۃ فی الظھر و العصر' ٤٥١)

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر میں ﴿وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی﴾ پڑھتے تھے۔ایک اور روایت میں ہے کہ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور عصر میں (بھی) اس کی مانند (کوئی سورت) پڑھتے تھے اور فجر میں لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔

(مسلم' الصلاۃ باب القراءۃ فی الصبح' ٤٥٩' ٤٦٠)

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں ﴿ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ﴾ اور ﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ﴾ یا اس جیسی سورۃ پڑھتے تھے۔

(ابو داود' الصلاۃ' باب قدر القراء ۃ فی صلاۃ الظھر والعصر' ۸۰۵ ابن حبان (حدیث ۴۶۵) نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں پندرہ آیات کے برابر قراءت فرماتے جبکہ نماز عصر کی پہلی دونوں رکعتوں میں ہر رکعت کے اندر ۱۵ آیات تلاوت فرماتے۔

(مسلم' الصلاۃ' باب القراء ۃ فی الظھر والعصر' حدیث ۴۵۲)

معلوم ہوا کہ ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں سورت فاتحہ کے بعد قراءت کرنا بھی مسنون ہے۔

ابو معمر رحمہ اللہ نے خباب رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر وعصر میں قراءت کرتے تھے؟ خباب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں' پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ خباب فرمانے لگے کہ آپ کی داڑھی کی جنبش سے۔ (بخاری' الاذان باب من خافت القراء ۃ فی الظھر والعصر' ۷۷۷)

معلوم ہوا کہ ظہر وعصر کی نمازوں میں آپ دل میں قراءت کرتے تھے۔ کبھی آپ کی قراءت طویل ہوتی۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ظہر کی جماعت کی اقامت ہوئی تو میں اپنے گھر سے بقیع قبرستان کی جانب قضائے حاجت کے لیے گیا وہاں سے فارغ ہو کر گھر پہنچا وضو کیا پھر مسجد آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی تک نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں ہیں۔

(مسلم' الصلاۃ ' باب القراء ۃ فی الظھر والعصر' ۴۵۴)

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ پہلی رکعت کو اتنا لمبا اس لیے فرماتے تھے کہ نمازی پہلی رکعت میں ہی شریک ہو سکیں۔ (ابو داود' الصلاۃ' القراء ۃ فی الظھر' ۸۰۰)

نماز مغرب کی قراءت:

مروان بن حکم سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''تم مغرب کی نماز میں چھوٹی سورتیں کیوں

پڑھتے ہو؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو لمبی سورتیں پڑھتے ہوئے سنا'' (بخاری: ٧٦٤).

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورۃ الطور پڑھتے ہوئے سنا۔(بخاری' الاذان باب الجهر فی المغرب' حدیث ٧٦٥ و مسلم' الصلاۃ' باب القراء ۃ فی المغرب' ٤٦٣)

ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (نماز) مغرب میں سورۃ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفاً﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔

(بخاری' الاذان' باب القراء ۃ فی المغرب ٧٦٣ ومسلم الصلاۃ باب القراء ۃ فی المغرب ٤٦٢)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز مغرب میں سورۃ الأعراف پڑھی اور اس سورت کو دونوں رکعتوں میں متفرق پڑھا۔(نسائی: ٩٩١، ٢/١٧٠ اسے امام نووی نے حسن کہا)

نماز عشاء کی قراءت:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز عشاء میں ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے نبی رحمت ﷺ سے زیادہ خوش آواز کسی کو نہیں سنا۔(بخاری' الاذان باب القراء ۃ فی العشاء' ٧٦٩ ومسلم' الصلاۃ' باب القراء ۃ فی العشاء' ٤٦٤)

جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہادی عالم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''جب تم جماعت کراؤ تو ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ اور ﴿وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ اور ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ کی تلاوت کرو اس لئے کہ تیرے پیچھے بوڑھے' کمزور اور ضرورت مند (بھی) نماز ادا کرتے ہیں''.

(بخاری' الاذان باب من شکا امامه اذا طول' ٧٠٥ ومسلم' الصلاۃ' باب القراء ۃ فی العشاء ٤٦٥)

مختلف آیات کا جواب:

ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ امام جب بعض مخصوص آیات کی تلاوت کرتا ہے تو بعض مقتدی'

نماز میں بآواز بلند ان کا جواب دیتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ سننے والے کو آیات کا جواب دینے کے بارے میں کوئی صحیح صریح روایت نہیں ہے۔ ہاں بعض آیات کی تلاوت کے بعد امام یا منفرد قاری (اپنے طور پر) ان کا جواب دے تو جائز ہے چنانچہ حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کی کیفیت بیان کرتے ہیں کہ جب آپ تسبیح والی آیت پڑھتے تو تسبیح کرتے جب سوال والی آیت تلاوت کرتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ والی آیت پڑھتے تو اللہ کی پناہ پکڑتے۔

(مسلم' صلاة المسافرين' باب استحباب تطويل القراءة فی صلاة الليل' ۷۷۲)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ﴾ پڑھتے تو ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ﴾ کہتے۔

(ابوداؤد' الصلوة' باب الدعاء فی الصلوة' ۸۸۳۔ اسے امام حاکم اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

سورة الغاشية کے اختتام پر ''اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا'' کہنے کی کوئی دلیل نہیں۔ کسی حدیث میں ادنیٰ سا اشارہ بھی نہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو سورة الغاشيه کے اختتام پر کہا ہو۔

نماز میں خیال آنا:

دوران نماز کوئی سوچ آنے پر نماز باطل نہیں ہوتی۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عصر پڑھی۔ نماز کے بعد آپ فوراً کھڑے ہو گئے اور ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے پھر واپس تشریف لائے' صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے چہروں پر تعجب کے آثار دیکھ کر فرمایا: ''مجھے نماز کے دوران یاد آیا کہ ہمارے گھر میں سونا رکھا ہوا ہے اور مجھے ایک دن یا ایک رات کے لیے بھی اپنے گھر میں سونا رکھنا پسند نہیں لہذا میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دیا'' (بخاری' الاذان باب من صلی بالناس فذکر حاجة فتخطاهم' ۸۵۱)

❀ ❀ ❀ ❀

رفع الیدین

رفع الیدین یعنی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا نماز میں چار جگہ ثابت ہے:

(۱) شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت (۲) رکوع سے قبل (۳) رکوع کے بعد اور (۴) تیسری رکعت کی ابتدا میں۔ان مقامات پر رفع الیدین کرنے کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی وہ نماز کے شروع میں اور رکوع سے پہلے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ (کندھوں تک) اٹھاتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز کے شروع میں، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد (اسی طرح) رفع الیدین کرتے تھے''.

(رواه البيهقي، ۷۳/۲ وقال رواته ثقات)

۲- عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں کو نماز کا طریقہ بتانے کا ارادہ کیا تو قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو گئے اور دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا، پھر اللہ أکبر کہا، پھر رکوع کیا اور اسی طرح (ہاتھوں کو بلند) کیا اور رکوع سے سر اٹھا کر بھی رفع الیدین کیا۔

(بیهقی، فی الخلافیات و رجال اسناده معروفون (نصب الرایة ۱/ ٤١٥، ٤١٦)

۳- سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع میں، رکوع میں جانے سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔(أبو داود: الصلاة، باب: من ذكر أنه يرفع يديه إذا قام من الثنتين: ٧٤٤، ابن ماجه: ٨٦٤ اسے ترمذی (كتاب الدعوات، باب: ما جاء في الدعا عند افتتاح الصلاة بالليل: ٣٤٢٣) نے حسن صحیح کہا)

۴- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھایا کرتے تھے اور سجدہ میں ایسا نہیں کرتے

تھے۔(بخاری' الاذان باب رفع الیدین فی التکبیرة الاولی مع الافتتاح سواء' ۷۳۵۔ ومسلم' الصلاة' باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین' ۳۹۰)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (خود بھی) شروع نماز میں' رکوع سے پہلے' رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہوتے وقت رفع الیدین کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔(بخاری' الاذان باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین' ۷۳۹، مسلم: ۳۹۰)

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بنا پر مسلمانوں پر رفع الیدین کرنا ضروری ہے۔

(التلخیص الحبیر' ج ۱' ص ۲۱۸ طبع جدید' و هامش صحیح البخاری درسی نسخه)

۵- مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ شروع نماز میں رفع الیدین کرتے' پھر جب رکوع کرتے تو رفع الیدین کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور یہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

(بخاری' الاذان باب رفع الیدین اذا کبر' و اذا رکع و اذا رفع' ۷۳۷ ومسلم: ۳۹۱)

۶- وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا' جب آپ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ پھر اپنے ہاتھ کپڑے میں ڈھانک لیتے پھر دایاں ہاتھ بائیں پر رکھتے۔ جب رکوع کرنے لگتے تو کپڑوں سے ہاتھ نکالتے' اللہ اکبر کہتے اور رفع الیدین کرتے' جب رکوع سے اٹھتے تو (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہتے اور رفع الیدین کرتے۔(مسلم' الصلاة' باب وضع یده الیمنیٰ علی الیسری ۴۰۱)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۹ھ اور ۱۰ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ لہذا ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ۱۰ ہجری تک رفع الیدین کرتے تھے' ۱۱ ہجری میں نبی رحمت ﷺ نے وفات پائی۔ لہذا اس کی منسوخی کی کوئی دلیل موجود نہیں۔

۷- ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایک مجمع میں بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع میں جاتے' جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ تمام صحابہ نے کہا ''تم سچ بیان کرتے ہو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ (ابو داود' الصلاۃ' باب افتتاح الصلاۃ' ۷۳۰ ترمذی' الصلاۃ' باب ما جاء فی وصف الصلاۃ' ۳۰٤ ابن حبان ۱۸۲/۵ اسے امام ترمذی نے حسن صحیح کہا)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص حدیث ابوحمید سننے کے باوجود رکوع میں جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کی نماز ناقص ہوگی۔ (صحیح ابن خزیمہ' ۲۹۸/۱' ۵۸۸)

۸- ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے (ایک دن لوگوں سے) فرمایا ''کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں؟'' یہ کہہ کر انہوں نے نماز پڑھی جب تکبیر تحریمہ کہی تو رفع الیدین کیا' پھر جب رکوع کیا تو رفع الیدین کیا اور تکبیر کہی اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہہ کر دونوں ہاتھ (کندھوں تک) اٹھائے۔ پھر فرمایا: ''اسی طرح کیا کرو''.

(دارقطنی' ۲۹۲/۱۔ حافظ ابن حجر نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں۔ التلخیص ۲۱۹/۱)

۹- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں' رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اپنے دونوں ہاتھ (کندھوں تک) اٹھایا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ: إقامة الصلاة، باب: رفع اليدين إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع: ۸٦۰، اسے امام ابن خزیمہ ۳۴۴/۱ (حدیث ۶۹۴) نے صحیح کہا)

۱۰- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے' جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے۔ (مسند السراج' ابن ماجہ' اقامة الصلاۃ' باب رفع الیدین اذا رکع حدیث ۸٦۸۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں)

رفع الیدین نہ کرنے والوں کے دلائل کا تجزیہ:

جن احادیث سے رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل لی جاتی ہے ان کا مختصر تجزیہ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی حدیث:

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا بات ہے کہ میں تم کو اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ نماز میں سکون اختیار کیا کرو''۔ (مسلم، الصلاۃ، باب الامر بالسکون فی الصلاۃ، حدیث ٤٣٠)

تجزیہ: اس حدیث میں اس مقام کا ذکر نہیں جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہاتھ اٹھا رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع فرمایا۔ جابر بن سمرہ ہی سے مسلم میں اس حدیث سے متصل دو روایات اور بھی ہیں جو بات کو پوری طرح واضح کر رہی ہیں۔

(۱) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب ہم نماز پڑھتے تو نماز کے خاتمہ پر دائیں بائیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہلتی ہیں۔ تمہیں یہی کافی ہے کہ قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں اور بائیں منہ موڑ کر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہو'' (مسلم: الصلاۃ، باب: الأمر بالسکون فی الصلاۃ: ٤٣١)

(۲) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے خاتمہ پر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہو گویا وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ تم نماز کے خاتمہ پر صرف زبان سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہو اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرو۔ (مسلم، ٤٣١ کی ذیلی حدیث)

امام نووی رحمہ اللہ "المجموع" میں فرماتے ہیں: جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل لینا عجیب بات اور سنت سے جہالت کی قبیح قسم ہے۔ کیونکہ یہ حدیث رکوع کو جاتے اور اٹھتے وقت کے رفع الیدین کے بارے میں نہیں بلکہ تشہد میں سلام کے وقت دونوں جانب ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ممانعت کے بارے میں ہے۔ محدثین اور جن کو محدثین کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق ہے' ان کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس کے بعد امام نووی امام بخاری رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس حدیث سے بعض جاہل لوگوں کا دلیل پکڑنا صحیح نہیں کیونکہ یہ سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے کے بارے میں ہے۔ اور جو عالم ہے وہ اس طرح کی دلیل نہیں پکڑتا کیونکہ یہ معروف ومشہور بات ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ابتدائے نماز اور نماز عید میں رفع الیدین بھی منع ہو جاتیں کیونکہ اس میں کسی خاص رفع الیدین کو بیان نہیں کیا گیا۔ امام بخاری فرماتے ہیں پس ان لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ بات کہہ رہے ہیں جو آپ نے نہیں کہی کیونکہ اللہ فرماتا ہے: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾.

''پس ان لوگوں کو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ انہیں (دنیا میں) کوئی فتنہ یا (آخرت میں) دردناک عذاب پہنچے'' (النور: ٦٣)

دوسری حدیث:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں۔؟ انہوں نے نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی مرتبہ۔

(ابوداود: الصلاة، باب: من لم یذکر الرفع عند الرکوع: ٧٤٨، ترمذی: ٢٥٧)

تجزیہ: امام ابوداؤد اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں: لیس هو بصحیح علی هذا اللفظ

''یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے'' (ابوداؤد حوالہ مذکور).

دارالسلام ریاض اور بیت الأفکار الدولیہ کی شائع کردہ ابوداود میں یہ تبصرہ موجود ہے۔

امام ترمذی نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے:"لم یثبت حدیث ابن مسعود" ''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ترک رفع الیدین کی حدیث ثابت نہیں ہے'' (ترمذی:٢٥٤). امام ابن حبان رحمہ اللہ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اس میں بہت سی علتیں ہیں جو اسے باطل بنا رہی ہیں۔(مثلاً اس میں سفیان ثوری مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں۔مُدلِّس کی عن والی روایت تفرد کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے)[ز،ع].

تیسری حدیث:

براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے (ثُمَّ لَمْ یَعُوْدُ) پھر نہیں اٹھاتے تھے۔(ابو داود: ٧٤٩)

تجزیہ: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اسے سفیان بن عیینہ، امام شافعی، امام بخاری کے استاد امام حمیدی اور امام احمد بن حنبل جیسے ائمۃ الحدیث رحمہم اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔کیونکہ یزید بن ابی زیاد پہلے (لَمْ یَعُوْد) نہیں کہتا تھا، اہل کوفہ کے پڑھانے پر اس نے یہ الفاظ بڑھا دئے۔مزید براں یزید بن ابی زیاد ضعیف اور شیعہ بھی تھا۔آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا (تقریب) نیز مدلس تھا۔

علاوہ ازیں رفع الیدین کی احادیث اولیٰ ہیں کیونکہ وہ مثبت ہیں اور نافی پر مثبت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

بعض لوگ دلیل دیتے ہیں کہ منافقین آستینوں اور بغلوں میں بت رکھ لاتے تھے بتوں کو گرانے کے لئے رفع الیدین کیا گیا، بعد میں چھوڑ دیا گیا، لیکن کتب احادیث میں اس کا کہیں کوئی ثبوت نہیں ہے۔البتہ یہ قول جہلاء کی زبانوں پر گھومتا رہتا ہے۔

درج ذیل حقائق اس قول کی کمزوری واضح کر دیتے ہیں:۔

(ا) مکہ میں بت تھے مگر جماعت فرض نہیں تھی۔ مدینہ میں جماعت فرض ہوئی مگر بت نہیں تھے' پھر منافقین مدینہ کن بتوں کو بغلوں میں دبائے مسجدوں میں چلے آتے تھے؟

(ب) تعجب ہے کہ جاہل لوگ اس گپ کو صحیح مانتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ کو عالم الغیب بھی مانتے ہیں حالانکہ اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو رفع الیدین کروانے کے بغیر بھی جان سکتے تھے کہ فلاں فلاں شخص مسجد میں بت لے آیا ہے۔

(ج) بت ہی گرانے تھے تو یہ' تکبیر تحریمہ کہتے وقت جو رفع الیدین کی جاتی ہے اور اسی طرح رکوع اور سجود کے دوران بھی گر سکتے تھے اس کے لئے الگ سے رفع الیدین کی سنت جاری کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں تھی۔

(د) منافقین بھی کس قدر بیوقوف تھے کہ بت جیبوں میں لانے کی بجائے انہیں بغلوں میں دبا لائے؟

(ھ) یقیناً جاہل لوگ اور ان کے پیشوا یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ ان کے بقول اگر رفع الیدین کے دوران منافقین کی بغلوں سے بت گرے تھے تو پھر آپ نے انہیں کیا سزا دی تھی؟

دراصل یہ کہانی محض خانہ ساز افسانہ ہے۔ جس کا حقیقت کے ساتھ ادنیٰ سا تعلق بھی نہیں ہے۔ (ع' ر)

یہ بھی دلیل دی جاتی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین کیا تھا اور بعد میں چھوڑ دیا۔ (نصب الرایہ ۱/ ٤٠٤ لیکن یہ روایت بھی مرسل اور ضعیف ہے)

تحقیق تو یہ ہے کہ مسئلہ رفع الیدین میں نسخ ہوا ہی نہیں ہے۔ کیونکہ نسخ ہمیشہ وہاں ہوتا ہے جہاں (ا) دو حدیثیں آپس میں ٹکراتی ہوں۔ (۲) دونوں مقبول ہوں (۳) ان کا کوئی مشترکہ مفہوم نہ نکلتا ہو۔ (۴) دلائل سے ثابت ہو جائے کہ ان دونوں میں سے فلاں پہلے دور کی ہے اور فلاں بعد میں ارشاد فرمائی گئی' تب بعد والی حدیث' پہلی حدیث کو منسوخ کر دیتی ہے۔

مگر یہاں رفع الیدین کرنے کی احادیث زیادہ بھی ہیں اور صحیح ترین بھی' جبکہ نہ کرنے کی احادیث کم بھی ہیں اور کمزور بھی (ان پر محدثین کی جرح ہے) اب نہ تو مقبول اور مردود احادیث کا مشترکہ مفہوم اخذ کرنا جائز ہے اور نہ ہی مردود احادیث سے مقبول احادیث کو منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ رفع الیدین کے منسوخ نہ ہونے کے

دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

(ا) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے حیات طیبہ کے آخری (۹ھ اور ۱۰ھ) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع الیدین کرنا روایت کیا ہے۔

(ب) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین عہد نبوت کے بعد بھی رفع الیدین کے قائل و فاعل رہے۔

(ج) کہا جاتا ہے کہ چاروں ائمہ برحق ہیں اگر ایسا ہی ہے تو ان چاروں میں سے تین رفع الیدین کرنے کے قائل ہیں۔

(د) جن محدثین کرام رحمہم اللہ نے رفع الیدین کی احادیث کو اپنی مختلف مقبول سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے ان میں سے کسی نے یہ تبصرہ نہیں کیا کہ ''رفع الیدین منسوخ ہے'' ثابت ہوا کہ صحابہ و تابعین اور فقہاء و محدثین رحمہم اللہ کے نزدیک رفع الیدین منسوخ نہیں بلکہ سنت نبوی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سنت چھوڑنے کے لیے نہیں' اپنانے کے لیے ہوتی ہے۔ اب جو شخص ایک غیر معصوم امتی کے عمل کو سنت نبوی پر ترجیح دیتا ہے اور سنت کو عمداً ہمیشہ چھوڑے ہوئے ہے اسے حب رسول کا دعویٰ کرنا جچتا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین (ع' ر)

اسی طرح اس سلسلے میں ایک اور روایت بھی پیش کی جاتی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی یہ لوگ شروع نماز کے علاوہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے''۔ (بیہقی ۲/۷۹-۸۰).

امام دارقطنی لکھتے ہیں کہ اس کا راوی محمد بن جابر ضعیف ہے۔ بلکہ بعض علماء (ابن جوزی' ابن تیمیہ وغیرہ) نے اسے موضوع کہا ہے۔ (یعنی یہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ نہیں ہے بلکہ کسی نے خود تراش کر ان کی طرف منسوب کر دی ہے).

لہذا ایسی روایت پیش کرنا جائز نہیں ہے۔

خلاصہ: رفع الیدین کی احادیث بکثرت اور صحیح ترین اسناد سے مروی ہیں۔ عدم رفع الیدین کی احادیث معنی یا سنداً ثابت نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک کسی ایک صحابی سے بھی عدم رفع الیدین ثابت نہیں ہے۔

رکوع کا بیان

رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کندھوں (یا کانوں) تک اٹھائیں۔جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کیلئے تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے'' (بخاری' ۷۳۵' ومسلم' ۳۹۰)

(۲) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں پیٹھ (پشت) بالکل سیدھی رکھتے سر نہ تو اونچا ہوتا تھا اور نہ نیچا۔(مسلم' الصلاۃ' باب الاعتدال فی السجود ٤٩٨)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا تو اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھا اور انہیں مضبوط پکڑا انگلیاں کشادہ رکھیں۔ اور دونوں بازو تان کر رکھے اور کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھا۔

(ابوداود' الصلاۃ' باب افتتاح الصلاۃ' ۷۳٤' ترمذی' الصلاۃ' باب ماجاء انہ یجا فی یدیہ عن جنبیہ فی الرکوع' ۲٦۰، اسے ترمذی اور نووی نے صحیح کہا)

☆ حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں فرماتے: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ''میرا رب عظیم (ہر عیب سے) پاک ہے'' (مسلم' صلاۃ المسافرین' باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل' ۷۷۲) آپ یہ کلمات تین دفعہ کہتے تھے (ابن ماجہ: ۸۸۸).

☆ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اوسجدے میں اکثر کہتے تھے: ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَاوَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ'' ''اے ہمارے پروردگار اللہ! تو پاک ہے' ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں۔ یا الٰہی مجھے بخش دے''.

(بخاری' الاذان باب الدعاء فی الرکوع' ۷۹٤' ومسلم' الصلاۃ' باب ما یقال فی الرکوع والسجود' ٤٨٤)

☆ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں کہتے تھے: ''سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ'' ''فرشتوں اور روح (جبریل) کا پروردگار

نہایت پاک ہے'' (مسلم' الصلوۃ' باب ما یقال فی الرکوع والسجود ٤٨٧)

☆ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع میں کہتے تھے: ''سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ''.

''قہر (غلبے) بادشاہی' بڑائی اور بزرگی کا مالک اللہ (نہایت ہی) پاک ہے''.

(ابو داود' الصلاۃ' باب ما یقول الرجل فی رکوعه و سجوده' ٨٧٣، نسائی: ١٠٤٩، ٢/١٩١)

☆ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں یہ پڑھتے:

''اَللّٰهُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَکَ سَمْعِی وَبَصَرِیْ وَمُخِّیْ وَعَظْمِیْ وَعَصَبِیْ''.

''اے اللہ میں تیرے آگے جھک گیا' تجھ پر ایمان لایا' تیرا فرمانبردار ہوا' میرا کان' میری آنکھ' میرا مغز' میری ہڈی اور میرے پٹھے تیرے آگے عاجز بن گئے''.

(مسلم' صلاۃ المسافرین' باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و دعائه باللیل ٧٧١)

اطمینان، نماز کا رکن ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کونے میں تشریف فرما تھے۔ اس شخص نے نماز پڑھی (اور رکوع' سجود' قومے اور جلسے کی رعایت نہ کی اور جلدی جلدی نماز پڑھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا' آپ نے فرمایا: (وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ) واپس جا' پھر نماز پڑھ۔ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی'' وہ گیا' پھر نماز پڑھی (جس طرح پہلے بے قاعدہ پڑھی تھی) پھر آیا اور سلام کیا آپ نے پھر فرمایا: (وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ) جا پھر نماز پڑھ۔ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی'' اس شخص نے تیسری یا چوتھی بار (بے قاعدہ) نماز پڑھنے کے بعد کہا: ''آپ مجھے (نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ) سکھا دیں'' تو آپ نے فرمایا: ''جب تو نماز کے ارادے سے اٹھے تو پہلے خوب اچھی طرح وضو کر' پھر قبلہ رخ کھڑا ہو

کرتکبیرتحریمہ کہہ' پھرقرآن مجید میں سے جوتیرے لیے آسان ہو پڑھ' پھررکوع کر' یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع (پورا) کر' پھر (رکوع سے) سراٹھا یہاں تک کہ (قومہ میں) سیدھا کھڑا ہوجا' پھرسجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ (مکمل) کر' پھراطمینان سے اپنا سراٹھا اور (جلسہ میں) بیٹھ جا' پھرسجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ (پورا) کر' پھر (سجدے سے) اپنا سراٹھا اور (دوسری رکعت کے لیے) سیدھا کھڑا ہوجا' پھراس طرح اپنی تمام نماز پوری کر۔

(بخاری' الاذان باب امر النبی ﷺ الذی لا یتم رکوعه بالاعادة... ۷۹۳۔ ومسلم' الصلاۃ باب وجوب قراءة الفاتحة فی کل رکعة' ۳۹۷)

اس حدیث میں جس نمازی کا ذکر ہے وہ رکوع اور سجود بہت جلدی جلدی کرتا تھا۔قومہ اور جلسہ اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کرنہیں کرتا تھا' رسول اللہ ﷺ نے ہر بار اسے فرمایا کہ پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز پڑھی ہی نہیں۔ آپ نے ان ارکان کی ادائیگی میں عدم اطمینان کونماز کے باطل ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کونماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو رکوع اور سجود پوری طرح ادا نہیں کر رہا تھا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ ''تو نے نماز ہی نہیں پڑھی اور اگر تم (اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے) مرگئے تو اس طریقے پرنہیں مروگے جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا کیا تھا''

(بخاری: الأذان، باب: إذا لم یتم الرکوع: ۷۹۱).

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی نماز درست نہیں ہوتی یہاں تک کہ رکوع اور سجدے (سے سراٹھا کر بالکل اطمینان کے ساتھ کھڑا ہوکر یا بیٹھ کر) اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔(ابوداؤد' الصلاۃ' باب صلاة من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود' ۸۵۵، ترمذی' الصلاة باب ما جاء فی من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود' ۲۶۵۔ امام ترمذی اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے پوچھا کہ شرابی' زانی اور چور کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے (یعنی ان کا گناہ کتنا ہے)؟ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ گناہ کبیرہ ہیں اوران میں سزا بہت ہے۔اور (کان کھول کر) سنو بہت بری چوری' اس آدمی کی ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔صحابہ نے کہا وہ کس طرح؟ فرمایا:''جو نماز کا رکوع اور سجدہ پورا نہ کرے وہ نماز میں چوری کرتا ہے'' (موطا امام مالك ١/١٦٧' باب العمل فی جامع الصلاة' ابن حبان والسنن الكبرى للبيهقی ٢/٢٠٩۔ ١٢١٠ سے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

اللہ اکبر! کس قدر خوف کا مقام ہے آہ! ہماری غیر مسنون نمازوں کا کیا حشر ہوگا؟ ہمیں نماز کو تکبیر اولیٰ سے لے کر سلام پھیرنے تک مسنون طریقے سے ادا کرنا چاہئے۔

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شامل ہوئے اس وقت آپ رکوع میں تھے۔ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کرلیا اور اسی حالت میں چل کر صف میں پہنچے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی گئی۔آپ نے فرمایا:''اللہ تیرا شوق زیادہ کرے آئندہ ایسا نہ کرنا'' (بخاری'الاذان باب اذا ركع دون الصف' ٧٨٣)

بعض لوگ اس حدیث سے یہ نکتہ نکالتے ہیں کہ اگر نمازی حالت رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہو تو وہ اسے رکعت شمار کرے گا کیونکہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے رکعت نہیں دوہرائی نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیام ضروری ہے نہ فاتحہ۔یہ مؤقف محل نظر ہے کیونکہ:

(الف) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رکعت لوٹانے کا حکم دیا تھا یا نہیں؟ یا انہوں نے از خود رکعت کو لوٹایا تھا یہ نہیں؟ اس کے متعلق حدیث خاموش ہے اس ضمن میں جو کچھ بھی کہا جاتا ہے وہ محض ظن واحتمال کی بنیاد پر کہا جاتا ہے۔

(ب) اس کے برعکس ایسے صریح دلائل موجود ہیں جو (ہر صاحب استطاعت کے لیے) قیام اور فاتحہ دونوں کو لازم قرار دیتے ہیں اور

(ج) قاعدہ یہ ہے کہ جب احتمال اور صراحت آمنے سامنے آجائیں تو احتمال کو چھوڑ دیا جائے گا اور صراحت پر عمل کیا جائے گا۔

(د) سیدھی سی بات ہے کہ اس حدیث شریف کا مرکزی نکتہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فعل ہے کہ پہلے وہ حالت رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہوئے پھر اسی کیفیت میں آگے بڑھتے ہوئے صف میں داخل ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسی فعل سے روکا تھا۔ جماعت میں شامل ہونے کا شوق بجا مگر اس شوق کی تکمیل کا یہ طریقہ بہرحال مستحسن نہ تھا۔

(ھ) لہذا اس حدیث کو اس کے اصل نکتے سے ہٹا کر قیام اور فاتحہ سے خالی رکعت کے جواز پر لانا درست معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔ (ع'ر)

قومے کا بیان:

ابوحمید ساعدی روایت کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے مقام پر آ جاتی تھی''.

(بخاری: الأذان، باب: سنة الجلوس فی التشهد: ٨٢٨).

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام (رکوع سے اٹھتے ہوئے) کہے: (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) ''اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔'' تو تم کہو: (اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) ''اے ہمارے رب! تیرے ہی واسطے تعریف ہے'' جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ مل گیا اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (بخاری' الاذان باب فضل (اللهم ربنا و لك الحمد) ٧٩٦ ومسلم' الصلاة' باب التسميع والتحميد والتأمين: ٤٠٩)

رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) ایک مقتدی نے کہا (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ) پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''بولنے والا کون تھا؟'' (یعنی کس نے یہ کلمے پڑھے ہیں؟) ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تیس سے زائد فرشتے دیکھے جو ان کلمات کا ثواب لکھنے

میں جلدی کر رہے تھے۔ (بخاری الاذان باب فضل اللھم ربنا لك الحمد ۷۹۹)

☆ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رکوع سے اٹھتے تو (قومہ میں دعا پڑھتے):

"سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْ ءُ الْاَرْضِ وَمِلْ ءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ".

''اللہ نے سن لی اس (بندے) کی بات جس نے اس کی تعریف کی اے ہمارے اللہ! تیرے ہی لئے ساری تعریف ہے آسمانوں، زمین اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے''

(مسلم، الصلاۃ، باب ما یقول اذا رفع راسه من الرکوع، ٤٧٦)

☆ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

"رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْ ءُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْ ءُ الْاَرْضِ وَمِلْ ءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ ' اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ".

''اے ہمارے پروردگار! ہر قسم کی تعریف صرف تیرے لئے ہے آسمانوں اور زمین اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے اور بندے نے جو تیری تعریف اور بزرگی کی وہ تیرے لائق ہے اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے دی اور کوئی دینے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے روک دی اور دولت مند کو دولت مندی تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی'' (مسلم، الصلاۃ، باب ما یقول اذا رفع راسه من الرکوع، حدیث ٤٧٧)

☆ رسول اللہ ﷺ قومے میں فرماتے:

"اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْ ءُ الْاَرْضِ وَمِلْ ءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ

بَعْدُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِیْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِیْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَایَا كَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْوَسَخِ".

''اے اللہ! تیرے ہی لئے ساری تعریف ہے آسمانوں اور زمین اور ہراس چیز کے بھراو کے برابر جوتو چاہے' اے اللہ! مجھے برف' اولے اور ٹھنڈے پانی سے پاک کردے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے ایسا پاک کردے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔(مسلم' ٤٧٦)

تنبیہ:

بہت سے لوگوں کو قومے کا پتہ نہیں کہ وہ کیا ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ رکوع کے بعد اطمینان سے سیدھا کھڑے ہونے کو قومہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو کر بڑے اطمینان سے قومے کی دعا پڑھتے تھے۔

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا رکوع، سجدہ، دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور رکوع سے (اٹھ کر قومہ میں) کھڑا ہونا برابر ہوتا تھا سوائے قیام اور تشہد بیٹھنے کے۔ (یعنی یہ چاروں چیزیں: رکوع' سجدہ' جلسہ اور قومہ طوالت میں تقریباً برابر ہوتی تھیں)(بخاری' الاذان باب حداتمام الرکوع والا عتدال فیه' ٧٩٢ ومسلم' الصلاة باب اعتدال ارکان الصلاة و تخفیفها فی تمام' ٤٧١)

بعض اوقات آپ ﷺ کا قومہ بہت لمبا ہوتا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ اس قدر لمبا قومہ کرتے کہ کہنے والا کہتا کہ آپ بھول گئے ہیں'' (بخاری: الأذان، باب: المکث بین السجدتین: ٨٢١، مسلم' الصلاة باب اعتدال ارکان الصلاة و تخفیفها' ٤٧٢)

مگر افسوس کہ آج مسلمان قومہ لمبا کرنا تو رہا درکنار' پیٹھ سیدھی کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے فوراً سجدہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں' اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین (ع' ر)

سجدے کے احکام

(۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے''

(أبوداود' الصلاة' باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه' ٨٤٠۔ امام نووی اور زرقانی نے اس کی سند کو جید کہا)

سجدہ میں گھٹنے پہلے رکھنے والی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت (ابوداؤد ۸۳۸) کو امام دارقطنی، بیہقی اور حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے ضعیف کہا ہے۔ جب کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی' ہاتھ پہلے رکھنے والی روایت صحیح ہے اور ابن عمر کی درج ذیل حدیث اس پر شاہد ہے.

نافع رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔(ابن خزيمة ١/ ٣١٩ حديث ٦٢٧' مستدرك ١/ ٢٢٦ اسے حاکم ذہبی اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا)

گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنے کو امام اوزاعی' مالک' احمد بن حنبل اور شیخ احمد شاکر رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے۔ ابن ابی داؤد نے کہا: میرا رجحان حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف ہے کیونکہ اس بارے میں صحابہ اور تابعین سے بہت سی روایات ہیں۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں اپنی ناک اور پیشانی زمین کے ساتھ لگاتے اور ہاتھ اپنے پہلوؤں سے الگ رکھتے (یعنی اپنے بازوں کو بغلوں سے نہ ملاتے تھے) اور دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر رکھتے۔ (ابوداود' الصلاة' باب افتتاح الصلاة ٧٣٤۔ اسے امام ابن خزیمہ ۶۴۰ اور ترمذی ۳۰۴ نے صحیح کہا)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں اپنے سر کو دونوں ہاتھوں کے درمیان میں رکھتے۔

(ابوداود' الصلاة' باب رفع اليدين فى الصلاة' ٧٢٦۔ اسے امام ابن حبان (حدیث ۴۸۵) نے صحیح کہا)

(۴) رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو انگلیوں کو کشادہ کرتے اور جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر رکھتے۔(حاکم' ۱/۲۲۷ بیہقی ۲/ ۱۱۲ حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح کہا)

(۵) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی اور آپ نے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا دونوں ہاتھوں' دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں کے پنجوں پر اور (یہ کہ ہم نماز میں) اپنے کپڑوں اور بالوں کو اکھٹا نہ کریں''.

(بخاری' الاذان باب السجود علی الانف ۸۱۲' و مسلم' الصلاۃ' باب اعضاء السجود ۴۹۰)

ہر بہن بھائی کے لئے ضروری ہے کہ وہ سجدہ میں ان سات اعضاء کو خوب اچھی طرح (مکمل طور پر) زمین پر ٹکا کر رکھیں اور اطمینان سے سجدہ کریں۔ اور مرد نماز میں اپنے آستینوں کو نہ چڑھائیں کیونکہ کپڑا اکٹھا کرنا منع ہے.

رسول اللہ ﷺ نے سجدہ میں اپنی ہتھیلیوں اور گھٹنوں کو زمین پر ٹکایا۔

(ابوداود' الصلاۃ' باب: صلاۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود ۸۵۸، ۸۵۹ اسے امام ابن خزیمہ نے صحیح کہا)

(۶) نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں جس کی ناک پیشانی کی طرح زمین پر نہیں لگتی۔(دار قطنی ۱/۳۴۸۔ اسے حاکم اور ابن جوزی نے صحیح کہا)

(۷) ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کی حالت میں دیکھا آپ کے پاؤں کی دونوں ایڑیاں ملی ہوئی تھیں اور پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ تھے۔(بیہقی ۲/۱۱۶۔ اسے ابن خزیمہ ۶۵۴ حاکم ۱/ ۲۲۸ اور ذہبی نے صحیح کہا)

(۸) سجدے کی حالت میں نبی رحمت ﷺ اپنی کلائیوں کو زمین پر نہیں لگاتے تھے بلکہ انہیں اٹھا کر رکھتے اور پہلوؤں سے دور رکھتے اور پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلے کی طرف مڑے ہوئے ہوتے تھے۔(بخاری الاذان، باب سنۃ الجلوس فی التشہد' ۸۲۸)

عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں

کو اتنا کھولتے کہ ان کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی (بخاری: ۸۰۷، مسلم: ۴۹۵).

عورتیں سجدے میں بازو نہ بچھائیں:

بہت سی عورتیں سجدہ میں بازو بچھا لیتی ہیں۔ اور پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھتی ہیں اور دونوں قدموں کو بھی زمین پر کھڑا نہیں کرتیں۔ واضح ہو کہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور سنت کے خلاف ہے سنئے! رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''تم میں سے کوئی (مرد یا عورت) اپنے بازو سجدے میں اس طرح نہ بچھائے جس طرح کتا بچھاتا ہے''.

(بخاری الاذان باب لا یفترش ذراعیه فی السجود' ۸۲۲۔ مسلم' الصلاة' باب الاعتدال فی السجود' ۴۹۳)

نبی رحمت ﷺ کے اس فرمان سے صاف عیاں ہے کہ نمازی (مرد یا عورت) کو اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر دونوں کہنیاں (یعنی بازو) زمین سے اٹھا کر رکھنے چاہئیں نیز پیٹ بھی رانوں سے جدا رہے اور سینہ بھی زمین سے اونچا ہو۔ میری معزز مسلمان بہنو! اپنے پیارے رسول کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق نماز پڑھو۔

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سجدہ کرو تو اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھو اور اپنی دونوں کہنیوں کو بلند کرو'' (مسلم: ۴۹۴).

رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ بانہوں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔ (مسلم' الصلاة' باب الاعتدال فی السجود' ۴۹۶)

بعض لوگ یہ فضول عذر پیش کرتے ہیں کہ اس طرح سجدے میں بی بی کی چھاتی زمین سے بلند ہو جاتی ہے جو بے پردگی ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے لیے اوڑھنی کو لازم قرار دیا ہے یہ اوڑھنی دوران سجدہ بھی پردے کا تقاضہ پورا کرتی ہے پھر آج کی کوئی خاتون صحابیات رضی اللہ عنہن کی غیرت اور شرم وحیا کو نہیں پہنچ سکتی جب انہوں نے ہمیشہ سنت کے مطابق نماز ادا کی تو آج کی خاتون کو بھی انہی کی راہ چلنی چاہیے (ع'ر)

نہایت درجہ قرب الٰہی:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب سے بہت نزدیک ہوتا ہے۔ پس (سجدے میں) بہت دعا کرو''.

(مسلم' الصلاة' باب مایقال فی الرکوع والسجود ۔ ٤٨٢)

اللہ تعالیٰ تو بندے سے ہر حال میں نزدیک ہوتا ہے لیکن سجدے کی حالت میں بندہ اس کے بہت نزدیک ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں بڑی عاجزی اور اخلاص سے دعائیں مانگتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر زمین پر سجدہ کرتے تھے اس لیے کہ مسجد نبوی میں فرش نہ تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سخت گرمی میں نماز ادا کرتے اور زمین کی گرمی کی وجہ سے اگر وہ زمین پر پیشانی نہ رکھ سکتے تو سجدہ کی جگہ پر کپڑا رکھ لیتے اور اس پر سجدہ کرتے۔ (بخاری: الصلاة، باب: السجود علی الثوب فی شدة الحر: ٣٨٥، مسلم' المساجد' باب استحباب تقدیم الظهر فی اول الوقت فی غیر شدة الحر ٦٢٠)

رمضان المبارک کی اکیسویں رات تھی۔ بارش برسی اور مسجد کی چھت ٹپک پڑی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیچڑ میں سجدہ کیا۔ آپ کی پیشانی اور ناک پر کیچڑ کا نشان تھا۔ (بخاری' الاعتکاف' باب من خرج من اعتکافه عندالصبح' ٢٠٤٠ ۔ مسلم' الصیام' باب فضل لیلة القدر ١١٦٧)

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی چٹائی پر نماز ادا کی جو زمین پر زیادہ عرصہ پڑی رہنے سے سیاہ ہو گئی تھی۔

(بخاری' الصلوة' باب الصلوة علی الحصیر' ٣٨٠ و مسلم' المساجد: باب جواز الجماعة فی النافلة ٦٥٨)

لمبا سجدہ کرنا:

عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ رکوع کے برابر لمبا ہوتا تھا۔ کبھی کبھی کسی عارضہ کی بنا پر زیادہ لمبا کرتے۔ ایک دفعہ آپ ظہر یا عصر کی نماز میں حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھائے ہوئے

تشریف لائے۔آپ نماز کی امامت کے لیے آگے بڑھے اور انہیں اپنے قدم مبارک کے قریب بٹھالیا۔ پھر آپ نے نماز شروع کی اور لمبا سجدہ کیا۔ جب آپ نے نماز ختم کی تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس نماز میں ایک سجدہ بہت لمبا کیا یہاں تک کہ ہمیں خیال گزرا کہ کوئی واقعہ رونما ہو گیا ہے۔ یا پھر وحی نازل ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ایسی کوئی بات نہیں تھی بس میرا بیٹا میری کمر پر سوار ہو گیا تو میں نے یہ بات پسند نہ کی کہ سجدہ سے جلدی سر اٹھا کر اسے پریشانی میں مبتلا کر دوں'' (نسائی: التطبیق، باب: هل یجوز أن تکون سجدة أطول من سجدة: ۲/۲۲۹، ۲۳۰ (۱۱٤۱)، اسے امام حاکم ۳/ ۱۶۲۷ ابن خزیمہ ۱۰۳۷ نے صحیح کہا)

بہشت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ:

ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رات گزارتا تھا۔ آپ کے وضو کا پانی اور آپ کی (دیگر) ضروریات (مسواک وغیرہ) لاتا تھا۔ (ایک رات خوش ہو کر) آپ نے مجھے فرمایا: ''(کچھ دین و دنیا کی بھلائی) مانگ'' میں نے عرض کی: بہشت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں آپ نے فرمایا: ''اس کے علاوہ کوئی اور چیز؟'' میں نے کہا بس یہی! پھر آپ نے فرمایا: ''پس اپنی ذات کے لئے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کر'' (مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث علیه، ٤٨٩).

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندہ بزرگوں سے ملاقات کے دوران ان سے دعا کروانا جائز ہے۔ اس حدیث میں یہ کہیں نہیں ہے کہ میں چونکہ کل مخلوق کا حاجت روا اور مشکل کشا ہوں لہذا مجھ سے ہر قسم کی غیبی مدد مانگا کرو، اس کے برعکس نبی اکرم ﷺ جناب ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مدد مانگ رہے ہیں کہ سجدوں کی کثرت سے میری مدد کر۔ (ع، ر)

جس طرح معالج مریض کو کہے کہ حصول شفا کے لئے میں تیرے لئے کوشش کرتا ہوں اور تو میری ہدایات کے مطابق دوائی اور پرہیز کرنے کے ساتھ میری مدد کر۔ اسی طرح آپ نے ربیعہ کو فرمایا کہ میں تیرے حصول

مدعا کے لئے دعا سے کوشش کرتا ہوں اور تو سجدوں کی کثرت کے ساتھ میری کوشش میں میری مدد کر۔ اسی طرح تجھے بہشت میں میری رفاقت حاصل ہوگی۔

ثوبان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں لے جانے والا عمل پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کے لئے (پورے خلوص وحضور کے ساتھ) سجدوں کی کثرت لازم کر، پس تیرے ہر سجدے کے بدلے اللہ تعالی تیرا درجہ بلند کرے گا اور اس کے سبب سے گناہ (بھی) مٹائے گا''

(مسلم، الصلاۃ، باب فضل السجود والحث علیہ، ٤٨٨)

سجدے کی دعائیں:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار میں رکوع اور سجدے میں قرآن حکیم پڑھنے سے منع کیا گیا ہوں۔ پس تم رکوع میں اپنے رب کی عظمت بیان کرو اور سجدے میں خوب دعا مانگو۔ تمہاری دعا قبولیت کے لائق ہوگی'' (مسلم، الصلاۃ، باب النھی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع والسجود، ٤٧٩)

(۲) حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں (یہ دعا) پڑھتے: "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلٰی" ''میرا بلند پروردگار (ہر عیب سے) پاک ہے''.

(مسلم، صلاۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل: ٧٧٢.

آپ یہ کلمات تین دفعہ کہتے تھے (ابن ماجہ: ٨٨٨).

(۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدے میں (یہ) کہتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہُ دِقَّہُ وَجِلَّہُ وَأَوَّلَہُ وَآخِرَہُ وَعَلَانِیَتَہُ وَسِرَّہُ".

''اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ، تمام گناہ بخش دے''.

(مسلم، الصلاۃ، الصلاۃ، باب: النھی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع والسجود ٤٨٣)

(۵) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع یا سجدہ میں فرماتے تھے: "سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ".

''اے اللہ! تیری ہی پاکیزگی اور تعریف ہے۔ تیرے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے'' (مسلم: ٤٨٥)

(٦) رسول اللہ ﷺ سجدے میں فرماتے: ''اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِرَضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اَحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ'' ''اے اللہ میں تیری رضامندی کے ذریعے تیرے غصے سے' تیری عافیت کے ذریعے تیری سزا سے اور تیری رحمت کے ذریعے تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریف کو شمار نہیں کرسکتا۔ تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف خود فرمائی ہے''. (مسلم: ٤٨٦)

(١٠) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدے میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ خَلَقَهُ وَصُوَّرَهُ فَاَحْسَنَ صُوَرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ" ''اے اللہ تیرے لیے میں نے سجدہ کیا۔ میں تجھ پر ایمان لایا۔ میں تیرا فرمانبردار ہوا۔ میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا۔ اس کی اچھی صورت بنائی۔ اس کے کان اور آنکھ کو کھولا۔ بہترین تخلیق کرنے والا اللہ' بڑا ہی بابرکت ہے''. (مسلم: ٧٧١)

سجدہ تلاوت:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''جب آدم کا (مومن) بیٹا سجدے کی آیت پڑھتا ہے۔ پھر (پڑھنے اور سننے والا) سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف ہو کر کہتا ہے ہائے میری ہلاکت' تباہی اور بربادی! آدم کے بیٹے کو سجدہ کا حکم دیا گیا۔ اس نے سجدہ کیا۔ پس اس کے لئے بہشت ہے اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا میں نے نافرمانی کی پس میرے لئے آگ ہے''.

(مسلم' الایمان' باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترك الصلاة' ٨١)

(١١) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدے کی آیت تلاوت کرتے تو آپ سجدہ کرتے۔ اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے۔ (بخاری' سجود القرآن'

باب من سجد لسجود القاری' ۱۰۷۵، مسلم: المساجد، باب: سجود التلاوة: ۵۷۵)

(۱۲) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی آیت تلاوت کرتے اور سجدۂ تلاوت میں یہ پڑھتے: "سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ". ''میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اپنی طاقت اور قوت سے اسے پیدا کیا اس کے کان اور آنکھیں بنائیں پس اللہ بہترین تخلیق کرنے والا بڑا بابرکت ہے۔(ابوداؤد ابواب السجود' باب ما یقول اذا سجد ۱۴۱۴۔ اسے امام ترمذی' حاکم اور ذھبی نے صحیح کہا ہے۔اور''فتبارك الله احسن الخالقين'' کے الفاظ مستدرک حاکم ۱/۲۲۰ میں ہیں)

(۱۳) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورت نجم تلاوت کی تو آپ نے سجدۂ تلاوت نہیں کیا۔(بخاری' سجود القرآن' باب من قرأ السجدة ولم یسجد' ۱۰۷۲' مسلم 'المساجد' باب سجود التلاوة'' ۵۷۷). معلوم ہوا سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۃ النحل پڑھی جب سجدے کی آیت آئی تو منبر پر سے اترے اور سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا، دوسرے جمعہ کو پھر یہی سورہ پڑھی اور سجدہ نہیں کیا، پھر فرمایا: لوگو جب ہم سجدہ کی آیت پڑھتے ہیں تو جو کوئی سجدہ کرے اس نے اچھا کیا اور جو کوئی نہ کرے اس پر گناہ نہیں(بخاری: سجود القرآن: ۱۰۷۷).

سجدۂ شکر:

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی خوشی کی خبر آتی تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے(ابن ماجه: إقامة الصلاة: ۱۳۹۴).

اللہ تعالیٰ نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول کی تو کسی نے بلند آواز سے پکارا اے کعب بن مالک تیرے لیے خوشخبری ہے، آواز سنتے ہی کعب بن مالک سجدہ میں گر گئے.

(بخاری: المغازی، باب: حدیث کعب بن مالك: ۴۲۱۸، مسلم: التوبه: ۲۷۶۹).

جلسہ : (دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا)

''رسول اللہ ﷺ سجدے سے اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے (یعنی بچھاتے) پھر اس پر بیٹھتے' اور سیدھے ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر آ جاتی (یعنی پہلے سجدے سے سر اٹھا کر نہایت آرام و اطمینان سے بیٹھ جاتے اور دعائیں جو آگے آتی ہیں پڑھ کر) پھر (دوسرا) سجدہ کرتے۔(ابوداود' ۷۳۰ ترمذی' ۳۰٤)

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ بیٹھتے وقت اپنا دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے۔

(بخاری' الاذان باب سنة الجلوس فی التشهد' ۸۲۸)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کیا جائے اور اس کی انگلیاں قبلہ رخ کی جائیں اور بائیں پاؤں پر بیٹھا جائے۔(نسائی' التطبیق' باب الاستقبال بأطراف أصابع القدم القبلة ۱۱۵۸۔ اسے امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان نے صحیح کہا)

اور کبھی کبھی آپ ﷺ اپنے قدموں اور اپنی ایڑیوں پر بیٹھتے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے قدموں اور ایڑیوں پر بیٹھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔(مسلم' المساجد' باب جواز الاقعاء عل العقبین' ۵۳٦)

نبی رحمت ﷺ خود بڑے اطمینان سے جلسے میں بیٹھتے۔لیکن افسوس کہ عام لوگوں کو جلسے کا پتہ ہی نہیں ہے کہ وہ کیا ہوتا ہے۔ نبی رحمت ﷺ کا جلسہ سجدے کے برابر ہوتا تھا۔کبھی کبھی زیادہ (دیر تک) بیٹھتے یہاں تک کہ بعض لوگ کہتے کہ آپ (دوسرا سجدہ کرنا) بھول گئے۔

(بخاری' ۸۲۱' و مسلم' ٤۷۲)

جلسے کی مسنون دعائیں:

۱- ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان (یہ) پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِی وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِی وَارْزُقْنِیْ".

''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت سے رکھ، مجھے ہدایت دے، اور مجھے روزی عطا کر'' (ابوداود، الصلاۃ، باب الدعاء بین السجدتین ۸۵۰۔ ترمذی، الصلاۃ، باب ما یقول بین السجدتین ۲۸٤۔ اسے حاکم، ذہبی اور نووی نے صحیح کہا)

حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان پڑھا کرتے تھے: ''رَبِّ اغْفِرْ لِیْ، رَبِّ اغْفِرْ لِیْ".

''اے میرے رب مجھے معاف فرما، اے میرے رب مجھے معاف فرما'' (ابو داود، الصلاۃ، باب ما یقول الرجل فی رکوعہ و سجودہ ۸۷٤، ابن ماجہ ۸۹۷ حاکم ۱/ ۲۷۱ اور ذہبی نے صحیح کہا)

دوسرا سجدہ:

جب آپ پورے اطمینان سے جلسے کے فرائض سے فارغ ہوں تو پھر دوسرا سجدہ کریں اور پہلے سجدے کی طرح اس میں بھی بڑے خشوع وخضوع اور کامل اطمینان سے دعائیں پڑھیں اور پھر اٹھیں۔

جلسۂ استراحت:

دوسرا سجدہ کر چکنے کے بعد ایک رکعت پوری ہو چکی ہے۔ اب دوسری رکعت کے لئے آپ کو اٹھنا ہے لیکن اٹھنے سے پہلے جلسۂ استراحت میں ذرا بیٹھ کر اٹھیں اس کی صورت یہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہتے ہوئے (دوسرے سجدے) سے اٹھتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے ہوئے (بچھاتے اور) اس پر بیٹھتے اتنی دیر تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر آ جاتی۔ پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے۔

(ابوداود، ۷۳۰ ترمذی، ۳۰٤ ابن ماجہ، اقامۃ الصلاۃ، باب اتمام الصلاۃ، ۱۰٦۱)

رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کی طاق (پہلی اور تیسری) رکعت کے بعد کھڑے ہونے سے قبل

سیدھے بیٹھتے تھے۔(بخاری' الاذان باب من استوی قاعدا' ۸۲۳)

رسول اللہ ﷺ جب دوسرے سجدے سے اٹھتے تو پہلے بیٹھتے پھر اٹھتے وقت دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھتے۔(بخاری: الاذان، باب: کیف یعتمد علی الارض اذا قام من الرکعة: ۸۲٤)

دوسری رکعت:

رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت کے لیئے کھڑے ہوتے تو الحمد شریف کی قراءت شروع کر دیتے اور (دعائے افتتاح کے لئے) سکتہ نہیں کرتے تھے۔

(مسلم' المساجد' باب ما یقال بین تکبیرة الاحرام والقراءة' ۵۹۹)

تشهد

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ دوسری رکعت کے بعد (دوسرے سجدے سے اٹھ کر) بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے، ان سے کہا گیا آپ تو ایسا نہیں کرتے تو فرمانے لگے میرے پاؤں مجھے سہارا نہیں دے سکتے۔

(بخاری' الاذان' باب سنة الجلوس فی التشهد ۸۲۷)

مسئلہ رفع سبابہ:

تشہد میں انگلی کا اٹھانا رسول اللہ ﷺ کی بڑی بابرکت اور عظمت والی سنت ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز (کے قعدہ) میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کی تمام انگلیاں بند کر لیتے اور اپنی داہنی انگلی جو انگوٹھے کے نزدیک ہے اٹھا لیتے' پس اس کے ساتھ دعا مانگتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر بچھا لیتے۔(مسلم' المساجد' باب صفة الجلوس فی الصلاة' ۵۸۰)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (نماز میں) تشہد پڑھنے

بیٹھتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے۔ایک روایت میں ہے کہ بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے(مسلم: ٥٧٩).

معلوم ہوا کہ نمازی کو رخصت ہے چاہے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے چاہے ران پر.

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے سجدے سے اٹھ کر قعدہ میں بیٹھے' دو انگلیوں کو بند کیا' انگوٹھے اور درمیان کی بڑی انگلی سے حلقہ بنایا اور انگشت شہادت (کلمے کی انگلی) سے اشارہ کیا۔

(ابوداود' الصلاۃ' باب رفع الیدین فی الصلاۃ' ٧٢٦۔ اسے امام ابن حبان ۴۸۵ اور ابن خزیمہ ۷۱۴ نے صحیح کہا)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی اٹھائی اور اسے ہلاتے تھے۔

(نسائی' الافتتاح' باب موضع الیمین من الشمال فی الصلاۃ' ٨٨٩، اسے ابن حبان ۴۸۵ اور ابن خزیمہ ۷۱۴ نے صحیح کہا).

شیخ البانی فرماتے ہیں انگلی کو حرکت نہ دینے والی روایت شاذ یا منکر ہے۔لہذا اسے حدیث وائل بن حجر کے مقابلے میں لانا جائز نہیں ہے۔

صرف (لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ) کہنے پر انگلی اٹھانا اور کہنے کے بعد رکھ دینا کسی روایت سے ثابت نہیں ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ کی نظر (تشہد میں) ان کی انگلی کے اشارے سے تجاوز نہیں کرتی تھی(أبو داود: الصلاة، باب: الإشارة فی التشهد: ٩٩٠).

سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور میں (تشہد میں) دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا، آپ نے فرمایا: ایک انگلی سے، ایک انگلی سے (اشارہ کرو) یعنی شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کرو(نسائی: السهو، باب: النهی عن الإشارة بإصبعين: ١٢٧٣).

تشہد:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نماز میں (قعدہ کے لیے) بیٹھو تو یہ پڑھو:

"اَلتَّحِيَاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَاوَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ".

''(میری ساری) قولی' بدنی اور مالی عبادت صرف اللہ کے لئے خاص ہے۔ اے نبی آپ پر اللہ تعالی کی رحمت' سلامتی اور برکتیں ہوں اور ہم پر اور اللہ کے (دوسرے) نیک بندوں پر (بھی) سلامتی ہو' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں پھر جو دعا پسند ہو وہ مانگ'' ان کلمات کو ادا کرنے سے ہر نیک بندے کو خواہ وہ زمین پر ہو یا آسمان میں' نمازی کا سلام پہنچ جاتا ہے۔

(بخاری' الاذان باب التشهد فی الاخرة' ٨٣١' ومسلم' الصلاة' باب التشهد فی الصلاة' ٤٠٢)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب تک رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود رہے ہم (اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ) کہتے رہے' جب آپ فوت ہو گئے تو ہم نے خطاب کا صیغہ چھوڑ کر غائب کا صیغہ پڑھنا شروع کر دیا۔ یعنی پھر ہم (اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ) پڑھتے تھے۔ (بخاری' الاستئذان' باب الاخذ بالیدین' ٦٢٦٥)

پہلے جملے کا معنی ہے: اے نبی ﷺ آپ پر سلامتی ہو'۔ دوسرے جملے کا معنی ہے: ''نبی اکرم ﷺ پر سلامتی ہو''۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نبی اکرم ﷺ کو عالم الغیب یا حاضر ناظر نہیں سمجھتے تھے۔ وگرنہ وہ (اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ) کی جگہ (اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيُّ) نہ پڑھتے۔ الفاظ تشہد (اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا

النَّبِیُّ) سے شرکیہ عقیدہ (آپ کے عالم الغیب یا حاضر ناظر ہونے) کی قطعاً تائید نہیں ہوتی' کیونکہ مسلمان السلام علیك ایھا النبی اس لئے نہیں بلکہ سنت کی پیروی کی بنا پر پڑھتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا سلام نبی اکرم ﷺ تک پہنچاتے ہیں (ابوداود المناسك باب زیارة القبور ۲۰۴۲).

جس طرح ہم اپنے خطوط میں بصیغہ خطاب ایک دوسرے کو سلام بھیجتے ہیں اسی طرح ہمارا سلام بھی اللہ تعالیٰ آپ تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ سلام چونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ اور صحابہ سے ثابت ہے اس لئے یہ اس صلوۃ و سلام کی دلیل نہیں بن سکتا جو لوگ اذان سے قبل یا اٹھتے بیٹھتے الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یہ سمجھ کر پڑھتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمارا سلام سن رہے ہیں۔ یقیناً صحابہ کی پیروی میں کامیابی ہے اور خود ساختہ اعمال بدعت ہیں گمراہی میں جانے کا سبب بن سکتے ہیں۔ (ع'ر)

رسول اللہ ﷺ درمیانی تشہد سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے (مسند الإمام أحمد: ۱/۴۵۹، ۴۳۸۲ اس کی سند صحیح ہے). لہٰذا درمیانی تشہد میں صرف تشہد کافی ہے۔

اور اگر کوئی شخص تشہد کے بعد درود اور دعا کرنا چاہے تو بھی جائز ہے۔

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم دو رکعت پر بیٹھو تو التحیات کے بعد جو دعا زیادہ پسند ہو وہ کرو'' (نسائی' التطبیق' باب کیف التشھد الاول' ۱۱۶۳)

اور دعا سے پہلے درود پڑھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی نماز پڑھے تو پہلے اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرے' اس کی تعریف کرے پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے پھر اپنے لئے جو چاہے دعا مانگے۔ (ابوداود' الوتر' باب الدعاء' ۱۴۸۱۔ اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

لہٰذا درمیانی تشہد میں تشہد کے بعد درود اور دعا بھی کی جا سکتی ہے۔

قعدۂ تشہد سے تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں تو اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھیں اور رفع الیدین کریں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ دو رکعت پڑھ کر (تشہد کے بعد) کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔ اور دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ (بخاری: ۷۳۹)

آخری قعدہ (تشہد):

اس آخری قعدے میں رسول اللہ ﷺ یوں بیٹھتے تھے جیسا کہ ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ سجدہ آتا جس کے بعد سلام ہے (یعنی جب آخری رکعت کا دوسرا سجدہ کر کے فارغ ہوتے اور تشہد وغیرہ کے لئے بیٹھتے) تو اپنا بایاں پاؤں (دائیں پنڈلی کے نیچے سے باہر) نکالتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے نصب کرتے اور اپنی بائیں جانب کے کولہے پر بیٹھتے۔ پھر (تشہد، درود اور دعا پڑھ کر) سلام پھیرتے۔ (بخاری: ۸۲۸، أبو داود: ۷۳۰).

بائیں جانب کولہے پر بیٹھنا "تَوَرُّك" کہلاتا ہے۔ یہ سنت ہے۔ ہر مسلمان کو آخری قعدے میں تورک ضرور کرنا چاہئے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہماری عورتیں تو آخری تشہد میں تورک کریں اور مرد اس سنت رسول ﷺ سے محروم رہیں۔

نبی رحمت ﷺ نے اس شخص کو منع کیا جو تشہد کی حالت میں بائیں ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھا آپ نے فرمایا: ''ایسے نہ بیٹھو، اس طرح وہ بیٹھتے تھے جن پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھا'' (مسند أحمد عن عبدالله بن عمر: ۲/ ۱۱٦، ٥٩٧٢، وإسناده حسن)

جب آپ اس قعدے میں بیٹھیں تو پہلے التحیات پڑھیں جس طرح دوسری رکعت پڑھ کر آپ نے قعدے میں پڑھی تھی، اور رفع سبابہ بھی بدستور کریں۔ التحیات ختم کر کے مندرجہ ذیل درود شریف پڑھیں.

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں آپ نے فرمایا کہو:

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ".

''یاالٰہی رحمت فرما محمد ﷺ اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ یاالٰہی برکت فرما محمد ﷺ اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے'' (بخاری' أحادیث الانبیاء' باب ۱۰ حدیث ۳۳۷۰، مسلم: ٤٠٦)

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں تو آپ نے فرمایا کہو:

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ'' (مسلم: الصلاة، باب: الصلاة علی النبی ﷺ بعد التشهد: ٤٠٦).

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں آپ نے فرمایا کہو:

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ أَزْوَاجِهِ وَذُرِّیَّتِهِ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ أَزْوَاجِهِ وَذُرِّیَّتِهِ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ''.

''اے اللہ! محمد ﷺ ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر رحمت فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر رحمت فرمائی اور محمد ﷺ، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر برکت فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر برکت فرمائی۔ بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے'' (بخاری' ۳۳٦۹' ومسلم' ٤٠٧)

کسی بھی صحیح روایت میں درود شریف میں ''سیدنا'' یا ''مولانا'' کا لفظ موجود نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو جو درود سکھایا تھا' جب اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں تو ہمیں بھی اضافہ نہیں کرنا چاہیے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو الفاظ' رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں ان کی پیروی راجح ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ درود کا (مسنون) طریقہ یہ ہے کہ (اللھم صل علی محمدوعلی آل محمد...) کے

الفاظ کے ساتھ درود بھیجا جائے جو ''سیدنا'' کے لفظ سے خالی ہے۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں تشریف لائے۔آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آیا اور اس نے کہا تیرا پروردگار فرماتا ہے کہ ''اے محمد! کیا تجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ تیری امت میں سے جو شخص تجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تو میں اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہوں اور تیری امت میں سے جو شخص تجھ پر ایک بار سلام بھیجتا ہے تو میں اس پر دس بار سلام بھیجتا ہوں''

(نسائی ۳/ ۵۰، ۱۲۹۵۔ امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا)

درود کے بعد کی دعائیں:

(۱) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (آخری قعدے میں) یوں دعا فرماتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ".

''یا الٰہی! میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں دجال کے فتنے سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں موت وحیات کے فتنے سے' یا الٰہی' میں گناہ سے اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں''.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ قرض سے بہت پناہ کیوں مانگتے ہیں، آپ نے فرمایا: جب آدمی قرض دار ہوتا ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی بھی کرتا ہے''.

(بخاری' الآذان باب الدعاء قبل السلام ۸۳۲ ومسلم' المساجد' باب ما یستعاذ منه فی الصلاۃ' ۵۸۹)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''تشہد میں چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ ضرور طلب کرو'' وہ یہ ہیں:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ".

''اے اللہ! میں جہنم اور قبر کے عذاب سے' موت وحیات کے فتنہ اور مسیح دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں'' (مسلم ۵۸۸)

نبی رحمت ﷺ یہ دعا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس طرح سکھاتے جیسا کہ انہیں قرآن کی سورتیں سکھاتے تھے۔(مسلم' ۵۹۰) لہٰذا اسے پڑھنا ضروری ہے۔

(۲) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا' یارسول اللہ! نماز میں مانگنے کے لئے مجھے (کوئی) دعا سکھایئے (کہ اسے التحیات اور درود کے بعد پڑھا کروں) تو آپ نے فرمایا! پڑھ:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ".

''یا الٰہی! بلا شبہ میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے۔ اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا' پس اپنی جناب سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر' بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے'' (بخاری' الاذان باب الدعاء قبل السلام' ۸۳٤ ومسلم الذکر والدعاء باب الدعوات والتعوذ: ۲۷۰۵)

(۳) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشہد کے بعد سلام پھیرنے سے قبل یہ دعا پڑھتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ".

''اے اللہ! تو میرے اگلے پچھلے' پوشیدہ اور ظاہر (تمام) گناہ معاف فرما اور جو میں نے زیادتی کی اور وہ گناہ جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے (وہ بھی معاف فرما) تو ہی (اپنی درگاہ عزت

میں) آگے کرنے والا اور (اپنی بارگاہ جلال سے) پیچھے کرنے والا ہے۔ صرف تو ہی (سچا) معبود ہے'' (مسلم، صلاة المسافرین، باب صلوة النبی ﷺ و دعائه باللیل ۷۷۱)

(۴) محجن بن الادرع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک شخص مسجد کے آخر میں یہ دعا کر رہا تھا:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ یَا اَللّٰهُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ أَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ".

''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بات کے ساتھ کہ تو واحد، اکیلا اور بے نیاز ہے، جس نے نہ جنا نہ جنا گیا اور نہ اس کا کوئی شریک ہے کہ تو مجھے اور میرے گناہ معاف کر دے بیشک تو بخشنے والا بہت مہربان ہے''.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیری بخشش ہوگئی، تیری بخشش ہوگئی، تیری بخشش ہوگئی''.

(أبو داود: ۹۸۵، نسائی: ۱۳۰۱، ۳/۵۲).

(۵) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، اس نے تشہد میں یہ دعا کی:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ".

''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بات کے ساتھ کہ حمد تیرے لیے ہے، تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، بے حد احسان کرنے والا، آسمانوں اور زمینوں کو بنانے والا بزرگ اور عزت والا، زندہ اور قائم رکھنے والا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں''.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اللہ کے عظیم ناموں کے ساتھ دعا کی ہے جو شخص ان کے ساتھ دعا کرتا ہے اللہ قبول کرتا ہے اور

جب وہ مانگتا ہے اللہ عطا کرتا ہے'' (نسائی: السھو ۳۰۰).

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا کرتے تھے:

''اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْراً لِيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِيْ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةَ وَكَلِمَةَ الْإِخْلَاصِ فِي الرِّضَا وَالغَضَبِ وَأَسْأَلُكَ نَعِيْماً لَا يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَأَسْأَلُكَ الرِّضَا بِالْقَضَاءِ وَبَرْدَ العَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَفِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الإِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِيْنَ''.

''اے اللہ! میں تیرے غیب جاننے اور خلق پر قدرت رکھنے کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک تو میرے لیے زندگی بہتر جانے اور مجھے اس وقت فوت کر جب وفات میرے لیے بہتر جانے، میں غائب اور حاضر کی حالت میں تجھ سے تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں اور راضی اور غصے کی حالت میں خالص بات کہنے کی توفیق کا سوال کرتا ہوں، اور میں تجھ سے ان نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہوں اور آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہو، اور میں تجھ سے تیرے فیصلوں پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے موت کے بعد کی زندگی کی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیرے چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت اور تیری ملاقات کے شوق کا سوال کرتا ہوں اور میں تکلیف دہ مصیبت اور گمراہ کن فتنوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں ہدایت دینے والا ہدایت پانے والا بنا دے'' (نسائی: ۱۳۰۶، ۳/۵۵).

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے:

''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ''.

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان اعمال کے شر سے جو میں نے کیے اور ان اعمال کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیے'' (نسائی: ۱۳۰۷، ۳/۵٦، مسلم: الذکر والدعاء: ۲۷۱٦).

نماز کا اختتام:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں طرف سلام پھیرتے (تو کہتے):(السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ) اور بائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے: (السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ) (ابو داود: الصلاة، باب: فی السلام' ۹۹٦' ترمذی الصلاة' باب ماجاء فی التسلیم فی الصلاة' ۲۹۵۔ اسے ترمذی اور ابن حبان نے صحیح کہا)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ دائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے (السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ) اور بائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے (السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ) (یعنی صرف دائیں طرف والے سلام میں (وَبَرَكَاتُهُ) کا اضافہ کرتے). (ابوداود: الصلاة، باب: السلام' ۹۹۷' امام نووی اور امام ابن حجر نے اسے صحیح کہا)

❀❀❀❀

جو امور نماز میں کرنے جائز ہیں ان کا بیان

۱- نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں دو کالوں یعنی سانپ اور بچھو کو مار ڈالو''.

(ابوداود' الصلاۃ' باب العمل فی الصلاۃ' ۹۲۱)

۲- نماز میں بچے کو اٹھانا:

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ زینب کی بیٹی امامہ (آپ ﷺ کی نواسی) آپ کے کندھوں پر تھی۔ آپ سجدہ فرماتے تو امامہ کو اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر اسے اٹھا لیتے۔ (بخاری' الصلاۃ' باب اذا حمل جارية صغيرة على عنقه فی الصلوۃ' ۵۱۶۔ مسلم' المساجد' باب جواز حمل الصبيان فی الصلوۃ ۵۴۳)

۳- صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے سلام کیا آپ نے (زبان سے کچھ کہے بغیر) دائیں ہاتھ کی انگلی کے اشارے سے سلام کا جواب دیا۔ (ابو داؤد' الصلوۃ' باب رد السلام فی الصلوۃ' ۹۲۵ و ۹۲۷)

۴- چھینک آنے پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا:

رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، دوران نماز میں چھینکا اور میں نے کہا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً كَثِيْراً طَيِّباً مُّبَارَكاً فِيْهِ".

پس جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا: ''نماز میں کلام کرنے والا کون تھا؟'' تین بار آپ نے پوچھا. میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں تھا، آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تیس فرشتے اس کلمہ کو لے جانے کے لیے جلدی کر رہے تھے''.

(ترمذی: الصلاۃ، باب: ما جاء فی الرجل یعطس فی الصلاۃ: ۴۰۴، امام ترمذی نے حسن کہا).

نماز کی مکروہات کا بیان

(۱) نبی اکرم ﷺ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔(بخاری' العمل فی الصلاۃ' باب الخصر فی الصلاۃ' ۱۲۲۰۔ ومسلم' المساجد' باب کراھۃ الاختصار فی الصلاۃ' ۵۴۵)

(۲) نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو نماز میں جمائی آئے تو اسے حتی المقدور روکے کیونکہ اس وقت شیطان منہ میں داخل ہوتا ہے''.

(مسلم' الزھد' باب تشمیت العاطس و کراھیۃ التثاؤب' ۲۹۹۵)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''(جمائی کے وقت) ہاہا نہ کہو کیونکہ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے''

(بخاری' بدء الخلق' باب صفۃ ابلیس و جنودہ' ۳۲۸۹)

(۳) سائب بن یزید نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقصورہ میں جمعہ پڑھا۔ جب امام نے سلام پھیرا تو سائب نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آئندہ ایسا نہ کرنا' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملاؤ۔ ان (فرض اور سنت) کے درمیان کلام کرو یا جگہ تبدیل کرو'' (مسلم' الجمعۃ' باب الصلاۃ بعد الجمعۃ' حدیث ۸۸۳)

مغیرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''امام جس جگہ نماز پڑھ چکا ہے وہاں نماز نہ پڑھے بلکہ وہاں سے سرک جائے (یعنی جگہ تبدیل کر لے)''.

(نسائی: الصلاۃ، باب: الإمام یتطوع فی مکانہ: ۴۱۴).

(۴) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں باتیں کیا کرتے تھے' پھر: ﴿حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ﴾ (البقرہ ۲۳۸) نازل ہوئی تو ہمیں چپ چاپ رہنے کا حکم ہوا اور بات کرنا منع ہو گیا۔(بخاری' العمل فی الصلاۃ' باب ما ینھی من الکلام فی الصلاۃ' ۱۲۰۰۔ مسلم' المساجد' باب تحریم الکلام فی الصلاۃ ۵۳۹)

سجدۂ سھو کا بیان

سجدہ سہو سے وہ دوسجدے مراد ہیں جونمازی نماز میں بھول کی وجہ سے سلام سے پہلے یا بعد میں کرتا ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں کوئی نماز پڑھتا ہے تو شیطان اس کی نماز میں شبہ ڈالتا ہے اس کو یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں جب تم میں کسی کو ایسا اتفاق ہو تو بیٹھے بیٹھے دوسجدے کرے'' (بخاری: السهو، باب: السهو فی الفرض والتطوع: ۱۲۳۲، مسلم: المساجد، باب: السهو فی الصلاة والسجود له: ۳۸۹).

تین یا چار رکعات کے شک پر سجدہ:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی کو رکعات کی تعداد کے بارے میں شک پڑ جائے کہ تین پڑھی ہیں یا چار؟ تو شک کو چھوڑ دے اور یقین پر اعتماد کرے۔ پھر سلام پھیرنے سے پہلے دوسجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ رکعات نماز پڑھی تھی تو یہ سجدے اس کی نماز (کی رکعات) کو جفت کر دیں گے اور اگر اس نے پوری چار رکعات نماز پڑھی تھی تو یہ سجدے شیطان کے لئے ذلت کا سبب ہوں گے''.

(مسلم' المساجد' باب السهو فی الصلاة والسجود له' ۵۷۱)

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''جس شخص کو نماز میں یہ شک پڑ جائے کہ آیا اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو تو وہ اس کو ایک رکعت یقین کرے اور بقیہ نماز پوری کرے' اور جس کو یہ شک ہو کہ اس نے دو پڑھی ہیں یا تین تو وہ اس کو دو رکعت یقین کرے۔ اور پھر (آخری قعدے میں) سلام پھیرنے سے پہلے (سہو کے) دوسجدے کرے۔

(ترمذی' الصلاة' باب: ما جاء فی الرجل یصلی فیشك فی الزیادة والنقصان' ۳۹۸۔ وابن ماجه' اقامة الصلاة'

باب ما جاء فيمن شك فی صلاته فرجع الی اليقين' ١٢٠٩۔ امام ترمذیؒ امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا)

سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدے میں تشہد (درود) اور دعا پڑھنے کے بعد اللّٰہ أکبر کہہ کر سجدے میں جائیں۔ پھر اٹھ کر جلسے میں بیٹھ کر دوسرا سجدہ کریں اور پھر اٹھ کر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوں۔

قعدہ اولیٰ کے ترک پر سجدہ:

عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ پس پہلی دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے۔ (قعدے میں) سہواً نہ بیٹھے پس لوگ بھی نبی رحمت ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جب نماز پڑھ چکے (اور آخری قعدے میں سلام پھیرنے کا وقت آیا) اور لوگ سلام پھیرنے کے منتظر ہوئے (تو) رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔ (بخاری' الاذان باب: من لم یر التشهد الاول واجبا' ٨٢٩' ومسلم' المساجد' باب السهو فی الصلاة' ٥٧٠)

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی دو رکعتوں کے بعد (تشہد پڑھے بغیر) کھڑا ہونے لگے اور ابھی پوری طرح کھڑا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے لیکن اگر پوری طرح کھڑا ہو گیا تو پھر نہ بیٹھے البتہ سلام پھیرنے سے پہلے سہو کے دو سجدے ادا کرے''.

(أبو داود: الصلاة، باب: من نسی أن يتشهد وهو جالس: ١٠٣٦).

نماز سے فارغ ہو کر باتیں کر چکنے کے بعد سجدہ:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعات پڑھ کر سلام پھیر دیا اور گھر تشریف لے گئے۔ ایک صحابی خرباق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس گئے اور آپ کے سہو کا ذکر کیا تو آپ ﷺ تیزی سے لوگوں کے پاس پہنچے۔ اور خرباق رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق چاہی لوگوں نے کہا خرباق سچ کہتا ہے۔ تو پھر آپ ﷺ نے ایک رکعت اور پڑھائی۔ پھر سلام پھیرا اور دو سجدے کئے۔ پھر سلام پھیرا۔ (مسلم' المساجد' باب السهو فی الصلاة' ٥٧٤)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا، بعض صحابہ (نماز پڑھ کر) مسجد سے باہر آ گئے اور کہنے لگے کہ نماز کم ہو گئی، ایک صحابی ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ کیا آپ بھول گئے یا نماز کم ہوگئی، آپ نے فرمایا: نہ میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز کم ہوئی ہے، پھر آپ نے صحابہ کرام سے پوچھا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے. انہوں نے کہا ہاں! پھر آپ آگے بڑھے اور چھوٹی ہوئی نماز پڑھی پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا'' (بخاری: ٤٨٢، مسلم: ٥٧٣).

جو شخص چار رکعت کی جگہ تین پڑھ کر سلام پھیر دے پھر جب اس کو معلوم ہو جائے کہ میں نے تین رکعت پڑھی ہیں تو خواہ وہ گھر بھی چلا جائے اور باتیں بھی کر لے تو پھر بھی وہ ایک رکعت جو رہ گئی تھی پڑھے گا اس کو ساری نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

چار کی جگہ پانچ رکعات پڑھنے پر سجدہ:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز (سہواً) پانچ رکعات پڑھائی آپ سے پوچھا گیا: کیا نماز میں زیادتی ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا ''آپ نے ظہر کی پانچ رکعات پڑھائی ہیں'' آپ قبلہ رخ ہوئے اور دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں' میں بھی بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو' پس جب بھول جاؤں تو مجھے یاد دلایا کرو''.

(بخاری' الصلوة' باب التوجه نحو القبلة حيث كان' ٤٠١' مسلم'المساجد' باب السهو فی الصلاة' ٥٧٢)

سجدۂ سہو سلام سے قبل یا بعد کرنے کا ذکر تو احادیث میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ لیکن صرف ایک ہی طرف سلام پھیر کر سجدے کرنا اور پھر التحیات پڑھ کر سلام پھیرنا سنت سے ثابت نہیں ہے، کیونکہ ترمذی (۳۹۵) کی روایت کو علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے شاذ کہا. ابن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا سہو کے سجدوں کے بعد تشہد ہے انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تشہد کا ذکر نہیں ہے (بخاری: ١٢٢٨).

نماز کے بعد مسنون اذکار

(۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ختم ہونا تکبیر (اللہ اکبر کی آواز) سے پہچان لیتا تھا۔

(بخاری' الاذان باب الذکر بعد الصلاۃ' ۸٤۱' ۸٤۲ ومسلم' المساجد' باب الذکر بعد الصلاۃ ۵۸۳)

یعنی نبی رحمت ﷺ فرض نماز کا سلام پھیر کر اونچی آواز سے اللہ اکبر کہتے تھے۔اس سے ثابت ہوا کہ امام اور مقتدیوں کو نماز سے فارغ ہوتے ہی ایک بار بلند آواز سے (اللہ اکبر) کہنا چاہئے۔

(۲) ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب اپنی نماز ختم کرتے تو فرماتے: "أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ' أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ' أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ".

''میں اللہ سے (گناہوں کی) بخشش چاہتا ہوں'' (تین مرتبہ).

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ".

''یا اللہ تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے اے بزرگی اور عزت والے تو بڑا ہی بابرکت ہے'' (مسلم' المساجد' باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ' ۵۹۱)

تنبیہ: دعائے رسول ﷺ میں اضافہ:

جس طرح دعائے اذان میں لوگوں نے اضافہ کر رکھا ہے اسی طرح اس دعا میں بھی لوگوں نے زیادتی کی ہوئی ہے۔وہ زیادتی ملاحظہ ہو (اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ) رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہیں۔آگے (وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ) کا اضافہ کر رکھا ہے۔کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ شروع اور اخیر میں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ اور درمیان میں خود اپنی طرف سے دعائیہ جملے بڑھا کر حدیث رسول ﷺ میں زیادتی کی ہوئی ہے۔معاذ اللہ! کیا آپ یہ جملے بھول گئے تھے یا دعا ناقص چھوڑ گئے تھے جس کی تکمیل امتیوں نے کی ہے؟ اگر کوئی کہے کہ ان بڑھائے ہوئے جملوں میں کیا خرابی ہے ان کا ترجمہ بہت

اچھا ہے' آخر دعا ہی ہے اور اللہ ہی کے آگے ہے؟ گزارش ہے کہ انسان اپنی مادری یا عربی زبان وغیرہ میں جو دعا چاہے اپنے مالک سے کرے' جو جملے چاہے دعا میں استعمال کرے' کوئی حرج نہیں۔ مگر حدیث رسول ﷺ میں اپنی طرف سے الفاظ یا جملے زیادہ کرنے ناجائز ہیں ایسا کرنے سے دین کی اصل صورت قائم نہیں رہتی۔

(۳) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم' میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر (فرض) نماز کے بعد یہ (ذکر) پڑھنا نہ چھوڑنا: "اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"

''اے میرے رب! ذکر کرنے' شکر کرنے اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد کر'' (ابوداود' الوتر' باب فی الاستغفار: ۱۵۲۲' اسے امام حاکم ۱/۲۷۳' امام ذہبی' امام ابن خزیمہ' امام ابن حبان اور امام نووی نے صحیح کہا)

(۴) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد کہتے تھے:

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْكَ لَہُ ' لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ".

''اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے' اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ساری تعریف ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یا اللہ! تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں اور تیری روکی ہوئی چیز کوئی عطا کرنے والا نہیں اور دولت مند کو (اس کی) دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی''.

(بخاری' الاذان باب الذکر بعد الصلاۃ ۸٤٤ ومسلم' المساجد' باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ' ۵۹۳)

(۵) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد پڑھتے تھے: "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْكَ لَہُ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ

وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ".

''اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ گناہوں سے رکنا اور عبادت پر قدرت پانا صرف اللہ کی توفیق سے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں اور ہم (صرف) اسی کی عبادت کرتے ہیں ہر نعمت کا مالک وہی ہے اور سارا فضل اسی کی ملکیت ہے (یعنی فضل اور نعمتیں صرف اسی کی طرف سے ہیں)' اسی کے لئے اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود (حقیقی) نہیں' ہم (صرف) اسی کی عبادت کرتے ہیں اگرچہ کافر برا منائیں''.

(مسلم' المساجد' باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ' ٥٩٤)

(٦) رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کو پڑھتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ".

''اے اللہ! میں بزدلی اور کنجوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے رذیل عمر کی طرف پھیر دیا جائے اور میں دنیاوی فتنوں اور عذاب قبر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں'' (بخاری' الجهاد والسیر باب ما یتعوذ من الجبن ٢٨٢٢)

(٧) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں جو ہر (فرض) نماز کے بعد پڑھے: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' ''اللہ (ہر عیب سے) پاک ہے'' ٣٣ بار ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' ''ساری تعریف اللہ کی ہے'' ٣٣ بار "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" ''اللہ سب سے بڑا ہے'' ٣٣ بار اور ایک بار پڑھے:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ". ''اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے ساری

بادشاہت اوراسی کے لئے ساری تعریف ہےاوروہ ہرچیز پرخوب قدرت رکھنے والا ہے''.

(مسلم' المساجد' باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ'۵۹۷)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جوشخص فرض نماز کے بعد(سُبْحَانَ اللّٰہِ) ۳۳بار(اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) ۳۳باراور(اَللّٰہُ اَکْبَرُ) ۳۴بار کہے گاوہ(ثواب یا بلند درجات سے)محروم نہیں ہوگا۔(مسلم' ۵۹۶)

(۸) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر(فرض) نماز کے بعد معوذات پڑھا کروں۔(ابوداود' الوتر' باب فی الاستغفار' ۱۵۲۳' نسائی: ۳/۶۸- ۱۳۳۶،اسے امام حاکم ۱/۲۵۳ ذہبی'ابن خزیمہ اورابن حبان (۲۳۴۷) نے صحیح کہا)

معوذات (اللہ کی پناہ میں دینے والی سورتیں) یہ ان سورتوں کو کہتے ہیں جن کے شروع میں ﴿قُل اَعُوْذُ﴾ کا لفظ ہے۔انہیں معوذتین بھی کہا جاتا ہے۔یعنی قرآن پاک کی آخری دوسورتیں.

(۹) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز کا سلام پھیرتے تو کہتے:"اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعاً وَّرِزْقاً طَیِّبًا وَّعَمَلاً مُتَقَبَّلاً".

''اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والے علم اور پاکیزہ رزق اور قبول کیے گئے عمل کا سوال کرتا ہوں''(ابن ماجه: إقامة الصلاة، باب: ما يقال بعد التسليم: ۹۲۵).

(۱۰) عمارہ بن شبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس نے مغرب کی نماز کے بعد دس بار یہ الفاظ کہے"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ".

اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لیے فرشتے بھیجتا ہے جو صبح تک شیطان مردود سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے، اور دس ہلاک کرنے والے گناہ اس سے دور کرتا ہے اس کے لیے دس مومن غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ہے(ترمذی: الدعوات: ۳۵۳۴).

(۱۱) ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کو بہشت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی چیز نہیں روکتی'' (نسائی' فی عمل الیوم واللیلۃ ۱۰۰۔ اسے ابن حبان اور منذری نے صحیح کہا)

مطلب یہ ہے کہ آیۃ الکرسی پڑھنے والا موت کے بعد سیدھا جنت میں جائے گا۔

آیۃ الکرسی:

﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَؤُدُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾.

''اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے۔ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ وہ اونگھتا ہے نہ سوتا ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کون اس کے پاس (کسی کی) سفارش کرسکتا ہے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ ان سے پہلے گزرا اور جو کچھ ان کے بعد ہو گا۔ اور لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے (معلوم نہیں کر سکتے) مگر وہ جتنا چاہتا ہے۔ (اتنا علم جسے چاہے دے دیتا ہے) اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے اور ان دونوں کی حفاظت اس کو تھکاتی نہیں' وہ بلند و بالا' بڑی عظمتوں والا ہے۔

(اللہ جو ساری کائنات کی حفاظت کرسکتا ہے کیا وہ ایک انسان یا اس کی کار کی حفاظت نہیں کرسکتا؟ یقیناً کر سکتا ہے پھر وہ اپنی حفاظت کے لئے جائز اسباب کے بجائے شرکیہ اسباب کیوں اختیار کرتا ہے؟ اس مقصد کے لئے مختلف کڑے اور انگوٹھیاں کیوں پہنتا ہے؟ دھاگے کیوں باندھتا ہے؟ اپنی گاڑی پر جوتے یا چیتھڑے کیوں لٹکاتا ہے؟ اے اللہ کے بندو! آیت الکرسی پڑھو' حفاظت میں رہو گے' یقیناً اللہ کی حفاظت ہی بہترین حفاظت ہے جس کا کوئی توڑ نہیں۔ (ع'ر)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لیتا ہے تو اللہ کی طرف سے اس کے لئے محافظ مقرر کر دیا جاتا ہے اور طلوع فجر تک شیطان اس کے قریب نہیں آتا۔ (نسائی' فی عمل الیوم واللیلۃ (۹۵۹) ابن خزیمہ حدیث ۲۴۲۴ نے اسے صحیح کہا)

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا:

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کے ثبوت میں کوئی مقبول حدیث نہیں ہے۔ نہایت تعجب کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال رہے' پانچوں وقت نمازیں پڑھائیں' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی کثیر تعداد نے آپ کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں مگر ان میں سے کوئی ایک بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہ کرے۔ تو یہ اس کے بطلان کی واضح دلیل ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کہتے ہیں اگر کوئی انفرادی طور پر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں.

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا رب بڑا حیا کرنے والا اور سخی ہے، جب بندہ اس کے حضور ہاتھ اٹھاتا ہے تو انہیں خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے اسے شرم آتی ہے'' (ابن ماجہ: الدعاء، باب: رفع الیدین فی الدعاء: ۳۸۶۵).

امام ابن تیمیہ' ابن قیم' ابن حجر رحمہم اللہ اور بہت سے علماء نے فرض نماز کے بعد مروجہ اجتماعی دعا کا انکار کیا ہے اور اسے بدعت کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو پانی کے استعمال میں اور دعا کرنے میں حد سے تجاوز کریں گے'' (ابوداود' الوتر' باب الدعاء' حدیث: ۱۴۸۰۹۶، ابن ماجہ: الدعاء: ۳۸۶۴، اسے حاکم اور امام ذہبی نے صحیح کہا)

اجتماعی دعا کی دلیل میں بیان کی جانے والی تمام روایات ضعیف ہیں تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو بندہ ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرے اللہ

تعالی اس کے ہاتھوں کو نامراد نہیں لوٹاتا۔(ابن السنی ۱۳۸)

اس کی سند میں:

(الف) اسحاق بن خالد ہے جو منکر احادیث روایت کرتا ہے۔

(ب) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (اس کے ایک اور راوی) عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن کی خصیف سے بیان کردہ روایات جھوٹی اور من گھڑت ہوتی ھیں۔

(ج) خصیف کا انس رضی اللہ عنہ سے سننا معلوم نہیں۔

(د) علاوہ ازیں اس روایت میں اجتماعی دعا کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(۲) یزید بن اسود عامری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کا سلام پھیرا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔(فتاویٰ نذیریہ)

اس حدیث کی سند حسن ہے مگر مولانا عبیداللہ رحمانی لکھتے ہیں:

''کتب احادیث کے اندر اصل حدیث میں (وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا) دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ کے الفاظ موجود نہیں'' علاوہ ازیں اس میں بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہیں ہے۔

(کیا فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا بدعت ہے؟ اس سلسلہ میں درج ذیل امور قابل غور ہیں:

۱) ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا مستقل عبادت ہے جو کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے البتہ جن مواقع پر اسکا اہتمام کرنا سنت سے ثابت ہے ان کو ترجیح دی جائے گی۔

۲) جو عبادت ہر وقت جائز ہو اگر آپ اپنی سہولت کے لئے اسے کسی خاص وقت میں روزانہ کرنا چاہتے ہیں تو اصولی طور پر یہ بھی جائز ہے ارشاد نبوی ہے: ''اللہ تعالی کو وہ عمل زیادہ محبوب ہے جس پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ تھوڑا ہو'' (مسلم: صلوة المسافرين، باب: فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره/ حديث ۷۸۲) لیکن کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ تمام اوقات کو چھوڑ کر صرف ایک وقت کو عملا فرض کا درجہ دے کر دوسرے

مسلمانوں کواس کا پابند بنائے کیونکہ جب شریعت نے اس وقت کومسلمانوں پرمقررنہیں کیا تو یہ کیوں کرے؟ مثلا اگرمختلف افرادروزانہ مختلف اوقات میں قرآن پاک کی مختلف سورتیں پڑھتے ہیں تو یہ جائزعمل ہوگا۔لیکن اگرکوئی مولوی صاحب یہ دعوت دینی شروع کردے''کہ تمام اہل اسلام روزانہ نماز فجر کے بعد بیس مرتبہ سورۃ القمر پڑھا کریں'اس کا یہ یہ ثواب ہے'' پھراس کے حلقۂ اثر میں آنے والے مسلمان واقعتاً اس کی پابندی شروع کردیں تو ان کا یہ عمل محتاج دلیل بن جائے گا'اگرشرعی دلیل میں اس کی صراحت آجائے تو سنت ہوگا ورنہ بدعت۔

۳) جوعبادت ہروقت جائز ہواگرآپ اسے کسی خاص موقع پرکرنا چاہتے ہیں تو احتیاطاً یہ معلوم کرلیں کہ کہیں اس موقع کے لئے شریعت نے کوئی فرض عائد کیا ہے تو پھرفرض ترک کرکے جائز کام میں لگے رہنا قطعاً جائزنہیں مثلا نماز باجماعت کھڑی ہواورجس نے یہی نماز جماعت کے ساتھ پہلےنہیں پڑھی اس کے لیے جائزنہیں ہے کہ وہ جماعت میں شامل ہونے کی بجائے سنتیں یا نوافل پڑھتا رہے۔کوئی ورد'وظیفہ'دعا یا تلاوت کرتا رہے کیونکہ ان جائزنیکیوں کومؤخرکرنے کی گنجائش موجود ہےلیکن موقع کےفرض کو بلاوجہ مؤخرکرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(۴) اگر اس خاص موقع کے لئے شریعت نےکوئی سنت مقررکررکھی ہےتو بھی جائزکام کوچھوڑکر سنت کوترجیح دی جائے گی۔اگرچہ سنت فرض نہیں'اسے کیا جائے تو بہت زیادہ ثواب ہےاوراگرکسی وجہ سے کبھی چھوٹ جائے تو کوئی گناہ نہیں لیکن ایسا ہمیشہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ سنت چھوڑنے کے لیےنہیں بلکہ اپنانے کے لیے ہوتی ہے۔اسے اپنانا ہی حب رسول ﷺ کا تقاضا ہے۔اورارشاد پاک ہے:''جس نے میری سنت کو ناپسندکیاوہ مجھ سےنہیں'' (بخاری' النکاح باب الترغیب فی النکاح، ۵۰۶۳، مسلم: ۱۴۰۱) اس کی مثال فرض نماز کے بعد(لا الہ الا اللہ) کااجتماعی وردہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ (لا الہ الا اللہ) سب سے افضل ذکرہےلیکن اسے کسی بھی وقت کرنا جائزہےاور چونکہ فرض نماز کے بعدوالا وقت بھی اوقات میں سے ایک وقت ہےلہذااگرکوئی شخص کسی فرض نماز کے بعداپنے طور پر(لا الہ الا اللہ) کہہ دیتا ہےتو بالکل جائز ہے لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ فرض نماز کے فورابعد نبی اکرم ﷺ کامعمول اورسنت کچھ اور ہےتو پھر ہرفرض

نماز کے بعد ہمیشہ (لا الـه الا الله) کا ورد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس موقع کی سنت کو ختم کر دیا جائے کیونکہ (لا الـه الا الـلـه) کا ورد مؤخر ہوسکتا ہے لیکن نماز کے بعد والے مسنون اذکار اور دعاؤں کو ہمیشہ مؤخر کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے' ویسے بھی کورس کی شکل میں بلند آواز سے (لا اله الا الله) کے اجتماعی ورد کی پورے عہد نبوت میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

(۵) یاد رکھئے! ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا یہ نہ تو فرض نماز کا حصہ ہے اور نہ ہی بعد والے مسنون اذکار کا حصہ ہے۔ اس لئے اس کا دائمی اہتمام کرنا درست نہیں ہے کیونکہ فرض نماز ایک الگ عبادت ہے اور ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا ایک الگ عبادت ہے اور جب کسی شرعی دلیل کے بغیر دو الگ الگ عبادتوں کو ایک مخصوص ترتیب کے ساتھ ہمیشہ ایک ساتھ ادا کیا جائے کہ دونوں ایک دوسرے کا حصہ معلوم ہوں حتیٰ کہ ایک کے بغیر دوسری کو نامکمل سمجھا جانے لگے۔ نیز ایک شرعی مسئلے کی طرح لوگوں کو اس کی دعوت' ترغیب اور تعلیم دی جائے۔ جو شخص ان عبادات کو اس طریقے کے مطابق ادا نہ کرے اسے منکر اور گستاخ کے القابات سے نوازا جائے تو آپ راہ سنت سے بھٹک جائیں گے کیونکہ جب مختلف عبادات کو اپنی مرضی سے یکجا کر کے ایک نیا طریقہ رائج کیا جائے گا تو وہ سنت نہیں رہتا' بدعت بن جاتا ہے۔

۶) بات اصول کی ہے جو کام نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں ضروری بھی ہو اور اسے کرنے کے لئے کوئی رکاوٹ بھی موجود نہ ہو پھر بھی پورے عہد نبوت میں اسے کوئی نہ کرے مگر ہم نہ صرف خود اسے ہمیشہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں تو وہ بلاشبہ بدعت ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عہد نبوت میں فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کا اہتمام کرنے میں کوئی رکاوٹ تھی؟ یقیناً نہیں تھی' پھر بھی اگر کسی فرض نماز کے بعد اس کا کبھی اہتمام نہیں کیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کا اہتمام نہ کرنا سنت ہے کیونکہ ناممکن ہے کہ ایک چیز دین بھی ہو اور عہد نبوت میں کر سکنے کے باوجود اسے کوئی نہ کرے یا اسے کیا گیا ہو مگر مقبول احادیث کے وسیع ذخیرے میں وہ کسی کو کہیں نظر نہ آئے۔

۷) انسان فطرتاً سہولت پسند ہے' اسے مسنون دعائیں یاد کرنا ''گراں'' گزرتا ہے اور چونکہ اس

کی ''مصروفیات'' بھی بہت زیادہ ہیں لہذا وہ فرض نمازوں کے بعد یکسوئی کے ساتھ پانچ، چھ منٹ نہیں نکال سکتا لہذا اس سنت سے پہلو بچانے کے لئے اس کا متبادل ایجاد کرلیا گیا یعنی ''مولوی صاحب سلام پھیرتے ہی ہاتھ اٹھائیں چند مسنون وغیر مسنون الفاظ پر مشتمل چھوٹے چھوٹے جملے بولیں اور منہ پر ہاتھ پھیر کر تمام نمازیوں کو ''فارغ'' کردیں جس کے بعد وہ سب (مسنون اذکار پڑھے بغیر) اٹھ کھڑے ہوں''۔

درحقیقت یہ دعا نہیں، رسم ہے جو انتہائی نیک نیتی سے ہر فرض نماز کے بعد ادا کی جاتی ہے اور اس طرح غیر شعوری طور پر ایک سنت کو مٹانے کا گناہ کیا جارہا ہے۔ افسوس کہ لوگوں کو بدعتوں پر عمل کرنے کے لئے تو بڑا وقت مل جاتا ہے مگر سنت کو اپنانے کے لئے وقت نہیں ملتا، جو شخص بدعت کی تردید کرے اسے سرے سے دعا ہی کا منکر بنادیا جاتا ہے جبکہ سنت کا تارک اھل السنة والجماعة !!!

۸) فرض نمازوں کے بعد مسنون اذکار اور دعاؤں کو چھوڑ کر ان کے متبادل کے طور پر (لا الہ الا اللّٰہ) کے اجتماعی ورد اور ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا مانگنے کو اس لیے بھی رواج دیا گیا ہے کہ یہ ہمارے مسلک کی علامت اور پہچان بن جائیں۔ کیا کسی مسلک کے تحفظ کے لیے شرعی مسائل واحکام کے ساتھ اس طرح کھیلنا جائز ہے! اسلام کا حکم کیا ہے! فرقہ واریت کو مٹایا جائے یا اسے فروغ دیا جائے؟

خلاصہ یہ ہے کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا فی نفسہ جائز ہے لیکن اس کا ٹکراؤ ایک سنت سے ہورہا ہے لہٰذا اسے اپنا معمول نہیں بنانا چاہئے کیونکہ سنت رسول مقبول ﷺ ہی اس بات کا زیادہ حق رکھتی ہے کہ وہ ہر کلمہ گو مسلمان کا معمول، مسلک اور پہچان بنے۔

لہذا ہمیں عموما انہی اذکار اور دعاؤں پر اکتفا کرنا چاہئے جن پر ہمارے پیارے نبی رحمت ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہمیشہ اکتفا کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالی ہم سب کو توفیق دے، آمین۔ (ع، ر)

(۳) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تھے اور آخر میں اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے منہ پر پھیرتے (الادب المفرد للبخاری، اسکی سند بخاری کی شرط پر صحیح ہے)۔

❀❀❀❀

نماز با جماعت

اہمیت:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جو شخص اللہ تعالی سے قیامت کے دن مسلمان ہو کر ملاقات کرنا چاہتا ہے تو اسے نمازوں کی حفاظت کرنی چاہئے اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے' ان ہدایت کے طریقوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس مسجد میں نماز ادا کی جائے جس میں اذان دی جاتی ہے۔ اور اگر تم نماز اپنے اپنے گھروں میں پڑھو گے جیسے (جماعت سے) پیچھے رہنے والا شخص اپنے گھر میں پڑھ لیتا ہے تو تم اپنے نبی کریم کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر نبی کریم کی سنت چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور جب کوئی شخص اچھا وضو کر کے مسجد جائے تو اللہ تعالی ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے' ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک برائی مٹا دیتا ہے۔ جماعت سے' سوائے کھلے منافق کے کوئی پیچھے نہیں رہتا۔ بیمار بھی دو آدمیوں کے سہارے نماز کے لئے آتا تھا'' (مسلم' المساجد' باب صلاة الجماعة من سنن الهدى' ٦٥٤)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اکیلے شخص کی نماز سے' جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ستائیس (27) درجے زیادہ (ثواب) رکھتا ہے''.

(بخاری' الاذان بابفضل صلاة الجماعة' ٦٤٥' مسلم المساجد باب فضل صلاة الجماعة' ٦٥٠)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ میں نے ارادہ کیا کہ میں لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں۔ پھر اذان کہلواؤں اور کسی شخص کو امامت کے لئے کہوں پھر ان لوگوں کے گھر جلا دوں جو نماز (جماعت) میں حاضر نہیں ہوتے''.

(بخاری' الاذان باب وجوب صلاة الجماعة' ٦٤٤' ومسلم ٦٥١)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک نابینا شخص (عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) آئے' انہوں نے

اپنے اندھے ہونے کا عذر پیش کر کے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت چاہی کیونکہ انہیں کوئی مسجد میں لیکر آنے والا نہیں تھا' تو نبی رحمت ﷺ نے ان کو اجازت دے دی جب وہ واپس چلے تو آپ نے بلا کر پوچھا: اذان سنتے ہو؟ عبداللہ نے کہا۔ جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''تو پھر نماز میں حاضر ہو'' (مسلم' المساجد باب فضل الصلاة الجماعة ٦٥٣)

بھائیو سوچو! نابینا کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ مل سکی اور آنکھوں والے جو اذان سن کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں جاتے قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا؟

(۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اذان سن کر مسجد میں جماعت کے لئے بغیر کسی عذر کے نہ پہنچے (اور گھر میں نماز پڑھ لے) تو اس سے نماز قبول نہیں کی جاتی'' (ابن ماجه المساجد' باب التغليظ فى التخلف عن الجماعة: ٧٩٣)

(۳) ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس بستی یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہ جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے پس جماعت کو لازم پکڑو''۔ (ابوداود' الصلاة' باب فى التشديد فى ترك الجماعة' ۵۴۷ سے امام حاکم ۱/۲۴۶ ابن خزیمہ' ابن حبان' ذہبی اور امام نووی نے صحیح کہا)

عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہاری عورت مسجد کی طرف جانے کی اجازت مانگے تو اسے ہرگز منع نہ کرو''۔ (بخارى' الاذان باب استئذان المراة زوجها بالخروج الى المسجد' ٨٧٣ ومسلم' الصلاة' باب خروج النساء الى المساجد ٤٤٢).

اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسجد میں خواتین کے لیے نماز پڑھنے کا ہر ممکن انتظام ہونا چاہئے' واللہ اعلم [ع' ر]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی عورتوں کو (نماز پڑھنے کے لیے) مسجد آنے سے منع نہ کرو' اگرچہ ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں''. (ابوداود' الصلاة'

باب فی خروج النساء الی المسجد' ٥٦٧ امام حاکم' ١/ ٢٠٩ امام ابن خزیمه ١٦٨٤ اورامام ذہبی نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کا کمرے میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اوراس کا کوٹھڑی میں نماز پڑھنا کھلے مکان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے''.

(ابوداود' الصلاة' باب التشدید فی ذلك' ٥٧٠ اسے امام حاکم ١٢٠٩ ابن خزیمہ ١٦٨٨ اورامام ذہبی نے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جوعورت مسجد میں آنا چاہے وہ خوشبو نہ لگائے۔

(مسلم' الصلاة' باب خروج النساء الی المساجد حدیث ٤٤٣)

مقصد یہ ہے کہ مسجد جانے والی خاتون ہراس کام سے پرہیز کرے جس سے وہ لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بن سکتی ہو۔ (ع'ر)

صفوں میں مل کر کھڑا ہونے کا حکم:

قرآن حکیم میں ہے: ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ ''اورنماز قائم کرو'' (البقرة: ٤٣).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو برابر کرو' بلاشبہ صفوں کا برابر کرنا نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے'' (بخاری: ٧٢٣ ومسلم' الصلاة' باب تسویة الصفوف' ٤٣٣)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صفوں کو سیدھا کرو کیونکہ صف کو سیدھا کرنا نماز کے حسن میں سے ہے'' (بخاری' الاذان باب اقامة الصف من تمام الصلاة ' ٧٢٢' مسلم' الصلاة باب تسویة الصفوف' ٤٣٥)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو (ایسا) برابر کرتے گویا ان کے ساتھ تیروں کو برابر کرتے ہوں۔ یہاں تک کہ ہم نے نبی رحمت ﷺ سے صفوں کا سیدھا کرنا سمجھ لیا۔ ایک دن آپ (جماعت کے لئے) کھڑے ہوئے اور تکبیر کہنے کو تھے کہ ایک شخص کو دیکھا اس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا۔ پس فرمایا: ''اپنی صفوں کو برابر اور سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں اختلاف ڈال دے گا''.

(بخاری: الأذان، باب: تسویة الصفوف عند الإقامة: ٧١٧، مسلم: ٤٣٦)

مذکورہ حدیث کی رو سے صفوں کا سیدھا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اقامت ہو چکنے کے بعد جب صفیں سیدھی درست اور برابر ہو جائیں تو پھر امام کو تکبیر اولیٰ کہنی چاہئے۔

خبردار! صفیں ٹیڑھی نہ ہوں کہ صفوں کا ٹیڑھا پن باہمی پھوٹ، دلوں کے اختلاف اور باطنی کدورت کا موجب ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہو اور صفوں کے درمیان نزدیکی کرو، (یعنی دو صفوں کے درمیان فاصلہ نہ چھوڑو) اور گردنیں برابر رکھو۔ (یعنی سب برابر جگہ پر کھڑے ہو کہ گردنیں برابر ہوں)۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تحقیق میں شیطان دیکھتا ہوں جو صفوں کے شگافوں میں داخل ہوتا ہے گویا کہ وہ بکری کا سیاہ بچہ ہے''.

(ابو داود، الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف، ٦٦٧۔ اسے امام ابن حبان (٣٨٧) اور ابن خزیمہ (١٥٤٥) نے صحیح کہا)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا: ''لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو۔ لوگو! اپنی صفیں درست کرو۔ لوگو! اپنی صفیں برابر کرو۔ سنو! اللہ کی قسم اگر تم نے صفیں سیدھی نہ کیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈال دے گا۔ پھر تو یہ حالت ہوگئی کہ ہر شخص اپنے ساتھی کے ٹخنے سے ٹخنا، گھٹنے سے گھٹنا اور کندھے سے کندھا چپکا دیتا تھا'' (ابوداود، الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف، ٦٦٢۔ ابن حبان (٣٩٦) نے اسے صحیح کہا)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صفوں کو سیدھا کرو اور آپس میں نزدیک نزدیک کھڑے ہو تحقیق میں تمہیں پس پشت بھی دیکھتا ہوں'' (یہ آپ کا معجزہ تھا)، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص (صفوں میں) اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملا دیتا تھا۔

(بخاری، الاذان باب الزاق المنکب بالمنکب والقدم بالقدم فی الصف ٧٢٥، مسلم: ٤٣٤)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صف کے اندر آتے' ہمارے سینوں اور کندھوں کو برابر کرتے اور فرماتے تھے۔''آگے پیچھے مت ہوؤ۔(ورنہ) تمہارے دل بھی مختلف ہو جائیں گے'' اور فرماتے تھے:''تحقیق اللہ تعالیٰ پہلی صف والوں پر اپنی رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے ان کے لیے (رحمت کی) دعا کرتے ہیں''.

(ابو داود' ٦٦٤ ۔ مستدرك حاكم ١/٥٧١' امام ابن حبان (٢١٧٦ امام ابن خزیمہ اور امام نووی نے اسے صحیح کہا)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو برابر کرتے تھے جب صفیں برابر ہو جاتیں تو (پھر) آپ اللّٰہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرتے۔(ابو داود' ٦٦٥)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''صفوں کو قائم کرو' کندھے برابر کرو' (صفوں کے اندر) ان جگہوں کو پر کرو جو خالی رہ جائیں' اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ' صفوں کے اندر شیطان کے لیے جگہ نہ چھوڑو۔اور جو شخص صف ملائے گا اللہ بھی اسے (اپنی رحمت سے) ملائے گا' اور جو صف کو کاٹے گا اللہ بھی اپنی رحمت سے اس کو کاٹ دے گا'' (ابو داود ٦٦٦ ۔ اسے امام حاکم ١/٢١٣ امام ابن خزیمہ حدیث ١٥٤٩ امام ذہبی اور نووی نے صحیح کہا)

اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جانے کا یہ مطلب ہے کہ اگر صف درست کرنے کے لئے کوئی تم کو آگے یا پیچھے کرے تو بڑی نرمی اور محبت سے آگے یا پیچھے ہو جاؤ۔اگر صف سے کوئی نکل کر چلا جائے تو اس کی جگہ لے کر صف کو ملاؤ' اللہ تم پر رحمت کرے گا۔صف کے اندر (جان بوجھ کر) ایک دوسرے سے دور دور کھڑے ہونا صف کو کاٹنا ہے۔ایسے لوگوں کو اللہ اپنی رحمت سے دور کرے گا۔مقتدی کو امام کی طرف ملنا چاہئے اگر دوسرا ساتھی نہیں ملتا تو وہی گناہ گار ہوگا دونوں طرف ملنے کی کوشش میں ٹانگیں بہت زیادہ کھولنا درست نہیں' صرف امام کی طرف ملنا چاہے۔

صفوں کی ترتیب:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو نماز کے لیے جلدی آنے کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھیں اگر انہیں عشا اور صبح کی نماز (باجماعت) کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے بھی (مسجد میں) آئیں اور اگر انہیں پہلی صف کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ اس کے لیے قرعہ ڈالیں (کہ کون پہلی صف میں کھڑا ہو)'' (بخاری: الأذان، باب: الصف الأول: ٧٢١، مسلم: ٤٣٧).

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہلے اول صف کو پورا کرو۔ پھر اس کو جو پہلی کے نزدیک ہے، اگر کوئی کمی ہو تو آخری صف میں ہونی چاہیے''. (ابوداود' الصلاة باب تسوية الصفوف' ٦٧١ اسے امام ابن خزیمہ حدیث ١٥٤٦۔ اور امام ابن حبان حدیث ٣٩٠ نے صحیح کہا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مردوں کی صفوں میں (ثواب کے لحاظ سے) سب سے بہتر' اول صف ہے۔ اور سب سے بری' آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں سے سب سے بری پہلی صف ہے اور سب سے بہتر آخری صف ہے''.

(مسلم' الصلاة' باب تسوية الصفوف' حديث ٤٤٠)

امام نووی فرماتے ہیں: ''یہ تب ہے جب خواتین بھی مردوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوں' کیونکہ اگر مرد آخری صف میں کھڑے ہوں اور ان کے متصل بعد خواتین کھڑی ہوں تو ان کا خیال ایک دوسرے کی طرف جا سکتا ہے۔ لیکن اگر مرد پہلی صفوں میں ہوں اور خواتین آخری صفوں میں ہوں جبکہ درمیان میں بچے ہوں تو پھر ایسا امکان نہیں رہے گا'' (ع' ر)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگ (پہلی صف سے) پیچھے ہٹتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ان کو (اپنی رحمت میں) پیچھے ڈال دے گا'' (مسلم' ٤٣٨)

❀❀❀❀

ستونوں کے درمیان صفیں:

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں (ستونوں کے درمیان صفیں بنانے) سے بچتے تھے۔

(ابوداود' الصلاۃ باب الصفوف بین السواری' ٦٧٣۔ اسے امام ترمذی نے حسن جبکہ امام حاکم اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا:

صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس کو نماز لوٹانے کا حکم دیا۔

(ابو داود ' الصلاۃ باب الرجل یصلی وحدہ خلف الصف حدیث ٦٨٢۔ امام ابن حبان ۵/ ۲۵۷۶۔۵۷۔امام احمد' اسحاق اور ابن حزم نے اسے صحیح کہا)

اگر صف میں جگہ ہے تو پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہیں ہوتی اور اگر صف میں جگہ نہیں ہے تو یہ اضطراری کیفیت ہوگی ایسی صورت میں اکیلے ہی کھڑے ہو جانا چاہیے نماز ہو جائے گی کیونکہ اگلی صف میں سے کسی مقتدی کو پیچھے کھینچنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

امام مالک' احمد' اوزاعی' اسحاق' اور ابو داود رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ صف سے آدمی نہ کھینچا جائے۔

علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص اس وقت پہنچے جب امام نماز کی حالت میں ہو اور صف میں اسے کہیں کوئی جگہ نہ ملے تو وہ انتظار کرے یہاں تک کہ کوئی دوسرا شخص آجائے چاہے وہ سات سال یا اس سے زیادہ عمر کا بچہ ہی کیوں نہ ہو پھر اس کے ساتھ صف بنالے ورنہ امام کے دائیں جانب کھڑا ہو جائے.

صف بندی کے مراتب:

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے ہاتھ ہمارے کندھوں پر رکھتے اور فرماتے برابر ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ (اور) وہ لوگ جو بالغ اور (دینی اعتبار سے) عقل مند ہیں صف میں میرے قریب رہیں' پھر جوان سے قریب ہیں' پھر جوان سے قریب ہیں'' (مسلم' الصلاة' باب تسوية الصفوف حديث ٤٣٢)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل نماز کی جماعت کرائی' میں اور ایک بچے نے اکٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بنائی اور میری ماں ام سلیم ہمارے پیچھے اکیلی ہی صف میں کھڑی ہوگئی۔ (بخاری' الاذان باب المرأة وحدها تكون صفا' ٧٢٧۔ مسلم' المساجد' باب جواز الجماعة فی النافلة' ٦٥٨).

اس سے معلوم ہوا کہ ایک خاتون بھی پیچھے نماز میں کھڑی ہو جائے تو اسے صف شمار کیا جائے گا۔ (ع' ر)

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے گھر میں' میں میری والدہ اور میری خالہ تھیں۔ آپ نے ہمیں نفل باجماعت پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کیا اور عورتوں کو ہمارے پیچھے۔ (مسلم' المساجد: ٤٤٠)

❀❀❀❀

امامت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کا امام وہ ہونا چاہئے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن اچھی طرح (صحیح پڑھنا) جانتا ہو اور اگر قراءت میں سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرائے جو سنت کو سب سے زیادہ جانتا ہو۔ (یعنی سب سے زیادہ احکام اور مسائل کی حدیثیں جانتا ہو) پھر اگر سنت کے علم میں بھی سب برابر ہوں تو پھر امامت وہ کرائے جس نے سب سے پہلے (مدینہ کی طرف) ہجرت کی۔ اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرائے جو سب سے پہلے مسلمان ہوا۔ اور (بلا اجازت) کوئی شخص کسی کی جگہ امامت نہ کرائے اور نہ کسی کے گھر میں صاحب خانہ کی مسند پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے'' (مسلم' المساجد' باب من احق بالامامة؟ ٦٧٣)

نابالغ بچے اور نابینا کی امامت:

اگر کتاب اللہ کسی نابالغ بچے کو زیادہ یاد ہو تو اسے امام بنایا جاسکتا ہے۔

عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے قبیلے میں سب سے زیادہ قرآن مجھے یاد تھا مجھے امام بنایا گیا حالانکہ میری عمر سات سال تھی۔ (بخاری' المغازی' باب: من شهد الفتح ٤٣٠٢)

اندھے کو امام بنانا جائز ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا تھا۔ حالانکہ وہ نابینا تھے۔ (ابوداود' الصلاة' باب امامة الاعمى' ٥٩٥ امام ابن حبان (٣٧٠) نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی:

١- وہ غلام جو اپنے مالک سے بھاگ گیا ہو جب تک واپس نہ آجائے.

٢- وہ عورت جس کا خاوند ناراض ہو لیکن وہ رات بھر سوتی رہے.

٣- وہ آدمی جو لوگوں کی امامت کرائے جبکہ لوگ اسے (اس کی بدعات، جہالت یا فسق کی بنا پر) ناپسند کرتے ہوں'' (ترمذی: الصلاة، باب: ما جاء فی من أم قوماء وهم كارهون: ٣٦٠).

نماز میں تخفیف:

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی سی بہت ہلکی اور بہت کامل نماز میں نے کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی۔ جب آپ (عورتوں کی صف میں) بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس ڈر سے نماز ہلکی کر دیتے کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوگی۔

(بخاری' الاذان باب من اخف الصلاة عند بكاء الصبی' ۷۰۸، مسلم: ٤٦٩)

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں' نماز لمبی کرنے کے ارادے سے نماز میں داخل ہوتا ہوں۔ پھر (عورتوں کی صف میں) بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز میں کمی کر دیتا ہوں (ہلکی پڑھتا ہوں) کہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو تکلیف ہوگی'' (بخاری' ۷۰۷)

لمبی نماز پر نبی کریم ﷺ کا غصہ:

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم میں صبح کی نماز (جماعت میں) اس وجہ سے نہیں آتا کہ فلاں شخص نماز کو لمبا کرتے ہیں ابو مسعود نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی وعظ میں اتنے غصے میں نہیں دیکھا جتنا (لمبی نماز پڑھانے والوں پر) دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ''تم (لمبی نمازیں پڑھا کر) لوگوں کو نفرت دلانے والے ہو' (سنو) جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو ہلکی پڑھاؤ اس لئے کہ ان (مقتدیوں) میں ضعیف' بوڑھے اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔ (بخاری' الاذان باب تخفیف الامام فی القیام واتمام الرکوع والسجود' ۷۰۲' ومسلم' الصلاۃ' باب امر الأئمة بتخفیف الصلاة فی تمام: ٤٦٦)

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت یہ تھی: ''جب تم لوگوں کی امامت کرو تو ان کو نماز ہلکی پڑھاؤ' کیونکہ تمہارے پیچھے بوڑھے' مریض' کمزور اور کام کاج والے لوگ ہوتے ہیں۔ اور جب اکیلے نماز پڑھو تو جس قدر چاہو لمبی پڑھو'

(مسلم، ٤٦٨)

ہلکی نماز کا یہ مطلب نہیں کہ رکوع، سجود، قومے اور جلسے کو درہم برہم کر کے رکھ دیا جائے۔ واضح ہو کہ ارکان نماز کی تعدیل اور طمانیت کے بغیر نماز باطل ہوتی ہے۔ اور قرآن کی تلاوت کو نامناسب حد تک تیز کرنا بھی جائز نہیں ہے، بلکہ ہلکی نماز کا مطلب یہ ہے کہ قراءت میں اختصار کیا جائے۔ مگر قیام زیادہ مختصر بھی نہ ہو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''افضل نماز وہ ہے جس میں قیام لمبا ہو'' (مسلم، صلاة المسافرين، باب: أفضل الصلاة طول القنوت: ٧٥٦)

نماز کی طرف سکون سے آنا:

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے لوگوں کی کھٹ پٹ سنی۔ نماز کے بعد آپ نے پوچھا: ''تم کیا کر رہے تھے؟'' انہوں نے عرض کی ہم نماز کی طرف جلدی آ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ایسا نہ کرو۔ جب تم نماز کو آؤ تو آرام سے آؤ، جو نماز تمہیں مل جائے پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اس کو بعد میں پورا کرو''۔

(مسلم، المساجد، باب استحباب اتيان الصلاة بوقار و سكينة، ٦٠٣)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب فرض نماز کی تکبیر کہی جائے تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ سکون سے آؤ جو ملے پڑھو اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کر لو کیونکہ جب تم نماز کا ارادہ کرتے ہو تو نماز ہی میں ہوتے ہو'' (مسلم، ٦٠٢)

اماموں پر وبال:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اماموں نے نماز اچھی طرح (ارکان کی تعدیل اور سنتوں کی رعایت کے ساتھ) پڑھائی تو تمہارے لئے بھی ثواب ہے اور ان کیلئے بھی ثواب ہے اور اگر نماز پڑھانے میں خطا کی (یعنی رکوع و سجود کی عدم طمانیت، اور قومے جلسے کے فقدان سے نماز پڑھائی) تو تمہارے (مقتدیوں) کے لئے (تو) ثواب ہے اور

ان کے لئے وبال ہے'' (بخاری' الاذان باب اذا لم یتم الامام واتم من خلفه' ٦٩٤)

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی امام بے وضو یا بحالت جنابت نماز پڑھا دیتا ہے تو مقتدیوں کی نماز صحیح اور امام پر نماز کا اعادہ ہے خواہ اس نے یہ فعل ارادتاً کیا ہو یا لاعلمی کی بنا پر''.

فاسق کو امامت سے ہٹانا:

اگر کسی کو مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار ہو تو وہ فاسق کو امامت سے ہٹا سکتا ہے.

ایک صحابی اپنی قوم کی امامت کرواتے تھے ایک دفعہ اس نے قبلہ کی طرف تھوکا جبکہ رسول اللہ ﷺ اسے دیکھ رہے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ''یہ تمہاری امامت نہ کرے'' پھر اس نے امامت کرنی چاہی تو اسے روک دیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنایا. اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''ہاں! تم نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی'' (أبو داود: الصلاة، باب: فی کراهیة البزاق فی المسجد: ٤٨١).

اور اگر امام کے عقیدہ میں شرک اکبر یا کفر اکبر ہو تو اس کے پیچھے نماز ادا نہیں کی جائے گی.

اگر امام مستور الحال ہے یعنی اس کے عقائد کے بارے میں علم نہیں ہے تو اس کے پیچھے ادا کی گئی نماز درست ہے.

کسی عذر کے سبب مقتدی امام کے پیچھے نماز ختم کر سکتا ہے:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص پانی اٹھانے والے دو اونٹ لے کر آیا، رات اندھیری ہو گئی تھی، اس نے معاذ کو (عشا کی) نماز پڑھتے ہوئے پایا تو اس نے اپنے اونٹوں کو بٹھایا اور نماز میں شریک ہو گیا، معاذ رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ شروع کی اس نے سلام پھیرا اکیلے نماز پڑھی اور چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی اور عرض کی اے اللہ کے رسول! ہم محنت کرنے والی قوم ہیں، معاذ پہلے آپ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھتا ہے پھر (تاخیر کے ساتھ)

ہمارے پاس آتا ہے پھر اس نے سورۂ بقرۃ کی تلاوت شروع کر دی، آپ نے معاذ سے فرمایا: ''اے معاذ! کیا تو لوگوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے؟ کیا تو لوگوں کو نفرت دلاتا اور فتنہ کھڑا کرتا ہے، آپ نے تین بار فرمایا'' (بخاری: ۷۰۱، مسلم: ٤٦٥).

نماز پڑھا کر امام مقتدیوں کی طرف منہ پھیرے:

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکتے تو ہماری طرف متوجہ ہوتے۔

(بخاری، الاذان، باب یستقبل الامام الناس اذا سلم، ۸٤٥، مسلم: الرؤیا، باب: رویا النبی: ۲۲۷۵)

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر اپنی داہنی طرف سے مڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ (مسلم، صلاۃ المسافرین، باب جواز الانصراف من الصلاۃ عن الیمین والشمال، ۷۰۸)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تم اپنی نماز میں سے صرف دائیں طرف سے پھر کر شیطان کا حصہ مقرر نہ کرو۔ تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے بائیں طرف سے بھی پھرتے تھے۔ (بخاری، الأذان، باب الانفتال والانصراف عن الیمین والشمال، ۸۵۲، مسلم، صلاۃ المسافرین، باب جواز الانصراف من الصلاۃ عن الیمین والشمال ۷۰۸)

معلوم ہوا کہ امام کو پھرنے کے لئے صرف ایک طرف مقرر نہیں کر لینی چاہئے۔ بلکہ کبھی دائیں طرف سے پھرا کرے کبھی بائیں طرف سے مگر اکثر دائیں طرف سے مڑنا چاہئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دائیں طرف والی صفوں پر رحمت بھیجتے ہیں'' (أبو داود: ٦٧٦).

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم آپ کے دائیں طرف کھڑے ہونے کو پسند کرتے تھے تاکہ آپ ہماری طرف منہ کر کے بیٹھیں۔

(مسلم، صلاۃ المسافرین، باب استحباب یمین الامام حدیث ۷۰۹)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو عورتیں سلام پھیرتے ہی کھڑی ہوکر چلی جاتیں اور آپ صحابہ کے ساتھ تھوڑی دیر بیٹھے رہتے پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو جاتے اور آپ کے اٹھنے سے پہلے عورتیں گھروں میں داخل ہو چکی ہوتی تھیں [بخاری: الأذان، باب: التسلیم: ۸۳۷، ۸۵۰].

امام کی اقتداء کے احکام:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام سے پہل نہ کرو! جب وہ تکبیر کہے اس کے بعد تم تکبیر کہو۔ اور جب امام (وَلَا الضَّآلِّيْنَ) کہے تو تم اس کے بعد آمین کہو۔ اور جب امام رکوع کرے تم اس کے بعد رکوع کرو اور جب امام (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ) کہے تو تم (اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) کہو''.

(مسلم، الصلاة، باب: النهی عن مبادرة الإمام بالتکبیر: ٤١٥).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک گھوڑے سے گر پڑے، آپ کی داہنی پہلو چھل گئی تو آپ نے ایک نماز بیٹھ کر پڑھی ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا: امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو، جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو'' [بخاری: ٦٨٩، مسلم: ٤١١].

امام بخاری فرماتے ہیں کہ حمیدی نے کہا آپ کا یہ فرمان کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو شروع کی بیماری میں تھا، موت کی آخری بیماری میں آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے، آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا، اور آپ کا جو فعل آخری ہو اسی کو لینا چاہیے'' (بخاری: الأذان، باب: إنما جعل الإمام لیوتم به: ٦٨٩).

براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے پس جب آپ (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہتے (تو ہم آپ کے پیچھے قومے میں کھڑے ہو جاتے تھے اور پھر) ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ (سجدہ میں جانے کے لئے) نہ جھکا تا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے'' (بخاری' الاذان باب متی یسجد من خلف الامام؟ ٦٩٠' ومسلم' الصلاۃ' باب متابعة الامام والعمل بعده' ٤٧٤)

حضرات! غور کیا آپ نے! کہ جب تک رسول اللہ ﷺ قومے سے سجدے میں پہنچ کر اپنی پیشانی مبارک زمین پر نہ رکھ دیتے تھے اس وقت تک تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کھڑے رہتے تھے۔ کوئی پیٹھ تک نہ جھکا تا تھا اور ہمارا یہ حال ہے کہ امام قومے سے سجدہ میں آنے کے لئے ابھی (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) ہی کہتا ہے تو مقتدی امام کے سجدے میں پہنچنے سے پہلے ہی سجدے میں پہنچ جاتے ہیں نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں ''امام سے پہلے رکوع کرو نہ سجدہ اور امام سے پہلے کھڑے ہو نہ پہلے سلام پھیرو'' (مسلم' الصلاۃ' باب تحریم سبق الامام برکوع او سجود و نحوهما' حدیث ٤٢٦)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی امام سے پہلے سجدہ سے اپنا سر اٹھاتا ہے کیا وہ نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح کر دے''.

(بخاری' الاذان باب اثم من رفع راسه قبل الامام' ٦٩١ ومسلم' ٤٢٧)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز میں کوئی بات درپیش ہو تو مرد مقتدی سبحان اللّٰه کہیں اور تالی بجانا عورتوں کے لئے ہے'' (بخاری' العمل فی الصلاۃ' باب التصفیق للنساء' ١٢٠٣۔ مسلم' الصلاۃ' باب تسبیح الرجال و تصفیق المرأة اذا نابهما شیٔ فی الصلاۃ' ٤٢٢)

عورت سبحان اللہ کہنے کی بجائے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کی پشت پر مارے گی۔ واللہ اعلم (ع' ر)

مسور بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے قراءت میں قرآن کا کچھ حصہ چھوڑ دیا۔ ایک آدمی نے کہا: آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی تو آپ نے فرمایا: ''تو

نے مجھے یاد کیوں نہ کروایا؟''.

(ابوداود' الصلاۃ، باب الفتح علی الامام فی الصلاۃ' حدیث ۹۰۷۔ امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا)

عورت کی امامت:

پہلی صف کے وسط میں (دوسری عورتوں کے ساتھ' برابر) کھڑی ہو کر عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے۔

ام ورقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرائیں'' (ابوداود' الصلاۃ' باب امامۃ النساء' ۵۹۲۔ اسے ابن خزیمہ (۱۶۷۶) نے صحیح کہا)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی امامت کراتیں اور صف کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔

(ابن ابی شیبہ' ۲/۸۹۔ امام ابن حزم نے اسے صحیح کہا)

امامت کے چند مسائل:

۱- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرہ میں (رمضان المبارک میں) رات کی نماز پڑھی اور حجرہ کی دیوار چھوٹی تھی لوگوں نے دیکھ لیا اور انہوں نے حجرہ سے باہر آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی''.

(بخاری: الأذان، باب: إذا کان بین الإمام وبین القوم حائط أو سترۃ: ۷۲۹).

معلوم ہوا کہ امام اور مقتدیوں کے درمیان اگر دیوار آ جائے تو کوئی حرج نہیں، بعض مساجد میں جمعہ کے دن بھیڑ ہونے کی بنا پر مسجد سے باہر سڑک پر نماز ادا کی جاتی ہے اگر مقتدی تکبیر کی آواز سن رہے ہیں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں.

۲- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں رات کی نماز میں نبی رحمت ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہوا۔ آپ نے پیچھے سے میرا سر پکڑا اور مجھے اپنی دائیں طرف کر دیا۔ (بخاری' الاذان باب اذا قام الرجل عن یسار الامام ۷۲۶' مسلم' صلاۃ المسافرین' باب صلوۃ النبی ﷺ و دعائہ باللیل' ۷۶۳).

اس سے معلوم ہوا کہ نوافل کی جماعت میں تکبیر (اقامت) نہیں ہے اور اگر اکیلے آدمی نے نماز شروع کی پھر دوسرا آ کر اس کے ساتھ آ ملا تو پہلا نمازی امامت کی نیت کر کے نماز جاری رکھے۔ واللہ اعلم۔ [ع ر].

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو آپ نے میرا کان پکڑ کر مجھے اپنی دائیں جانب کر لیا۔ (مسلم، صلوة المسافرین، باب صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعائه باللیل، ٧٦٦)

٣- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا کرنے کے لیے نکلتے تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر تکبیر کہتے اور آپ کے (حجرہ سے) نکلنے کے بعد لوگ صف بندی کرتے تھے۔ (مسلم، المساجد، باب متی یقوم الناس للصلاة، ٦٠٦)

٤- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے ایام میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت کرائی۔ ایک دن آپ نے تکلیف میں تخفیف پائی تو آپ دو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا سہارا لیتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جماعت کرا رہے تھے۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آمد محسوس کی تو پیچھے ہٹنا چاہا، آپ نے اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بائیں طرف بیٹھ گئے اور بیٹھ کر نماز ادا کی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے اور لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے۔ یہ ظہر کی نماز تھی۔ (بخاری: الاذان، باب: إنما جعل الإمام لیؤتم به: ٦٨٧، مسلم: الصلاة، باب: استخلاف الإمام إذا عرض له عذر: ٤١٨)

٥- جنگ تبوک میں ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے گئے آ کر وضو کیا جب پہنچے تو دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ ان کے پیچھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے دونوں رکعتیں پڑھنے کے بعد سلام پھیر کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پوری کرنے کی خاطر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے تھے۔ سلام کے بعد فرمایا تم لوگوں نے اچھا کیا۔ تم لوگ وقت مقررہ پر نماز پڑھا کرو۔ (مسلم، الصلاة باب تقدیم الجماعة من یصلی بهم اذا تأخر الامام: ٢٧٤).

معلوم ہوا کہ افضل مقتدی بن سکتا ہے۔

۶- معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور انہیں نماز پڑھاتے۔(بخاری' الاذان باب اذا طول الامام و کان للرجل حاجة فخرج وصلی ۷۰۰' مسلم' الصلاۃ'باب القراء ۃ فی العشاء' ٤٦٥)۔

یہ نماز معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے نفل اور مقتدیوں کے لیے فرض بن جاتی تھی' اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں امام اور مقتدی کی نیت کا مختلف ہونا جائز ہے۔(ع' ر)

۷- دوآدمیوں کی جماعت:

ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں آیا۔ آپ نماز پڑھا چکے تھے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اس پر کون صدقہ کرے گا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے آنے والے کے ساتھ باجماعت نماز پڑھی۔

(ابو داود' الصلاۃ' باب الجمع فی المسجد مرتین۔ ۵۷۴۔امام ترمذی امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا)

معلوم ہوا کہ مسجد میں پہلی جماعت ختم ہونے کے بعد دوسری جماعت قائم کرنا جائز ہے اور جماعت کے لیے دوآدمی کافی ہیں اسی طرح اگر کوئی رمضان میں اس وقت مسجد میں آئے جب تراویح کی نماز شروع ہو چکی ہو اور اس نے عشا کی نماز نہ پڑھی ہو تو وہ عشاء کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد باقی رکعتیں پوری کر لے تاکہ اس طرح اسے جماعت کا ثواب مل جائے.

❀ ❀ ❀ ❀

مساجد کے احکام

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے لیے ساری زمین کو مسجد اور مٹی کو پاک کرنے والی بنایا گیا ہے لہذا جہاں کہیں بھی نماز کا وقت آئے ادا کرلو''

(بخاری: التیمم: ۳۳۵، مسلم: ۵۲۱).

یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر خاص انعام ہے، اس امت سے قبل کسی بھی امت کو یہ سہولت حاصل نہیں تھی کہ نماز کا وقت آنے پر وہ جس جگہ بھی چاہیں نماز ادا کرلیں سوائے ان جگہوں کے جہاں منع کیا گیا ہے یعنی قبرستان، حمام اور اونٹوں کا باڑہ.

مسجد کی فضیلت :

عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مسجد بنائے اور اس کا مقصود اللہ کی رضامندی ہو اللہ اس کے لیے بہشت میں گھر بناتا ہے''.

(بخاری' الصلاۃ باب من بنی مسجدا' ٤٥٠ ومسلم' المساجد' باب فضل بناء المساجد و الحث علیھا' ٥٣٣)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کو مسجدیں بہت زیادہ محبوب ہیں۔ اور بازار انتہائی ناپسند ہیں''.

(مسلم' المساجد' باب فضل الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح وفضل المساجد' ٦٧١)

مطلب یہ ہے کہ مسجدیں دنیا کی تمام جگہوں سے اللہ کو زیادہ محبوب اور پیاری ہیں کیونکہ ان میں اللہ کی عبادت ہوتی ہے اور بازار تمام جگہوں سے اللہ کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ ہیں کیونکہ وہاں حرص' طمع' جھوٹ' مکر اور لین دین میں فریب وغیرہ کا دور دورہ ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ کسی دینی یا دنیوی ضرورت کے بغیر بازار میں کبھی نہ جائیں اور مسجدوں سے بہت محبت کریں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''جو کوئی دن کے اول حصے

میں یا دن کے آخری حصہ میں مسجد کی طرف جائے' اللہ اس کے لیے بہشت میں مہمانی تیار کرتا ہے'' (بخاری' الاذان باب فضل من غدا الی المسجد و من راح' ٦٦٢ ۔ ومسلم' المساجد' باب المشی إلی الصلاة تمحی به الخطایا: ٦٦٩)

بعض مساجد میں نمازوں کا ثواب:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین مساجد مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کے علاوہ کسی دوسری جگہ کے لیے سفر اختیار نہ کرو''.

(بخاری: باب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة: ١١٨٩، مسلم: ١٣٩٧).

خانہ کعبہ (مسجد الحرام) میں ایک نماز دوسری مساجد کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔

(ابن ماجه' اقامة الصلاة' باب ماجاء فی فضل الصلاة فی المسجد الحرام ومسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم' ١٤٠٦)

رسول اللہ نے فرمایا مسجد نبوی میں ایک نماز دوسری مساجد کی ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے' سوائے خانہ کعبہ کے۔ (بخاری' فضل الصلوة فی مسجد مکة و المدینة، ١١٩٠ ومسلم' الحج' باب فضل الصلاة بمسجدی مکة والمدینة ١٣٩٤)

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے گھر میں وضو کیا پھر مسجد قبا گیا اور وہاں نماز پڑھی اس کو عمرہ کے برابر اجر ملے گا''.

(ابن ماجه: إقامة الصلاة، باب: ما جاء فی الصلاة فی مسجد قباء: ١٤١٢).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کو مسجد قبا میں پیدل یا سوار ہو کر جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے (بخاری: ١١٩٤، مسلم: ١٣٩٩).

تحیۃ المسجد (مسجد کا تحفہ):

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (تحیۃ المسجد کے طور پر) پڑھو'' (بخاری: الصلوٰة، باب: اذا دخل المسجد فلیرکع

ركعتين ٤٤٤ . ومسلم: صلاة المسافرين، باب: استحباب تحية المسجد بركعتين: ٧١٤)

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسجد میں گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھنے سے کس چیز نے روکا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو اور لوگوں کو بیٹھے دیکھا تو میں بھی بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو جب تک دو رکعت نہ پڑھ لے نہ بیٹھے۔(مسلم: ٧١٤)

پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں نہ آؤ:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لہسن یا پیاز کھائے تو وہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے''.

(بخاری: الأذان، باب: ما جاء فی الثوم: ٨٥٥، مسلم: ٥٦٤).

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی ان خبیث درختوں (لہسن اور پیاز) کو کھائے تو مسجد کے قریب نہ آئے اور فرمایا اگر تم نے انہیں کھانا ہی ہے تو ان کو پکا کر ان کی بو مار لو'' کیونکہ اس سے فرشتوں کو ایذا پہنچتی ہے اور آدمیوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ لوگ بولے لہسن حرام ہو گیا' حرام ہو گیا؟ آپ نے فرمایا لوگو میں وہ چیز حرام نہیں کر سکتا جس کو اللہ تعالی نے حلال کیا ہے لیکن لہسن کی بو مجھے بری لگتی ہے۔(مسلم' المساجد' باب نهی من اكل ثوما او بصلا ٥٦٥)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کیا کسی کے تصور میں یہ بات آ سکتی ہے کہ سگریٹ پینے والا پیاز و لہسن کے حکم میں داخل نہیں؟ سب کو معلوم ہے کہ سگریٹ کی بدبو پیاز و لہسن کی بو سے کہیں زیادہ اذیت ناک ہوتی ہے، ان دونوں کے کھانے میں کوئی ضرر بھی نہیں جب کہ سگریٹ پینے کے بہت سے نقصانات ہیں اور کوئی فائدہ نہیں''

اگر کسی کو مرض کی بنا پر لہسن یا پیاز استعمال کرنا پڑتا ہو تو وہ ان کو استعمال کر سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو سینے کے ایک مرض کی بنا پر لہسن کھا کر مسجد آنے کی

اجازت دی تھی۔(ابوداود' الاطعمة' باب فی اکل الثوم' ۳۸۲۶۔ اسے ابن خزیمہ(۱۶۷۲)اور ابن حبان نے صحیح کہا)

مسجد میں تھوکنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے۔ میں نے دیکھا کہ نیک اعمال میں راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا بھی ہے اور برے اعمال میں مسجد میں تھوکنا بھی ہے جس پر مٹی نہ ڈالی گئی ہو' (مسلم' المساجد' باب النهی عن البصاق فی المسجد' ۵۵۳).

یعنی آج کل مساجد سے تھوک کو پانی یا کپڑے وغیرہ سے صاف کیا جائے گا۔(ع'ر)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قبلے کی دیوار پر بلغم دیکھا آپ لوگوں کے آگے کھڑے ہوئے نماز پڑھا رہے تھے، آپ نے (نماز ہی میں) اس کو کھرچ ڈالا، جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا: جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے اس کو چاہئے کہ نماز میں اپنے سامنے بلغم نہ ڈالے.

(بخاری: الأذان، باب: هل یلتفت لا ینزل به: ۷۵۳، مسلم: ۵۴۷).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے قبلہ کی طرف مسجد میں بلغم دیکھا، آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے کھرچ ڈالا اور آپ کے چہرہ مبارک پر ناخوشگواری کے آثار تھے، گویا آپ کو یہ تھوکنا سخت ناگوار گزرا، پھر آپ نے فرمایا: ''نماز میں انسان اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلہ کے بیچ میں ہوتا ہے اس لئے اسے چاہئے کہ اپنے سامنے نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے، پھر آپ نے اپنی چادر کا کونا لیا اس میں تھوکا اور کپڑے کو مل دیا اور فرمایا کہ ایسا کرے'' (بخاری' الصلوة' باب حك البراق بالید من المسجد: ۴۰۵، مسلم: ۵۵۱).

اس وقت مسجدیں کچی ہوتی تھیں آجکل تھوکنا ہو تو چادر کے پلو میں تھوک کر مل دے.

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس پر مٹی ڈال کر دبا دینا ہے'' (بخاری' الصلوة باب کفارة البزاق فی المسجد' ۴۱۵' مسلم ۵۵۲)

مسجد میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا:

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم وضو کر کے مسجد جانے کے لیے گھر سے نکلو تو ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالو بے شک اس وقت تم نماز ہی میں ہوتے ہو''

(ابوداود' الصلاة' ماجاء فی الهدی فی المشی الی الصلاة' ٥٦٢) اسے امام حاکم اور امام ذہبی نے صحیح کہا ہے۔اس کی سند حسن ہے/مرعاۃ).

یعنی تمہیں برابر نماز کا ثواب مل رہا ہوتا ہے۔

کعب بن عجرہ سے روایت ہے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالو تم نماز ہی کی حالت میں ہو جب تک نماز کا انتظار کر رہے ہو''

(مسند احمد (٤/٢٤٤، ١٨٣١٠، اس کی سند جید (قوی) ہے، بلوغ الامانی).

انگلیوں میں انگلیاں ڈالنے کی ممانعت نماز ادا کرنے سے پہلے ہے کیونکہ نماز ادا کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں انگلیاں انگلیوں میں ڈالیں [بخاری: ٤٨٢].

مسجد میں آواز بلند کرنا منع ہے:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے طائف کے رہنے والے دو آدمیوں سے کہا (جو مسجد نبوی میں اونچی آواز سے باتیں کر رہے تھے): ''اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو؟'' (بخاری' الصلوة، باب رفع الصوت فی المساجد: ٤٧٠)

مسجد میں خرید وفروخت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی شخص کو مسجد میں کچھ بیچتا یا خریدتا دیکھو تو کہو:

(لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ) ''اللہ تیری سوداگری میں نفع نہ دے''.

(ترمذی' البیوع' باب النهی عن البیع فی المسجد' ١٣٢٤۔ اسے امام حاکم (٥٦/٢) اور امام ذہبی نے صحیح کہا).

اور جس وقت تم کسی شخص کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے دیکھو تو تم کہو:
(لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ).
''اللہ تجھے وہ چیز نہ لوٹائے''، پس بے شک مسجدیں اس مقصد کے لیے تو نہیں بنائی گئیں''.

(مسلم: المساجد، باب: النهی عن نشد الضالة فی المسجد: ٥٦٨).

مسجد میں سونا:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مسجد نبوی میں سو جاتے تھے حالانکہ وہ کنوارے نوجوان تھے۔(بخاری' الصلوٰة' باب نوم الرجال فی المسجد' ٤٤٠' مسلم: فضائل صحابة، باب: من فضائل ابن عمر: ٢٤٧٩)

مسجد میں مشرک داخل ہوسکتا ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی حنیفہ کے ایک شخص ثمامہ بن اثال کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا تھا (حالانکہ وہ اس وقت مشرک تھے)۔

(بخاری' الصلاة' باب دخول المشرك المسجد' ٤٦٩' مسلم: الجهاد ١٧٦٤)

مسجد میں شعر پڑھنا:

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد کے پاس سے گزرے اور حسان شعر پڑھ رہے تھے (عمر رضی اللہ عنہ نے حسان کو غصہ سے دیکھا) حسان کہنے لگے کہ میں مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا اور تم سے جو افضل ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود ہوتے تھے، پھر حسان ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے ابو ہریرہ! تمہیں اللہ کی قسم کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا اے حسان تو اللہ کے رسول کی طرف سے کافروں کو جواب دے اے اللہ! روح القدس سے حسان کی مدد کر، ابو ہریرہ نے جواب دیا بیشک (آپ نے فرمایا)(بخاری: بداء الخلق، باب: ذکر الملائکة: ٣٢١٢، مسلم: ٢٤٨٥).

مسجد میں گفتگو کرنا:

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں بیٹھا کرتے تھے، آپ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد سورج کے نکلنے تک مسجد میں بیٹھتے، جب سورج طلوع ہوتا تو آپ (جانے کے لیے) کھڑے ہوتے، ہم (مسجد میں) زمانہ جاہلیت کے معاملات کا ذکر کرتے (گفتگو کے دوران) ہم ہنستے بھی تھے اور مسکراتے بھی.

(مسلم: المساجد، باب: فضل الجلوس فی مصلاة: ٦٧٠).

مسجد جانے کی فضیلت:

ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر سے باوضو ہو کر فرض نماز ادا کرنے کے لیے مسجد کے لیے نکلتا ہے پس اس کو حج کا احرام باندھنے والے کی مانند ثواب ملتا ہے'' (ابوداود' الصلاۃ' باب فضل المشی الی الصلاۃ' ۵۵۸۔ اس کی سند حسن ہے)

یاد رہے کہ جن پر بیت اللہ کا حج فرض ہو چکا ہو' جب تک وہ وہاں جا کر حج نہ کریں ان سے فرضیت ساقط نہ ہوگی خواہ ساری عمر باوضو ہو کر پانچوں نمازیں مسجد میں جا کر پڑھتے رہیں' اس لیے اللہ کی بخشش اور اجر و ثواب کی فراوانی سے کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب اپنے گھر یا بازار میں تنہا نماز پڑھنے سے (کم از کم) پچیس درجے زیادہ ہے۔ پس جب وہ اچھی طرح وضو کر کے مسجد جائے تو اس کے ہر قدم سے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لیے اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ نماز کی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: ''اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ'' ''اے اللہ! اس پر اپنی رحمت اتار۔ اے اللہ اس کی توبہ قبول کر''۔ جب تک وہ کسی کو ایذا نہیں دیتا یا وہ حدث نہیں کرتا فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔ جب تک نمازی نماز کا انتظار کرتا ہے وہ نماز ہی میں ہوتا

ہے۔(بخاری' البیوع' باب ما ذکر فی الاسواق' ۲۱۱۹۔ مسلم' المساجد' باب فضل صلاۃ الجماعۃ ٦٤٩)

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کے گرد کچھ مکان خالی ہوئے۔ بنوسلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ''اے بنوسلمہ اپنے (موجودہ) گھروں میں ٹھہرے رہو (مسجد کی طرف آتے وقت) تمہارے ہر قدم (کا ثواب) لکھا جاتا ہے''.

(مسلم' المساجد' باب فضل کثرۃ الخطا الی المساجد' ٦٦٥)

مسجد کا نمازی' اللہ کے سائے میں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'سات شخص ہیں جنہیں اللہ تعالی اس دن (حشر میں) اپنے سائے میں رکھے گا جس دن سوائے اس کے سائے کے کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (پہلا) عادل حاکم (دوسرا) وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزارے (تیسرا) وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو' جس وقت نماز پڑھ کر نکلتا ہے تو اس کی طرف دوبارہ آنے کے لیے بے تاب رہتا ہے۔ (چوتھا) وہ دو شخص جو (صرف) اللہ تعالی (کی رضا) کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ (جب) ملتے ہیں تو اسی کی محبت میں اور جدا ہوتے ہیں تو اسی کی محبت میں۔ (پانچواں) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے اور (افراط محبت یا خشیت سے) اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں۔ (چھٹا) وہ شخص کہ جسے کسی خاندانی' خوبصورت عورت نے (برائی کے لیے) بلایا۔ (یعنی دعوت گناہ دی) پھر اس شخص نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (ساتواں) وہ شخص کہ جس نے اللہ کے نام پر کچھ دیا پھر اس کو چھپایا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو علم نہ ہوا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (یعنی خیرات کو بالکل مخفی رکھتا ہے)۔

(بخاری' الاذان باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ وفضل المساجد' ٦٦٠ ومسلم' الزکاۃ' باب فضل اخفاء الصدقۃ' ١٠٣١)

مساجد میں خوشبو:

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: ''محلوں میں مسجدیں بناؤ۔ (یعنی جہاں نیا محلّہ آباد ہو وہاں مسجد بھی بناؤ) اور انہیں پاک صاف رکھو اور خوشبو لگاؤ''

(ابوداود' الصلاۃ' باب اتخاذ المساجد فی الدور' ٤٥٥۔ ابن ماجہ' المساجد' باب تطهير المساجد' و تطييبها' ٧٥٨' ٧٥٩۔ اسے امام ابن خزیمہ (٣٩٤) اور ابن حبان (٣٠٦) نے صحیح کہا)

مسجد کے نمازیوں کے لیے خوشخبری:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'اندھیروں میں (نماز کے لیے) مسجد کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت کے دن پورے نور کی خوشخبری سنا دو'.

(ابن ماجہ' المساجد' باب المشی الی الصلاۃ' ٧٨٠۔ امام حاکم (١/٢١٢) اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا)

قبرستان اور حمام میں نماز کی ممانعت:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'تمام روئے زمین مسجد ہے (یعنی سب جگہ نماز جائز ہے) سوائے قبرستان اور حمام کے' (ابوداود' الصلاۃ' باب فی المواضع التی لا تجوز فیها الصلاۃ' ٤٩٢۔ ترمذی' الصلاۃ' باب ما جاء ان الارض کلها مسجد الا المقبرۃ والحمام' ٣١٧۔ اسے امام حاکم (١/٢٥١) امام ابن خزیمہ (٧٩١) ابن حبان (٣٣٨' ٣٣٩) ذہبی اور ابن حزم نے صحیح کہا)

مسجد کے معنی ہیں سجدے کی جگہ' نماز کی جگہ۔ جب قبرستان میں سجدہ اور نماز منع ہوئی تو نماز اور سجدہ کے لیے مسجد (سجدہ کی جگہ) بنانا بھی منع ہوئی۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت کی دعا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مسجد میں داخل ہو تو یہ پڑھو:

(اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ).

''اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''.

جب تم مسجد سے نکلو تو یہ پڑھو: (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ).
''یا اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں''.

(مسلم' صلاة المسافرين باب ما يقول اذا دخل المسجد: ٧١٣).

فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے:
"بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ".

''اللہ کے نام سے (داخل ہوتا ہوں) اور (دعا کرتا ہوں کہ) رسول اللہ ﷺ پر سلامتی ہو۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''.

اور جب مسجد سے نکلتے تو فرماتے:
"بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ".

''اللہ کے نام سے (مسجد سے باہر آتا ہوں) اور (دعا کرتا ہوں کہ) رسول اللہ ﷺ پر سلامتی ہو اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل (وکرم) کے دروازے کھول دے'' (ابن ماجه: المساجد، باب: الدعاء عند دخول المسجد: ٧٧١، اسے امام ترمذی (٣١٥) نے حسن لغیرہ کہا).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت رسول اللہ ﷺ پر سلام کہو'' (ابن ماجه' المساجد' باب الدعاء عند دخول المسجد' ٧٧٣۔ امام ابن خزیمہ (٤٥٢) اور امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نمازی مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو شیطان کہتا ہے کہ اس نے باقی دن مجھ سے محفوظ کرلیا:
"اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ".

''میں شیطان مردود سے عظمت والے اللہ اس کے عزت والے چہرے اور اس کی قدیم بادشاہت کی پناہ چاہتا ہوں'' (ابو داود' الصلاۃ' باب ما یقول الرجل عند دخولہ المسجد' ٤٦٦)

فجر کی نماز کے لیے مسجد جاتے ہوئے دعا:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب موذن نے صبح کی نماز کے لیے اذان دی تو آپ نماز کے لیے نکلے اور آپ فرما رہے تھے:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْراً وَفِیْ لِسَانِیْ نُوْراً وَاجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْراً وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْراً وَمِنْ فَوْقِیْ نُوْراً وَمِنْ تَحْتِیْ نُوْراً وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوراً وَعَنْ شِمَالِیْ نُوْراً وَمِنْ بَیْنِ یَدَیْ نُوْراً وَمِنْ خَلْفِیْ نُوْراً وَاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوراً وَأَعْظِمْ لِیْ نُوراً".

''اے اللہ! میرے دل، میری زبان، میری سماعت اور میری بصارت کو (ایمان کے نور سے) منور فرما، میرے اوپر، میرے نیچے، میرے دائیں اور بائیں، میرے سامنے اور پیچھے (ہر طرف) نور پھیلا دے، اور میری روح کو نور سے بھر دے اور میری (ہدایت کے) نور کو بڑھا دے'' (مسلم: صلاۃ المسافرین، باب: الدعا فی صلاۃ اللیل: ٧٦٣).

❀ ❀ ❀ ❀

نماز کی سنتوں کا بیان

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن بندے کا سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب ہوا اور نجات پا گیا اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ ناکام ہوا اور خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا، اگر اس کے فرضوں سے کچھ ناقص ہوا تو اللہ فرمائے گا کہ میرے بندے کی نفل دیکھو اور پھر ان نفلوں سے فرض کی کمی پوری کی جائے گی اسی طرح اس کے باقی اعمال کا حساب ہوگا'' (أبو داود: الصلاة، باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل صلاةٍ لا یتمها صاحبها تتم من تطوعه: ٨٦٤، ترمذی: ٤١٣، نسائی: ٤٦٥).

نفل اور سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہیں:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرض نماز کے علاوہ باقی نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے'' (بخاری: ٧٣١، مسلم: ٧٨١).

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟ آپ نے فرمایا کہ: ''کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرا گھر مسجد کے کس قدر قریب ہے اس کے باوجود فرائض نماز کے علاوہ مجھے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے''

(ابن ماجه' اقامة الصلاة' باب ماجاء فی التطوع فی البیت' ١٣٧٨ ـ امام بوصیری اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'جب تم مسجد میں نماز پڑھو تو نماز کا کچھ حصہ (نوافل' سنتیں) اپنے گھروں میں پڑھو' اللہ اس نماز کے سبب گھر میں بھلائی دے گا۔

(مسلم' صلٰوة المسافرین' باب استحباب صلٰوة النافلة فی بیته' ٧٧٨)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی نمازوں کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں پڑھو (جیسے قبرستان نماز سے خالی ہوتے ہیں ایسے ہی) اپنے گھروں کو قبرستان نہ

بناؤ'' (بخاری: ٤٣٢، مسلم: ٧٧٧).

موکدہ سنتیں: بہشت میں گھر:

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دن اور رات میں (فرضوں کے علاوہ) بارہ رکعتیں پڑھے اس کے لیے بہشت میں گھر بنایا جاتا ہے۔

(مسلم' صلوٰة المسافرين باب فضل السنن الراتبة: ٧٢٨)

عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفلوں کا حال دریافت کیا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر آپ نکلتے اور لوگوں کے ساتھ (ظہر کے فرض) پڑھتے' پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ آپ لوگوں کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے' پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت (سنت) پڑھتے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے' پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعات (تہجد کی) نماز پڑھتے' ان میں وتر بھی ہوتا تھا اور جب صبح نمودار ہوتی تو (نماز فجر سے پہلے) دو رکعت (سنت) پڑھتے۔ (مسلم صلوٰة المسافرين' باب جواز النافله قائماً و قاعداً: ٧٣٠)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس رکعتیں یاد کیں ظہر سے پہلے دو رکعت' دو رکعت ظہر کے بعد' دو رکعت مغرب کے بعد' دو رکعت عشا کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔ (بخاری' التهجد' باب الركعتين قبل الظهر: ١١٨٠' مسلم' صلاة المسافرين' باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض و بعدهن' ٧٢٩)

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت اور ظہر کے بعد چار رکعت کی حفاظت کی اس پر جہنم کی آگ حرام ہے''.

(أبو داود: التطوع، باب: الأربع قبل الظهر و بعده: ١٢٦٩).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعتیں (پڑھی جاتی) ہیں۔

(ابوداود' ابواب التطوع' باب فی صلاۃ النہار' ۱۲۹۵۔ امام ابن خزیمہ (۱۲۱۰) اور امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا)

معلوم ہوا چار رکعات سنت بھی دو' دو کر کے ادا کرنی چاہئیں۔

عصر سے پہلے چار رکعت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'جو شخص عصر سے پہلے چار رکعات (سنت) پڑھے' اللہ اس پر رحمت کرے'' (ترمذی' الصلاۃ' باب ماجاء فی الاربع قبل العصر' ۴۳۰ وابو داود' ابواب التطوع' باب الصلاۃ قبل العصر' ۱۲۷۱۔ اسے ابن خزیمہ (۱۱۹۳) ابن حبان (۶۱۶) اور نووی نے صحیح کہا)

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے اور دو رکعت کے بعد تشہد اور دعا پڑھ کر سلام پھیرتے تھے (ترمذی: ۴۲۹، ترمذی نے حسن کہا).

مغرب سے پہلے دو رکعتیں:

عبداللہ المزنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مغرب کی (فرض) نماز سے پہلے نماز پڑھو، آپ نے تین بار فرمایا اور تیسری بار کہا جس کا دل چاہے، یہ اس لیے فرمایا کہ آپ ناپسند کرتے تھے کہ لوگ اس کو سنتِ موکدہ بنالیں''.

(بخاری: أبواب التهجد، باب: الصلاة قبل المغرب: ۱۱۸۳).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں موذن مغرب کی اذان کہتا' ہم سب ستونوں کی طرف دوڑتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ لوگ اس کثرت سے دو رکعتیں پڑھتے کہ اجنبی یہ گمان کرتا کہ مغرب کی جماعت ہو چکی ہے (مسلم' صلاۃ المسافرین' باب استحباب رکعتین قبل صلاۃ المغرب' ۸۳۷)

مرثد بن عبداللہ رحمہ اللہ عقبہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا ''کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ابوتمیم رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے ہیں؟ عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پڑھتے تھے۔ انہوں نے پوچھا: اب کیوں نہیں پڑھتے؟ کہنے لگے کہ مصروفیت۔

(بخاری' التهجد' باب الصلاة قبل المغرب' ١١٨٤)

جمعہ کے بعد کی سنتیں:

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہو تو چار رکعات ادا کرو''

(مسلم' الجمعة' باب الصلاة بعد الجمعة' ٨٨١)

معلوم ہوا کہ جمعہ کے بعد چار رکعات سنتیں پڑھنی چاہئیں اور اگر کوئی دو رکعتیں بھی پڑھ لے تو جائز ہوگا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کے بعد کچھ نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ اپنے گھر آتے اور دو رکعتیں پڑھتے، پھر فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔(بخاری' الجمعة' باب الصلاة بعد الجمعة و قبلها' ٩٣٧' ومسلم' الجمعة' باب الصلاة بعد الجمعة' ٨٨٢)

بعض علماء نے یہ تطبیق دی ہے کہ مسجد میں چار سنتیں (دو' دو کر کے) پڑھے اور اگر گھر میں آ کر پڑھے تو دو سنتیں پڑھے۔ (مرعاة المفاتيح)

فجر کی سنتوں کی فضیلت:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔''فجر کی دو سنتیں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے' اس سے بہتر ہیں اور مجھے فجر کی دو رکعت (سنتیں) ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں''

(مسلم' صلاة المسافرين' باب استحباب ركعتى سنة الفجر' ٧٢٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نوافل (سنن) میں سے کسی چیز پر اتنی محافظت اور مداومت نہیں کرتے تھے جس قدر فجر کی دو سنتوں پر کرتے تھے (بخاری' التهجد' باب تعاهد ركعتى الفجر' ١١٦٩ مسلم' صلاة المسافرين' باب استحباب ركعتى سنة الفجر' ٧٢٤)

رسول اللہ ﷺ جب فجر کی دو سنتیں پڑھتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے تھے۔(بخاری' الاذان' باب من انتظر الاقامة' ٦٢٦' مسلم' صلاة المسافرين' باب صلاة الليل و عدد ركعات النبى ﷺ فى الليل ٧٣٦٦)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلف میں سے بعض مسجد کی بجائے گھر میں دائیں پہلو لیٹنا مستحب جانتے

تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے یہ ذکر نہیں ملتا کہ آپ مسجد میں دائیں پہلو لیٹتے تھے‘‘(فتح الباری).

سنتوں کی قضا:

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے پھر میں نے دیکھا کہ آپ نے عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، میں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: ’’بات یہ ہے کہ میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے لوگ (احکام دین سیکھنے کے لیے) آئے تھے ان کے ساتھ (میری مصروفیت نے) مجھے ظہر کے بعد کی دو رکعت سنتوں سے باز رکھا پس یہ وہ دونوں تھیں (جو میں نے عصر کے بعد ادا کی ہیں)(بخاری: السھو: ۱۲۳۳، مسلم: ۸۳٤).

فجر کی سنتیں فرضوں کے بعد پڑھ سکتے ہیں:

اگر آپ ایسے وقت مسجد میں پہنچے کہ جماعت کھڑی ہوگئی ہو اور آپ نے سنتیں نہ پڑھی ہوں تو اس وقت سنتیں مت پڑھیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب نماز کی اقامت (تکبیر) ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی‘‘.

(مسلم، صلاة المسافرین، باب کراهیة الشروع فی نافلة بعد شروع الموذن فی اقامة الصلاة، ۷۱۰)

ایسی صورت میں آپ جماعت میں شامل ہو جائیں اور فرض پڑھ کر سنتیں پڑھ لیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صبح کی فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: ’’صبح کی (فرض) نماز دو رکعتیں ہیں (تم نے مزید دو رکعتیں کیسی پڑھی ہیں؟)‘‘ اس شخص نے جواب دیا۔ میں نے دو رکعتیں سنت (جو فرضوں سے پہلے ہیں) نہیں پڑھی تھیں۔ ان کو اب پڑھا ہے۔ (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: ’’پھر کوئی حرج نہیں‘‘ (أبو داود: التطوع، باب: من فاتتهُ متی یقضیها: ۱۲٦۷، ابن ماجة: ۱۱٥٤، ابن خزیمة، ۱۱۱٦۔ اسے ابن حبان (٦۲۴) حاکم (۱/۲۷۴۔۲۷۵) اور ذہبی نے صحیح کہا)

ایک شخص مسجد میں آیا، رسول اللہ ﷺ صبح کے فرض پڑھ رہے تھے۔ اس نے مسجد کے

ایک کونے میں دو رکعت سنت پڑھی۔ پھر جماعت میں شامل ہو گیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''تو نے فرض نماز کس کو شمار کیا جو اکیلے پڑھی تھی اس کو یا جو ہمارے ساتھ جماعت سے پڑھی ہے؟ (مسلم' صلاة المسافرين' باب كراهية الشروع فى نافلة... ٧١٢)

معلوم ہوا کہ فرض ہوتے وقت سنتوں کا پڑھنا درست نہیں ہے۔

نفل نماز:

کوئی صاحب یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے نمازوں کی رکعتوں کو کم کر دیا ہے یعنی فرائض اور سنتیں گن لی ہیں اور نفل چھوڑ دیے ہیں۔ مسلمان بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ نوافل اپنی خوشی اور مرضی کی عبادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو پڑھنے کے لیے مجبور نہیں کیا' اس لیے ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ ہم اپنے نفلوں کو فرضوں کا ضروری اور لازمی ضمیمہ بنا ڈالیں۔ فرضوں کے ساتھ آپ کی نفل عبادت یعنی سنتیں آ گئی ہیں جن سے نماز پوری اور مکمل ہو گئی ہے، نوافل ہم ممنوعہ اوقات کے سوا دن اور رات کے سب اوقات میں ادا کر سکتے ہیں.

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ مجھے نماز کے متعلق خبر دیجئے تو آپ نے فرمایا: ''صبح کی نماز پڑھ، پھر سورج طلوع اور اونچا ہونے تک نماز سے رک جا اس لیے کہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں، پھر نماز پڑھ بقیناً نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور سورج کے سیدھا سر پر ہونے کے وقت نماز سے رک جا اس لیے کہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے اور پھر سورج ڈھلنے کے بعد پڑھ اس لیے کہ نماز کے لیے فرشتے حاضر ہوتے ہیں، پھر نماز عصر پڑھ، پھر اس کے بعد غروب آفتاب تک ٹھہر جا اس لیے کہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں'' (مسلم: الصلاة، باب: إسلام عمرو بن عبسة: ٨٣٢).

❀ ❀ ❀ ❀

تہجد اور وتر

فضیلت:

ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تہجد ضرور پڑھا کرو' کیونکہ وہ تم سے پہلے صالحین کی روش ہے اور تمہارے لیے اپنے رب کے قرب کا وسیلہ' گناہوں کے مٹنے کا ذریعہ اور (مزید) گناہوں سے بچنے کا سبب ہے''.

(ابن خزیمہ' حدیث ۱۱۳۵' اسے حافظ عراقی نے حسن امام حاکم اور امام ذہبی نے صحیح کہا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص پر اللہ کی رحمت ہو جو رات کو اٹھا۔ پھر نماز (تہجد) پڑھی اور اپنی عورت کو جگایا۔ پھر اس نے (بھی) نماز پڑھی۔ پھر اگر عورت (غلبہ نیند کے باعث) نہ جاگی' تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اور اس عورت پر اللہ کی رحمت ہو جو رات کو اٹھی پھر نماز (تہجد) پڑھی اور اپنے خاوند کو جگایا۔ پھر اس نے (بھی) نماز پڑھی۔ اگر خاوند (غلبہ نیند کے باعث نہ جاگا) تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے'' (ابوداود' التطوع باب قیام اللیل' ۱۳۰۸۔ اسے امام حاکم (۴۰۹/۱) امام ابن خزیمہ (۱۱۴۸) امام ذہبی اور امام نووی نے صحیح کہا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''فرض نماز کے بعد سب نمازوں سے افضل' تہجد کی نماز ہے۔ اور رمضان کے روزوں کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں'' (مسلم' الصیام' باب فضل صوم المحرم' ۱۱۶۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب انسان سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے اور کہتا ہے کہ رات بڑی لمبی ہے اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اور اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ کھل جاتی

ہے۔اور وہ شاد مان اور پاک نفس ہو کر صبح کرتا ہے' ورنہ اس کی صبح خبیث اور سست نفس کے ساتھ ہوتی ہے'' (بخاری' التهجد' باب عقد الشيطان على قافية الراس اذا لم يصل بالليل' ١١٤٢' مسلم صلاة المسافرين' باب الحث على صلوٰة الليل' ٧٧٦)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر رات کو جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے: ''کوئی ہے جو مجھے پکارے' میں اس کی دعا قبول کروں۔کوئی ہے جو مجھ سے مانگے' میں اس کو دوں۔کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے' میں اس کو بخش دوں'' (بخاری' التهجد' باب الدعاء والصلاة من آخر الليل' ١١٤٥۔ مسلم صلاة المسافرين' باب الترغيب فى الدعاء والذكر فى آخر الليل' ٧٥٨)

نبی رحمت ﷺ کا شوق تہجد:

مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے (رات کو تہجد میں) اتنا لمبا قیام کیا کہ آپ کے پاؤں سوج گئے۔آپ سے سوال ہوا: آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ مغفور ہیں؟ آپ نے فرمایا: 'کیا پھر (جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت کے انعام' مغفرت کی دولت اور بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے) میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟'' (بخاری: التفسير، باب: ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر: ٤٨٣٦' ومسلم: صفات المنافقين، باب: اكثار الاعمال والاجتهاد فى العباده: ٢٨١٩)

نیند سے جاگتے وقت کی دعا:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو (بستر سے تہجد کے لیے) اٹھتے تو (یہ) پڑھتے: ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) دس بار ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)) دس بار ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ)) دس بار ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ)) دس بار ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ)) دس بار ((لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰهُ)) دس بار اور پھر (اَللّٰهُمَّ إِنِّى اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِيقِ الدُّنْيَا وَضِيقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ) دس بار۔(أبو داود: الأدب: ٥٠٨٥)، پھر کہتے (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ وَاهْدِنِىْ وَارْزُقْنِىْ وَعَافِنِىْ) (ابوداود'

الصلاۃ، باب ما یستفتح به الصلاۃ من الدعاء، ۷٦٦۔ اسے امام ابن حبان (۲۴۹) نے صحیح کہا).

''اللہ سب سے بڑا ہے، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ اپنی تعریف سمیت (ہر عیب سے) پاک ہے، میں، نہایت ہی پاکیزہ بادشاہ کی پاکی بیان کرتا ہوں، میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں، اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے۔ اے اللہ! میں دنیا و آخرت کی تنگیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے معاف فرما، مجھے ہدایت عطا کر، مجھے رزق دے اور عافیت سے نواز''.

پھر (وضو وغیرہ کر کے) تہجد شروع کرتے.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کو نیند سے جاگے اور کہے:

"لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَـرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ".

''اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ساری بادشاہت اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ (ہر عیب سے) پاک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ سب سے بڑا ہے، بدی سے بچنے اور نیکی کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے مگر اللہ کی توفیق سے'' پھر کہے: ((اَللّٰـلهُمَّ اغْفِرْلِىْ)) ''اے اللہ! مجھے بخش دے'' (یا کوئی اور دعا کرے) تو قبول ہوگی۔ اور اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو (وہ بھی) قبول کی جائے گی''.

(بخاری، التهجد، باب فضل من تعار من اللیل فصلی، ۱۱۵٤)

رسول اللہ ﷺ تہجد کے لیے اٹھے، تو آپ نے بیٹھنے کے بعد سورت آل عمران کی آخری دس آیات (۱۸۹-۲۰۰) پڑھیں: (بخاری، العمل فی الصلاۃ، باب استعانة الید فی الصلاۃ اذا کان من امر الصلاۃ، ۱۱۹۸ و مسلم، صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ النبی ﷺ و دعائه باللیل ۷٦۳)

﴿اِنَّ فِـىْ خَـلْـقِ السَّمٰـوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْـلِ وَالـنَّهَـارِ لَاٰيَـاتٍ لِّاُولِـى

الْأَلْبَابِ☆ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَاماً وَّقُعُوْدًا وَعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ☆ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ☆ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ اَنْ آمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّآتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ☆ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ☆ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَا اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّآتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ☆ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ☆ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ☆ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلاً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ ☆ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ ثَمَناً قَلِيْلاً أُوْلٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ☆ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ☆﴾

''زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں، رات اور دن کے باری باری آنے میں، یقیناً ان عقل مند لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین اور آسمانوں کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں (پھر بے اختیار پکار اٹھتے ہیں:) ''اے اللہ ہمارے پروردگار! یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے تو (اس عیب سے) پاک ہے پس اے ہمارے رب ہمیں آگ کے عذاب سے بچا تو نے جسے آگ میں ڈالا اسے درحقیقت بڑی ذلت ورسوائی میں ڈال دیا اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا اے ہمارے

رب! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا (اور کہتا تھا) ''اپنے رب پر ایمان لاؤ'' سو ہم ایمان لے آئے' پس اے ہمارے رب! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کردے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر۔ اے ہمارے رب! جو وعدے تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ ہم سے کئے ہیں انہیں ہمارے ساتھ پورے فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوائی میں نہ ڈال بے شک تو وعدہ خلافی کرنے والا نہیں ہے'' پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کر لی (اور فرمایا) میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں کروں گا خواہ مرد ہو یا عورت' تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو لہذا جن لوگوں نے (میری خاطر) ہجرت کی' اپنے گھروں سے نکالے گئے' میری راہ میں ستائے گئے اور (میرے لیے) لڑے اور مارے گئے میں ان کے سب قصور معاف کر دوں گا اور انہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں یہ اللہ کے ہاں ان کی جزا ہے اور بہترین جزا اللہ ہی کے پاس ہے اے نبی! (دنیا کے) ملکوں میں کافر لوگوں کا (عیش وعشرت سے) چلنا پھرنا تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے یہ تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کی طرف سے مہمانی ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لیے وہی سب سے بہتر ہے اور اہل کتاب میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کتاب کو بھی مانتے ہیں جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور اس کتاب کو بھی جو (اس سے قبل خود) ان کی طرف اتاری گئی تھی' وہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے' یہی ہیں وہ لوگ جن کا اجر ان کے رب کے پاس (محفوظ) ہے یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے اے ایمان والو! صبر سے کام لو' باہم صبر کی تلقین کرو اور جہاد کے لیے تیار رہو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ''.

تہجد کی دعائے استفتاح:

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو (تکبیر تحریمہ کے بعد یہ) پڑھتے:

"أَللّٰهُمَ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ".

''الٰہی! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے' (سب کو) تو ہی قائم رکھنے والا ہے۔ تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے' (اس سب) کی بادشاہت تیرے لیے ہے۔ تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ تو ہی روشن کرنے والا ہے زمین وآسمان کو اور جو کچھ ان میں ہے، تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ تو ہی بادشاہ ہے زمین وآسمان کا۔ تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ تو حق ہے' اور (دنیا وآخرت کے متعلق) تیرا وعدہ حق ہے۔ (آخرت میں) تیری ملاقات حق ہے۔ تیرا کلام حق ہے۔ جنت حق ہے۔ جہنم حق ہے۔ تمام انبیاء حق ہیں اور محمد ﷺ حق ہیں قیامت حق ہے۔ الٰہی! میں تیرے سامنے جھک گیا' میں تیرے ساتھ ایمان لایا' میں نے تجھ ہی پر بھروسہ کیا' میں نے صرف تیری طرف رجوع کیا۔ صرف تیری ہی مدد سے (دشمنوں سے) جھگڑتا ہوں۔ میں نے صرف تجھے ہی اپنا حاکم مانا، سو تو میرے اگلے پچھلے اور ظاہر و پوشیدہ (سارے کے سارے) گناہ معاف کر

دے۔ تو ہی آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے''.

(بخاری: التهجد، باب: التهجد بالليل ١١٢٠' ومسلم: صلاة المسافرين، باب: صلاة النبی ودعائه بالليل: ٧٦٩).

رسول اللہ ﷺ کی تہجد کی کیفیت:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کا حسن اور طول بیان نہیں ہوسکتا۔

(بخاری' التهجد' باب قيام النبی ﷺ بالليل فی رمضان وغيره' ١١٤٧)

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے تہجد میں (اتنا لمبا) قیام کیا کہ اس ایک آیت کو (عجز والحاح سے بار بار) پڑھتے صبح کردی:

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (المائدة: ١١٨).

''اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ یقیناً تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کردے تو یقیناً تو غالب (اور) حکمت والا ہے''.

(نسائی' الافتتاح' باب ترديد الاية ٢/١٧٧ (١٠١٠) اسے حاکم ١/٢٤١' اور ذہبی نے صحیح کہا)

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت ﷺ کو تہجد پڑھتے دیکھا۔ وہ کہتے ہیں سورت فاتحہ کے بعد آپ نے سورة البقرة پڑھی۔ پھر رکوع کیا۔ آپ کا رکوع آپ کے قیام کی مانند تھا۔ (یعنی قیام کی طرح رکوع بھی کافی طویل کیا) پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا۔ آپ کا قومہ آپ کے رکوع کی مانند تھا۔ آپ کا سجدہ آپ کے قومہ کی مانند تھا۔ آپ دونوں سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) اپنے سجدے کی مانند بیٹھے تھے۔ (یعنی سجدے کی طرح جلسہ میں بھی دیر لگائی اور خوب اطمینان کیا) پس آپ نے چار رکعتوں میں سورة البقرة، سورة آل عمران، سورة النساء اور سورة المائدة پڑھیں۔ (ابوداود: الصلاة، باب: ما يقول فی ركوعه و سجوده ٨٧٤۔ امام حاکم نے صحیح کہا)

سبحان اللہ! یہ تھی نبی رحمت ﷺ کی نماز تہجد۔ صرف چار رکعات میں سوا سات پارے پڑھے۔ پھر رکوع' قومے' سجدے اور جلسے کی درازی اور ان میں تسبیحوں اور دعاؤں کو کثرت سے

پڑھنا آپ پر ختم تھا۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نفلی نماز میں شریک ہوا۔ آپ نے (سورۂ فاتحہ کے بعد) سورۃ البقرۃ شروع کی۔ میں نے سوچا کہ آپ سو آیات پڑھ کر رکوع میں جائیں گے مگر آپ پڑھتے چلے گئے۔ میں نے خیال کیا کہ سورت بقرہ کو دو رکعتوں میں تقسیم کریں گے لیکن آپ پڑھتے رہے۔ آپ نے سورۃ البقرۃ ختم کر کے سورۃ النساء شروع کر لی، پھر اسے ختم کر کے سورۃ آل عمران کو پڑھنا شروع کر دیا اس کو بھی ختم کر ڈالا۔ آپ نہایت آہستگی سے پڑھتے جاتے تھے۔ جب ایسی آیت کی تلاوت کرتے جس میں سبحان اللہ کہنے کا حکم ہوتا، تو سبحان اللہ کہتے۔ اگر کچھ مانگنے کا ذکر ہوتا تو سوال کرتے، اگر پناہ مانگنے کا ذکر ہوتا تو ((اعوذ باللہ)) پڑھتے۔ آل عمران ختم کر کے آپ ﷺ نے رکوع کیا۔ (مسلم، صلاۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل، ۷۷۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن میں ترتیب کا خیال رکھنا ضروری نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے آل عمران کی تلاوت "النساء" کے بعد کی حالانکہ "آل عمران" ترتیب میں "النساء" سے پہلے ہے۔

طاقت سے بڑھ کر مشقت کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے (بطور سوال) دریافت کیا: ''مجھے بتلایا گیا ہے کہ تم ساری رات نفل پڑھتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری آنکھیں کمزور اور طبیعت سست ہو جائے گی۔ اس لیے روزہ رکھو اور افطار بھی کرو۔ رات کو قیام کرو اور نیند بھی، ایک ماہ میں ایک بار قرآن پاک ختم کر لیا کرو، انہوں نے عرض کی میں اس سے زیادہ تلاوت کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: 'تو بیس دن میں ختم کر لیا کرو' انہوں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سات دن میں ختم کر لیا کرو۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ کیونکہ تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے۔ تمہارے ملاقاتیوں کا

تم پر حق ہے۔تمہارے بدن کا تم پر حق ہے۔اور شاید تمہاری عمر زیادہ ہو(اور تم یہ کام بڑھاپے میں نہ کرسکو) عبداللہ بن عمر جب بوڑھے ہوئے تو آرزو کرتے تھے کہ کاش میں رسول اللہ ﷺ کی رخصت قبول کرلیتا'' (بخاری: فضائل القرآن، باب: فی کم یقرا القرآن؟ (٥٠٥٤) ومسلم' الصیام' باب النهی عن صوم الدهر... ١١٥٩)

پھر آپ ﷺ نے انہیں قرآن پاک تین دن میں ختم کرنے کی اجازت دے دی اور فرمایا:''قرآن پاک سے اس شخص کو کچھ سمجھ حاصل نہیں ہوسکتی جو تین دن سے کم مدت میں قرآن پاک ختم کرتا ہے'' (ترمذی' القراءات' باب ٢٩٤٩١١' وسنن ابی داود' شهر رمضان، باب: فی کم یقرا القرآن ؟ ١٣٩٠۔ امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے اندر دوستونوں کے درمیان لٹکی ہوئی رسی دیکھی تو پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ زینب رضی اللہ عنہا کی رسی ہے وہ (رات کو نفل) نماز پڑھتی رہتی ہیں پھر جب سست ہوجاتی ہیں یا تھک جاتی ہیں تو اس رسی کو پکڑ لیتی ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا:''اس کو کھول ڈالو ہر شخص اپنی خوشی کے موافق نماز پڑھے پھر جب سست ہوجائے یا تھک جائے تو آرام کرے''.

(مسلم' صلاة المسافرین' باب فضیلة العمل الدائم: ٧٨٤).

اس سے معلوم ہوا کہ جائز لذتوں سے کنارہ کشی اور جسمانی تکالیف پر مشتمل صوفیانہ ریاضتوں اور مجاہدات کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے'[ع'ر]

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:''اتنا عمل اختیار کرو جس قدر تمہیں طاقت ہو۔اللہ کی قسم! اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکتا لیکن تم عمل کرنے سے تھک جاؤ گے''.

(مسلم' صلاة المسافرین' باب فضیلة العمل الدائم... ٧٨٥)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:''جو شخص رات کے نوافل میں دوسو آیات تلاوت کرتا ہے وہ اطاعت گزار مخلص لوگوں میں شمار ہوتا ہے'' (سنن دارمی' فضائل القرآن باب من قرا بماتی آیة ٣٤٥١'

اسے امام حاکم اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

آپ ﷺ کی تین دعائیں:

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی ہیں ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ فرماتے ہیں کہ آپ تمام رات بیدار رہے اور نوافل ادا کرتے رہے یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی۔ جب آپ نے نماز سے سلام پھیرا تو خباب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان' آج رات جس طرح آپ نے نوافل پڑھے اس سے پہلے میں نے کبھی آپ کو اس طرح نماز ادا کرتے نہیں دیکھا' آپ نے فرمایا: ''تم نے درست کہا۔ نماز ایسی عبادت ہے جس میں اللہ کے ساتھ اشتیاق بڑھایا جاتا ہے اور اس کے عذاب سے پناہ مانگی جاتی ہے' چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین سوال کئے جن میں سے دو قبول ہوئے۔ ایک سوال یہ کہ اللہ میری امت کو سابقہ امتوں کی طرح برباد نہ کرے اس کو اللہ نے قبول فرمایا۔ دوسرا سوال یہ کہ میری (ساری) امت پر (بیک وقت) دشمنوں کو غلبہ حاصل نہ ہو' یہ بھی قبول کر لیا گیا۔ پھر میں نے سوال کیا کہ امت محمدیہ میں اختلاف رونما نہ ہو' لیکن اسے قبول نہیں کیا گیا'' (ترمذی' الفتن' باب ما جاء فی سوال النبی ﷺ ثلاثا فی أمته ٢١٧٥' ابن حبان (١٨٣٠) امام ترمذی نے اسے حسن غریب صحیح کہا)

تہجد میں قراءت:

رسول اللہ ﷺ رات کے نوافل میں کبھی سری (آہستہ) اور کبھی جہری (بلند آواز سے) قراءت فرماتے۔ (ترمذی' الصلاة' باب ما جاء فی قراءة اللیل' ٤٤٩۔ ابن ماجه' إقامة الصلاة' باب ما جاء فی القراءة فی صلاة اللیل' ١٣٥٤)

جب آپ گھر میں نوافل ادا کرتے تو حجرہ میں آپ کی قرأت سنائی دیتی تھی۔

(ابو داود' باب رفع الصوت بالقرأة فی صلاة اللیل' ١٣٢٧)

آپ ﷺ ایک رات باہر نکلے تو آپ نے دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آہستہ قراءت سے

نوافل پڑھ رہے ہیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نوافل میں اونچی آواز سے قرأت کر رہے ہیں۔ جب وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: 'اے ابوبکر رات میں تیرے پاس سے گزرا' تو پست آواز سے نوافل پڑھ رہا تھا۔؟'' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس (اللہ) سے میں سرگوشی کر رہا تھا اس تک میری آواز پہنچ رہی تھی۔ پھر آپ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: ''رات میرا تیرے پاس سے گزر ہوا' تو اونچی آواز کے ساتھ نفل پڑھ رہا تھا'' تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں سوئے ہوؤں کو بیدار کرنا چاہتا تھا (کہ وہ بھی تہجد پڑھیں) اور شیطان کو بھگانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس پر آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ذرا اونچی آواز سے اور عمر رضی اللہ عنہ کو ذرا نیچی آواز سے پڑھنے کا حکم دیا۔ (ابو داود: التطوع، باب: باب رفع الصوت بالقراءة فی صلاة اللیل' حدیث ۱۳۲۹۔ امام ابن خزیمہ' امام ابن حبان' امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

قیام اللیل کا طریقہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بالعموم وتر پڑھنے کا طریقہ' عائشہ رضی اللہ عنہا یوں بیان فرماتی ہیں کہ: ''نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھتے۔ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے'' (مسلم' صلاة المسافرین' باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی فی اللیل ۷۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کی نماز دو' دو رکعتیں ہے۔ جب صبح (صادق) ہونے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو' یہ (ایک رکعت' پہلی ساری) نماز کو طاق بنا دے گی'' (بخاری' الوتر' باب ماجاء فی الوتر' ۹۹۰ ومسلم' صلاة المسافرین صلاة اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل ۷۴۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم رات کو نوافل پڑھنا شروع کرو تو پہلے دو ہلکی رکعتیں ادا کرو'' (مسلم' صلاة المسافرین باب صلاة النبی و دعائه باللیل: ۷۶۸)

آپ نے رات کا قیام کیا پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں' پھر دو طویل رکعتیں پڑھیں پھر ان سے ہلکی' دو طویل رکعتیں پڑھیں' پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں پھر ان

سے ہلکی دو رکعتیں پھر ایک رکعت وتر پڑھا۔ یہ تیرہ رکعتیں ہوئیں۔ آپ کی ہر دو رکعتیں پہلے والی دو رکعتوں سے ہلکی ہوتی تھیں۔(مسلم' صلاۃ المسافرین' باب الدعاء فی صلاۃ اللیل و قیامہ' حدیث ۷٦٥)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو کبھی سات' کبھی نو اور کبھی گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔(بخاری' التھجد' باب کیف صلاۃ النبی ﷺ ۱۱۳۹)

نماز وتر کا وقت:

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر اول شب میں' بیچ میں اور آخر میں سب وقت ادا کئے ہیں۔(مسلم' صلاۃ المسافرین' باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل ۷٤٥)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے خطرہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں نہیں اٹھ سکے گا وہ اول شب ہی وتر پڑھ لے پھر سو جائے۔ اور جس کو یقین ہو کہ وہ رات کو اٹھ جائے گا وہ آخر میں وتر پڑھے اس لیے کہ آخر رات کی قرأت میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔

(مسلم ' صلاۃ المسافرین، باب: من خاف أن لا یقوم من أقر اللیل فلیُوتر أو لہُ: ۷٥٥)

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو رات کو نماز پڑھے تو وتر کو سب سے آخر میں ادا کرے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ یہی حکم فرماتے تھے(مسلم: ۷٥۱)

پانچ' تین اور ایک وتر:

ابوایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وتر ہر مسلمان پر حق ہے۔ پس جو شخص پانچ رکعات وتر پڑھنا چاہے تو (پانچ) رکعات پڑھے اور جو کوئی تین رکعات وتر پڑھنا چاہے تو (تین رکعات) پڑھے اور جو کوئی ایک رکعت وتر پڑھنا چاہے تو (ایک) رکعت (وتر) پڑھے'' (ابوداود' الوتر' باب کم الوتر؟ ۱٤۲۲۔ ابن ماجہ: إقامۃ الصلاۃ، باب: ماجاء فی الوتر بثلاث و خمس و سبع و تسع' ۱۱۹۰۔ امام حاکم (۱/۳۰۲'۳۰۳) امام ذہبی اور ابن حبان (۲٧۰) نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ رات کو (کل) تیرہ رکعات پڑھتے اور ان میں پانچ رکعات وتر پڑھتے

تھے (اوران پانچ وتروں میں) کسی رکعت میں (تشہد کے لیے) نہ بیٹھتے مگر آخر میں۔

(مسلم' صلاۃ المسافرین' باب صلاۃ اللیل و عدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل' ۷۳۷)

معلوم ہوا کہ وتروں کی پانچوں رکعتوں کے درمیان تشہد کے لیے کہیں نہیں بیٹھنا چاہیے۔ بلکہ پانچوں رکعتیں پڑھ کر قعدہ میں التحیات درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے۔

تین وتروں کی قراءت:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پہلی رکعت وتر میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ ﴿الْفَلَقِ﴾ اور ﴿النَّاس﴾ پڑھتے تھے''.

(ترمذی: الصلاۃ، باب: ما جاء فیما یقرأ بہ فی الوتر: ٤٦٣ . امام ذہبی اور ابن حبان (٦٧٥) نے اسے صحیح کہا).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین وتر نہ پڑھو پانچ یا سات وتر پڑھو اور مغرب کی مشابہت نہ کرو'' (دار قطنی' ۲/۲۵' ۲۷' حاکم' ذہبی اور ابن حبان (٦٨٠) نے اسے صحیح کہا)

اگر دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا جائے اور پھر ایک رکعت پڑھی جائے تو مغرب کی مشابہت نہیں ہوگی۔

وتر کی ایک رکعت:

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔ (ابن ماجہ: إقامۃ الصلاۃ، باب: ما جاء فی الوتر برکعۃ: ۱۱۷۷' امام بوصیری نے اسے صحیح کہا)

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو اور ایک رکعت میں سلام سے فصل کرتے۔ (ابن حبان' ٦٧٨۔ حافظ ابن حجر نے اسے قوی کہا ہے).

یعنی تین وتر بھی اس طرح پڑھتے کہ دو رکعات پڑھ کر سلام پھیرتے اور پھر اٹھ کر تیسری رکعت الگ پڑھتے' (ع' ر)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وتر پڑھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (انہوں نے) درست کام کیا وہ فقیہ اور صحابی ہیں۔

(بخاری' فضائل الصحابة، باب: ذکر معاویة رضی اللہ عنہ: ٣٧٦٥)

امام مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فصل (وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر کر ایک رکعت الگ پڑھنے) والی احادیث زیادہ ثابت ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''وتر' آخر رات میں ایک رکعت ہے''.

(مسلم' صلاة المسافرین' باب صلاة اللیل مثنی مثنی' ٧٥٢)

وتر کی نو رکعتیں:

سعد بن ہشام نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں بتلائیں' تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتی۔ پھر جب اللہ چاہتا آپ کو رات کو اٹھاتا۔ پھر آپ مسواک کرتے اور وضو کرتے اور نو رکعات نماز (وتر) پڑھتے' آٹھویں رکعت کے بعد تشہد میں بیٹھتے (اور اس سے قبل ٢' ٤' ٦ رکعت کے بعد التحیات نہ پڑھتے تھے) پھر سلام پھیرے بغیر (التحیات پڑھ کر) کھڑے ہو جاتے' پھر نویں رکعت پڑھتے اور (اس کے بعد آخری قعدے میں) بیٹھ جاتے۔ پس اللہ کو یاد کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا مانگتے (یعنی آخری قعدہ کی معروف دعا پڑھتے) پھر سلام پھیرتے'' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عمر کو پہنچے (تو) آپ سات رکعات وتر پڑھتے تھے۔ آپ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اپنی نماز پر ہمیشگی کریں۔ جب نیند یا بیماری کا غلبہ ہوتا اور رات کو قیام نہ کر سکتے تو دن میں بارہ رکعات نفل پڑھتے اور میں نہیں جانتی کہ آپ نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو یا ساری رات نماز پڑھی ہو یا رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھے ہوں. (مسلم' صلاة المسافرین' باب جامع صلاة اللیل' ٧٤٦)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نبی رحمت ﷺ نے (ایک سلام کے ساتھ) نو وتر پڑھے۔اور آپ ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات نہیں بیٹھتے تھے بلکہ صرف آٹھویں رکعت میں تشہد پڑھتے اور سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے۔اور پھر آخری رکعت کے آخر میں حسب معمول تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیتے تھے۔اور اگر آپ رات کا قیام نہ کر سکتے تو دن میں بارہ رکعت ادا فرماتے تھے۔

ایک رات میں کئی وتر پڑھنے کی ممانعت:

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:''ایک رات میں دو بار وتر (پڑھنا جائز) نہیں''(ابو داود: الوتر، باب: فی نقض الوتر ١٤٣٩. ابن خزیمہ (١١٠١) اور امام ابن حبان (٦٧١) نے صحیح اور حافظ ابن حجر نے حسن کہا)

وتروں کے سلام کے بعد ذکر:

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں سے سلام پھیر کر تین بار یہ پڑھتے:((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسُ)) ''پاک ہے بادشاہ نہایت پاک''.

(ابوداود' الوتر' باب فی الدعاء بعد الوتر' ١٤٣٠ ـ نسائی قیام اللیل وتطوع النهار، باب: نوع آخر من القرائة فی الوتر: ١٧٣٠. اسے امام ابن حبان (٦٧٧) نے صحیح کہا)

وتر کی قضا:

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:''اگر کوئی شخص وتر پڑھے بغیر سو جائے یا وتر پڑھنا بھول جائے تو اسے جب یاد آئے یا جاگ آئے تو وہ وتر پڑھ لے''.

(أبو داود: الوتر، باب: فی الدعاء بعد الوتر ١٤٣١. امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:''جو شخص رات کا وظیفہ یا کوئی دوسرا معمول چھوڑ کر سو گیا اور پھر اسے نماز فجر سے ظہر تک کے درمیان ادا کر لیا تو اسے رات ہی کے وقت ادا کرنے کا ثواب مل جائے گا'' (مسلم: صلاة المسافرین، باب: جامع صلاة اللیل ومن نام عنه أو مرض ٧٤٧)

ہمیں اپنا وظیفہ پورا کرنا چاہیے کیونکہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے خواہ تھوڑا ہی ہو'' (بخاری' الرقاق' باب القصد و المداومة علی العمل' ٦٤٦٤ ـ مسلم' صلاة المسافرین' باب فضیلة العمل الدائم من قیام اللیل وغیرہ' ٧٨٢)

نبی رحمت ﷺ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو فرمایا: ''اے عبداللہ! تو فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کا قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا'' (بخاری' التهجد' باب ما یکره من ترك قیام للیل لمن کان یقوم ١١٥٢، مسلم: الصیام، باب: النهی عن صوم الدهر: ١١٥٩)

دعائے قنوت:

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے اور دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے'' (نسائی: قیام اللیل، باب: ذکر اختلاف ألفاظ الناقلین لتحبر أبی بن کعب فی الوتر: ١٦٩٩، ٣/٢٣٥ ـ ابن ماجه' إقامة الصلاة' باب ما جاء فی القنوت قبل الرکوع و بعده' ١١٨٢) اسے ابن ترکمانی اور ابن السکن نے صحیح کہا)

عبداللہ بن مسعود اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین قنوت وتر رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، اسے ابن ترکمانی نے صحیح اور حافظ ابن حجر نے حسن کہا)

وتر میں رکوع کے بعد قنوت کی تمام روایات ضعیف ہیں اور جو روایات صحیح ہیں ان میں صراحت نہیں کہ آپ ﷺ کا رکوع کے بعد والا قنوت' قنوت وتر تھا یا قنوت نازلہ۔ لہذا صحیح طریقہ یہ ہے کہ وتر میں قنوت رکوع سے قبل کیا جائے۔

حسن بن علی رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ کلمات سکھائے تاکہ میں ان کو قنوت وتر میں کہوں:

''اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ إِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضیٰ عَلَیْكَ وَإِنَّهُ لَا یَذِلُّ مَنْ

وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ".

''اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے رشد و ہدایت سے نوازا ہے اور مجھے عافیت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے عافیت بخشی ہے' اور جن لوگوں کو تو نے اپنا دوست بنایا ہے ان میں مجھے بھی شامل کر کے اپنا دوست بنا لے۔ جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس میں میرے لیے برکت ڈال دے اور جس شر و برائی کا تو نے فیصلہ فرمایا ہے اس سے مجھے محفوظ رکھ اور بچا لے۔ یقیناً تو ہی فیصلہ صادر فرماتا ہے تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تو دوست بنا وہ کبھی ذلیل و خوار اور رسوا نہیں ہو سکتا اور وہ شخص عزت نہیں پا سکتا جسے تو دشمن کہے' اے ہمارے رب! تو (بڑا) ہی برکت والا اور بلند و بالا ہے''.

(ابو داود' الوتر' باب القنوت فی الوتر' ١٤٢٥۔ ترمذی: الصلاۃ، باب: ماجاء فی القنوت فی الوتر ٤٦٣۔ امام ترمذی نے اسے حسن اور امام ابن خزیمہ (٢/١٥١' ١٥٢ حدیث ١٠٩٥) نے صحیح کہا).

تنبیہات:

دعائے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں کوئی مرفوع روایت نہیں ہے البتہ مصنف ابن ابی شیبہ میں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے آثار ملتے ہیں۔

((رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ)) کے بعد ((نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ)) کے الفاظ رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں موجود نہیں ہیں۔ بلکہ یہ دعا میں اضافہ ہے۔

((صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ)) :ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان میں قیام اللیل کرتے اور قنوت میں نبی ﷺ پر درود بھیجتے تھے۔ اس طرح معاذ انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے۔ (صحیح ابن خزیمة ١١٠٠)، لہذا آخر میں ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ)) پڑھنا جائز ہے۔

قنوت نازلہ

جنگ' مصیبت اور غلبہ دشمن کے وقت دعائے قنوت پڑھنی چاہیے۔ اسے قنوت نازلہ کہتے ہیں۔ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں (رکوع کے بعد) قنوت کرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے:"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ أَوْلِيَاءَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ".

''اے اللہ! ہمیں اور تمام مومن مردوں' مومن عورتوں' مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے اور ان کے دلوں میں الفت ڈال دے۔ ان کی (باہمی) اصلاح فرما دے۔ اپنے اور ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد فرما۔ اے اللہ! کافروں کو اپنی رحمت سے دور کر جو تیری راہ سے روکتے' تیرے رسولوں کو جھٹلاتے اور تیرے دوستوں سے لڑتے ہیں۔ اے اللہ! ان کے درمیان پھوٹ ڈال دے ان کے قدم ڈگمگا دے اور ان پر اپنا وہ عذاب اتار جسے تو مجرم قوم سے نہیں ٹالا کرتا'' (بیہقی (۲/ ۲۱۰' ۲۱۱) اور انہوں نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی پر بددعا یا نیک دعا کا ارادہ فرماتے تو آخری رکعت کے رکوع کے بعد ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)) کہنے کے بعد دعا فرماتے۔ (بخاری' التفسیر' باب (لیس لك من الامر شیء) ٤٥٦٠، مسلم' المساجد' باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوة' ٦٧٥)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک پانچوں نمازوں میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین آپ کے پیچھے آمین کہتے تھے۔

(ابوداود' الوتر' باب القنوت فی الصلوات' (١٤٤٣) اسے حاکم' حافظ ذہبی اور امام ابن خزیمہ نے صحیح کہا)

قیام رمضان

''جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں'' (بخاری' صلوٰۃ التراویح' باب فضل من قام رمضان' ۲۰۰۸ ومسلم' صلاۃ المسافرین' باب الترغیب فی قیام رمضان ۷۵۹)

رسول اللہ ﷺ نے تین رات قیام رمضان کیا:

ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (رمضان المبارک کے) روزے رکھے' (شروع میں) آپ نے ہمارے ساتھ مہینے میں سے کچھ بھی قیام نہ کیا یہاں تک کہ ۲۳ ویں رات کو آپ نے تہائی رات تک قیام رمضان کیا۔ پھر آپ نے ۲۴ ویں رات چھوڑ کر ۲۵ ویں رات کو آدھی رات تک قیام کیا پس میں نے عرض کی کہ کتنا اچھا ہو کہ اگر آپ ہمیں باقی رات بھی نفل پڑھاتے آپ نے فرمایا: ''جو شخص امام کے ساتھ قیام (رمضان) کرتا ہے اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے'' پھر ۲۶ ویں رات کو چھوڑ کر ۲۷ ویں شب کو اپنے اہل خانہ اور اپنی عورتوں کو اور سب لوگوں کو جمع کر کے قیام کیا یہاں تک کہ ہمیں فلاح ختم ہونے کا ڈر ہوا. ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ فلاح کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا سحری.

(ابوداود' ابواب شهر رمضان' باب فی قیام شهر رمضان' ۱۳۷۵ ـ ترمذی' الصوم' باب ماجاء فی قیام شهر رمضان' ۸۰۶ ـ نسائی' ۸۳/۳' ۱۳٦٤ ـ اسے امام ابن حبان (۹۱۹) اور امام ابن خزیمہ (۲۲۰۶) نے صحیح کہا)

آپ ﷺ نے (تین رات کے قیام کے بعد) فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ تمہارا معمول برابر قائم ہے۔ تو مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں تم پر (یہ نماز) فرض نہ کر دی جائے (اس لیے میں گھر سے نہیں نکلا) پس تم اپنے اپنے گھروں میں (رمضان کی راتوں کا) قیام کرو۔ آدمی کی نفل نماز گھر میں افضل ہوتی ہے'' (بخاری' الاذان باب: ما یجوز من الغضب والشدة لأمر الله: ٦١١٣ ، مسلم: صلاة

المسافرین' باب استحباب صلاة النافلة فی بیته ۷۸۱)

رسول اللہ ﷺ (نے تین شب قیام رمضان کرا کے) لوگوں سے فرمایا: ''تم اپنے گھروں میں رمضان کی راتوں کا قیام کرو'' گھروں وغیرہ میں فرداً فرداً پڑھنے کے متعلق امام زہری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی یہی طریقہ جاری رہا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی اسی پر عمل ہوتا رہا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے باجماعت قیام رمضان (دوبارہ) شروع کرایا مگر یہ بھی فرمایا کہ :رات کا آخری حصہ (جس میں لوگ سو جاتے ہیں) رات کے ابتدائی حصہ سے (جس میں لوگ قیام کرتے ہیں) بہتر ہے۔ (بخاری' صلاة التراویح' باب فضل من قام رمضان' ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ومسلم' صلاة المسافرین' باب الترغیب فی قیام رمضان و هو التراویح' ۷۵۹).

اس طریقے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے بعد ساری امت کا عمل رہا اور جس چیز کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مجموعی تائید حاصل ہو جائے وہ بدعت نہیں ہوا کرتی' نیز اجماع امت کی وجہ سے بھی یہ بدعت نہیں ہے ویسے بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے ہیں جن کی سنت اختیار کرنے کا حکم خود نبی اکرم ﷺ فرما گئے تھے (ابوداود' السنة' باب فی لزوم السنة' ٤٦٠٧ وترمذی' العلم' باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع ٢٦٨٦).

لہذا جب کسی خلیفہ راشد کی سنت کو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین قبول کر لیں تو وہ باقی امت کے لیے حجت بن جاتی ہے اس لحاظ سے بھی پورے رمضان میں قیام اللیل کا باجماعت اہتمام بدعت نہیں ہے۔ دراصل عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے جو بدعت کہا ہے تو اس سے مراد بدعت کا لغوی معنی ہے۔ لیکن افسوس کہ بعض لوگ اپنی بدعات کو جائز ثابت کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی بدعتی ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ نعوذ باالله من تلك الخرافات۔ اللہ ہم سب کو ہدایت دے آمین (ع'ر)

قیام رمضان : گیارہ رکعت

ابوسلمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کی رات والی نماز کیسی تھی؟ صدیقہ کبریٰ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ رات کی نماز (بالعموم) گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے'' (بخاری، صلاۃ التراویح، باب: فضل من قام رمضان: ۲۰۱۳، ومسلم، صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل و عدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل، ۷۳۸)

''جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آٹھ رکعات قیام رمضان پڑھائیں پھر وتر پڑھائے۔

(ابن خزیمۃ، ۱۰۷۰۔ ابن حبان ۹۲۰۔ ابو یعلی الموصلی ۱۸۰۲۔ امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا)

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت قیام رمضان پڑھائیں۔(موطا امام مالك، الصلاۃ فی رمضان، باب ماجاء فی قیام رمضان ۱/۱۱۵۔ ضیاء المقدسی اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا).

ثابت ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینے کے قراء کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

امیر المومنین عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے ۲۰ رکعات قیام اللیل کی تمام روایات سنداً ضعیف ہیں۔

سحری اور نماز فجر کا درمیانی وقفہ:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز فجر کے لیے کھڑے ہو گئے (اور نماز پڑھی)۔ سحری سے فراغت اور نماز میں داخل ہونے کا وقفہ اتنا تھا جتنی دیر میں کوئی شخص قرآن حکیم کی پچاس یا ساٹھ آیتیں پڑھ لیتا ہے''.

(بخاری، مواقیت الصلاۃ، باب وقت الفجر، ۵۷۵، مسلم: الصیام، باب: فضل السحور: ۱۰۹۷)

نماز جمعہ

جمعہ بہترین دن:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دن' جس پر سورج طلوع ہو کر چمکے' جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے' اسی دن جنت میں داخل کئے گئے' اسی دن جنت سے (زمین پر) اتارے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن قائم ہوگی'' (مسلم' الجمعة' باب فضل یوم الجمعة' ٨٥٤)

ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کا دن دنوں کا سردار ہے، اللہ کے نزدیک بڑا دن ہے اور یہ اللہ کے نزدیک عیدالأضحیٰ اور عیدالفطر سے بھی بڑا ہے، اس میں پانچ باتیں ہیں:

١- اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا.

٢- اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا.

٣- اس دن آدم علیہ السلام فوت ہوئے.

٤- اس میں ایک گھڑی ہے جو بندہ اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے وہ اس کو دے دیتا ہے جب تک وہ حرام چیز کا سوال نہ کرے.

٥- اس دن قیامت قائم ہوگی، کوئی مقرب فرشتہ نہ آسمان میں، نہ زمین میں، نہ ہوا میں، نہ پہاڑ میں اور نہ دریا میں مگر وہ جمعہ سے ڈرتے ہیں''.

(ابن ماجه: إقامة الصلاة، باب: فی فضل الجمعة: ١٠٨٤. بوصیری نے حسن کہا).

جمعہ کی فرضیت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾.

''اے اہل ایمان! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر (خطبہ اور نماز) کی طرف دوڑو اور (اس وقت) کاروبار چھوڑ دو۔ اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے'' (الجمعة : ٩).

ابوالجعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سستی کی وجہ سے تین جمعہ چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے''. (ابوداود: الصلاة، باب: التشديد فی ترك الجمعة' ١٠٥٢' ترمذی ٤٩٩' اسے حاکم (١/٢٨٠) ابن خزیمہ' ١٨٥٨) ابن حبان (٥٥٤) اور امام ذہبی نے صحیح کہا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافل ہو جائیں گے'' (مسلم' الجمعة' باب التغليظ فی ترك الجمعة' ٨٦٥)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو بلا عذر جمعہ میں نہیں آتے۔ (مسلم' المساجد' باب فضل صلاة الجماعة و بيان التشديد فی التخلف عنها' ٦٠٥)

معلوم ہوا کہ جمعہ کا چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے' اس پر شدید وعید ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ اس میں ہرگز سستی نہیں کرنی چاہیے۔ جب خطیب منبر پر چڑھے' اور اذان ہو جائے تو سارے کاروبار حرام ہو جاتے ہیں۔

جمعہ کی فضیلت:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن مسجد میں حاضر ہو خاموشی اور سکون کے ساتھ خطبہ سنے، کسی مسلمان کی گردن نہ پھلانگے، کسی کو تکلیف نہ دے تو یہ عمل اس کے گزشتہ جمعہ سے لے کر اس جمعہ تک اور تین دن مزید اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر نیکی کے لیے دس گنا ثواب ہے'' (أبو داود: الصلاة،

باب: الكلام والإمام يخطب: ١١١٣).

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے روز خوب اچھی طرح نہائے' اور پاپیادہ (مسجد میں) جائے کسی سواری پر سوار نہ ہو، امام کے نزدیک ہو کر دل جمعی سے خطبہ سنے اور کوئی لغو بات نہ کرے تو اس کو ہر قدم پر ایک برس کے روزوں کا اور اس کی راتوں کے قیام کا ثواب ہوگا''.

(ترمذی: الجمعة، باب: ما جاء فی فضل الغسل یوم الجمعة: ٤٩٦ ـ أبو داود: الطهارة، باب: فی الغسل یوم الجمعة: ٣٤٥ . ابن حبان (٥٥٩) امام حاکم (١/٢٨١، ٢٨٢) اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کو نہائے اور جس قدر پاکی حاصل ہو سکے کرے' (مونچھیں کترائے' ناخن کٹائے' زیر ناف بال مونڈے اور بغلوں کے بال دور کرے' وغیرہ) پھر تیل یا اپنے گھر سے خوشبو لگائے اور (جمعہ کے لیے) مسجد کو جائے۔ (وہاں) دو آدمیوں کے درمیان راستہ نہ بنائے (بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے) پھر اپنے مقدر کی نماز پڑھے۔ پھر دوران خطبہ خاموش رہے تو اس کے گزشتہ جمعہ سے لے کر اس جمعہ تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں'' (بخاری' الجمعه باب الدهن للجمعة ٨٨٣)

جمعہ میں پہلے آنے والوں کا ثواب:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر (ثواب لکھنے کے لیے) ٹھہرتے ہیں اور سب سے پہلے آنے والے کا نام لکھ لیتے ہیں پھر اس کے بعد آنے والے کا (اسی طرح نمبروار لکھتے جاتے ہیں) جو شخص نماز جمعہ کے لیے اول وقت مسجد میں جاتا ہے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا قربانی کے لیے اونٹ بھیجنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ پھر جو بعد میں آتا ہے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا قربانی کے لیے گائے بھیجنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ اس کے بعد آنے والے کو دنبہ بھیجنے والے کے برابر۔ اس کے بعد آنے والے کو مرغی اور اس کے بعد آنے والے کو انڈا صدقہ کرنے والے کی مانند اجر ملتا ہے۔ پھر جب امام' خطبہ

دینے کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے دفتر (لکھے ہوئے اوراق) لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔

(بخاری' الجمعة' باب الاستماع الی الخطبة ۹۲۹۔ مسلم: الجمعة، باب: فضل التهجير يوم الجمعة ۸۵۰)

جمعہ کے دن قبولیت والی گھڑی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے کہ جو مسلمان اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرتا ہے اور آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ وقت قلیل ہوتا ہے'' (بخاری' الجمعة' باب الساعة التی فی يوم الجمعة' ۹۳۵' مسلم' الجمعة' باب فی الساعة التی فی يوم الجمعة: ۸۵۲).

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کی قبولیت کی گھڑی امام کے (منبر پر) بیٹھنے سے لے کر نماز کے خاتمہ تک ہے'' (مسلم: ۸۵۳).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اس گھڑی کو عصر کے بعد تلاش کرو'' (أبو داود: ۱۰٤۸).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس گھڑی کو جمعہ کے دن عصر سے غروب آفتاب تک تلاش کرو'' (ترمذی: ٤۸۹).

جمعہ کے متفرق مسائل:

(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلام، عورت، بچے اور بیمار کے علاوہ جمعہ پڑھنا ہر مسلمان پر واجب ہے'' (ابوداود: الصلاة، باب: الجمعة للمملوك والمرأة: ۱۰٦۷۔ امام نووی نے اسے صحیح کہا).

(۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مسجد نبوی کے بعد جو سب سے پہلا جمعہ پڑھا گیا وہ بحرین کے گاؤں جواثی میں عبدالقیس کی مسجد میں تھا۔

(بخاری: الجمعة، باب: الجمعة فی المدن و القری: ۸۹۲)

اس سے ثابت ہوا کہ گاؤں میں بھی جمعہ پڑھنا ضروری ہے اگر لوگ گاؤں میں جمعہ نہیں

پڑھیں گے تو گناہ گار رہوں گے۔

اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے ''نقیع الخضمات'' کے علاقہ میں بنو بیاضہ کی بستی ''ھزم النبیت'' (جو مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی) میں جمعہ قائم کیا، ان کے ساتھ چالیس نمازی تھے۔(أبو داود: الجمعة' باب: الجمعة فی القری: ۱۰۶۹ حاکم (۱/۲۸۱) امام ابن خزیمہ' (۱۷۲۴) اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ اور مدینہ کے درمیان بسنے والے لوگوں کو جمعہ پڑھتے دیکھتے تو اعتراض نہ کرتے۔(عبدالرزاق ۳/ ۱۷۰، حافظ ابن حجر نے اسے صحیح کہا)

(۳) حنین کے دن بارش ہو رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذن کو حکم دیا: ''آج اپنی' اپنی قیام گاہوں میں نماز پڑھنے کا اعلان کر دو' اور وہ جمعہ کا دن تھا'' (أبو داود: الصلاة، باب: الجمعة فی الیوم المطیر: ۱۰۵۷' ۱۰۵۹، اسے امام حاکم (۱/۲۹۳) امام ابن خزیمہ (۱۸۶۳) امام ابن حبان (۴۳۹' ۴۴۰) اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

معلوم ہوا کہ بارش کے روز جمعہ کی نماز پڑھنی واجب نہیں۔ یعنی اگر بارش کے روز جمعہ پڑھ لیا جائے تو جائز ہے اور بارش کے باعث اگر جمعہ چھوڑ کر ظہر پڑھ لی جائے تو جمعہ چھوڑنے کا گناہ نہیں ہوگا۔

(۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج کے دن دو عیدیں (عید اور جمعہ) اکٹھی ہو گئی ہیں۔ جو شخص صرف عید پڑھنا چاہے تو اسے وہ کافی ہے' لیکن ہم (عید اور جمعہ) دونوں پڑھیں گے۔

(أبو داود: الصلاة، باب: إذا وافق یوم الجمعة یوم عید: ۱۰۷۳۔ اسے امام حاکم اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا).

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ کے دن عید ہوئی۔ تو انہوں نے نماز عید پڑھائی جمعہ نہ پڑھایا۔ اس واقعہ کی خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو انہوں نے فرمایا: ان کا یہ عمل سنت کے مطابق ہے۔ (نسائی' صلاة العیدین' باب الرخصة فی التخلف عن الجمعة لمن شهد العید: ۱۵۹۲، أبو داود: ۱۰۷۱. امام ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا)

(۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' 'اگر گنجائش ہوتو جمعہ کے لیے روزانہ استعمال ہونے والے کپڑوں کے علاوہ کپڑے بناؤ'' (ابن ماجہ: إقامة الصلاة، باب: ما جاء فی الزينة يوم الجمعة: ١٠٩٦، أبو داود: ١٧٨ . امام ابن حبان اور امام ابن خزیمہ (١٧٦٥) نے اسے صحیح کہا)

(٦) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شدت کی سردی میں جمعہ کی نماز سویرے پڑھتے تھے۔ اور شدت کی گرمی میں دیر سے پڑھتے تھے۔ (بخاری' الجمعة' باب اذا اشتد الحريوم الجمعة: ٩٠٦)

(٧) نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''(امام کے ساتھ) جتنی نماز پالو وہ پڑھو اور جو رہ جائے اسے پورا کرو'' (مسلم' المساجد' باب استحباب اتيان الصلاة بوقار و سكينة' ٦٠٢)

اس حدیث کی رو سے نماز جمعہ کی دوسری رکعت کے سجدہ یا تشہد کو پانے والا (سلام پھرنے کے بعد اٹھ کر) دو رکعتیں ہی پڑھے گا (چار نہیں) کیونکہ اس کی فوت شدہ نماز دو رکعتیں ہیں چار رکعتیں نہیں۔

دوران خطبہ دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھو:

رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے۔ اور دو رکعتیں پڑھے بغیر بیٹھ گئے۔ نبی رحمت ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟ انہوں نے عرض کی: ''نہیں یا رسول اللہ!'' آپ ﷺ نے حکم دیا: ''کھڑے ہو جاؤ اور دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھو'' پھر آپ نے (ساری امت کے لیے) حکم دے دیا: ''جب تم میں سے کوئی ایسے وقت مسجد میں آئے کہ امام خطبہ (جمعہ) دے رہا ہو تو اسے دو مختصر سی رکعتیں پڑھ لینی چاہئیں''

(بخاری' الجمعة' باب اذا رای الامام رجلا جاء و هو يخطب... ٩٣٠، ١١٦٦، مسلم' الجمعة' باب التحية والامام يخطب ٨٧٥)

معلوم ہوا امام خطبہ میں مقتدی سے کلام کر سکتا ہے اور اس کو کوئی حکم بھی دے سکتا ہے.

جمعہ سے پہلے نوافل کی تعداد مقرر نہیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے غسل کیا۔ جمعہ میں آیا جتنی تقدیر میں تھی نماز پڑھی خطبہ سے فارغ ہونے تک چپ رہا پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی اس کے جمعہ سے گذشتہ جمعہ تک اور ۳ دن کے اور گناہ معاف ہو گئے۔ اور جو کنکریوں سے کھیلے اس نے فضول کام کیا (مسلم' الجمعة' باب فضل من استمع و انصت فی الخطبة: ۸۵۷).

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ سے پہلے رکعتیں مقرر نہیں ہیں بلکہ امام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے جس قدر ہو سکے نوافل ادا کرتا رہے۔ مگر دو رکعت ضروری ہیں۔

گردنیں نہ پھلانگو:

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آنے لگا تو آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا: ''بیٹھ جاؤ! تم نے (لوگوں کو) ایذا دی اور دیر لگائی'' (ابـوداود: الصلاة، باب من تخطی رقاب الناس یوم الجمعة: ۱۱۱۸۔ امام حاکم (۱/ ۲۸۸) امام ابن خزیمہ (۱۸۱۶)' ابن حبان (۵۷۲) اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

معلوم ہوا کہ نماز جمعہ کے لیے آنے والوں کو چاہیے انہیں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔

خطبہ جمعہ کے مسائل:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے ارشاد فرماتے' ان کے درمیان بیٹھتے.

(بخاری' الجمعه باب العقده بین الخطبتین یوم الجمعه ۹۲۸، مسلم: ۸۶۱).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں قرآن مجید پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے۔ (مسلم: ۸۶۲).

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بھی اوسط درجے کی اور خطبہ بھی اوسط درجے کا ہوتا تھا۔

(مسلم' الجمعة' باب تخفیف الصلاة والخطبة: ۸۶۶)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''آدمی کی لمبی نماز اور مختصر خطبہ اس کی دانائی کی علامت ہے۔

پس نماز طویل کرواور خطبہ مختصر کرواور بعض بیان جادو ہوتے ہیں''.

(مسلم' الجمعة' باب تخفیف الصلاة و الخطبة: ٩٦٩)

(۲) نبی اکرم ﷺ خطبہ جمعہ میں سورۃ قٓ کی تلاوت فرماتے تھے۔ (مسلم: ۸۷۲)

(۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'جمعہ کے خطبہ میں جب تو اپنے پاس بیٹھنے والے کو (از راہ نصیحت) کہے ''چپ رہو'' تو بلاشبہ تو نے بھی لغو (کام) کیا'' (بخاری' الجمعة' باب الانصات یوم الجمعة' والامام یخطب' ٩٣٤ ومسلم' الجمعة' باب فی الانصات یوم الجمعة فی الخطبة' ٨٥١)

اس سے ثابت ہوا کہ دوران خطبہ (سامعین کو آپس میں) کسی قسم کی بات کرنا جائز نہیں ہے۔ بڑی خاموشی سے خطبہ سننا چاہیے۔ البتہ خطیب اور مقتدی ضرورت کے وقت ایک دوسرے سے مخاطب ہو سکتے ہیں۔

(۴) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے جمعہ کے وقت اونگھ آئے وہ اپنی جگہ بدل لے'' (ترمذی: الجمعة، باب: ما جاءَ فیمن نعس یوم الجمعة: ٥٢٦. امام ترمذی نے حسن صحیح کہا).

(۵) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی اپنے بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھے۔ نافع سے پوچھا گیا کیا صرف جمعہ میں منع ہے؟ فرمانے لگے جمعہ میں اور اس کے علاوہ بھی۔ (بخاری' الجمعة' باب لا یقیم الرجل اخاہ یوم الجمعة ویقعد فی مکانہ: ٩١١، مسلم: ٢١٧٧).

(٦) عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ نے بشیر بن مروان کو جمعہ کے دن منبر پر دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا' تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو ہلاک کرے۔ نبی اکرم ﷺ خطبہ میں صرف ایک ہاتھ کی شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔

(مسلم' الجمعة' باب تخفیف الصلوٰة والخطبة ٨٧٤)

(۷) نبی رحمت ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور آپ کے ہاتھ میں عصا یا کمان

تھی۔ (ابوداود' الصلاة، باب: الرجل یخطب علی قوس' ١٠٩٦۔ امام ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا)

(٨) ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آئے (اور وہ سرخ قمیص پہنے ہوئے تھے، وہ مشکل سے چل رہے تھے) رسول اللہ ﷺ منبر پر سے اترے انہیں اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھایا پھر فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے سچ کہا: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ''بیشک تمہارا مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں'' میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا جو مشکل سے چل رہے تھے پس مجھ سے صبر نہ ہوا حتیٰ کہ میں نے اپنا کلام منقطع کیا اور انہیں اٹھایا'' (ترمذی: المناقب، باب: مناقب الحسن والحسین: ٣٧٧٤).

معلوم ہوا امام اپنا خطبہ چھوڑ کر کسی ضرورت کو پورا کر سکتا ہے.

(٩) نبی رحمت ﷺ نے دوران خطبہ گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (ترمذی' الجمعة' باب ما جاء فی کراهیة الاحتباء والامام یخطب ٥١٤۔ امام ترمذی نے اسے حسن کہا)

گوٹ مارنا اس طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ ہاتھ یا کپڑے کے ساتھ رانوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھیں۔ اس طرح بیٹھنے سے عموماً نیند آ جاتی ہے پھر آدمی خطبہ نہیں سن سکتا۔ علاوہ ازیں اس حالت میں آدمی اکثر گر پڑتا ہے۔ نیز شرمگاہ کے بے حجاب ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

(١٠) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے۔ جو شخص یہ کہے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے اس نے غلط بیانی کی۔

(مسلم' الجمعة' باب ذکر الخطبتین قبل الصلاة وما فیهما من الجلسة ٨٦٢)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور عبدالرحمٰن بن ام الحکم بیٹھے ہوئے خطبہ دے رہے تھے۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس خبیث کی طرف دیکھو، بیٹھے ہوئے خطبہ دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِماً﴾ (الجمعة ١١).

''اور جب یہ لوگ کوئی سودا بکتا دیکھتے ہیں یا کوئی تماشا دیکھتے ہیں تو اس کی طرف بھاگ اٹھتے ہیں اور آپ کو (خطبے میں) کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں''.

(مسلم' الجمعة' باب فی قوله تعالی: واذا راوا تجارة او لهوا انفضوا اليها و تركوك قائما: ٨٦٤)

معلوم ہوا کہ بیٹھ کر جمعہ کا خطبہ دینا خلاف سنت ہے۔ کیونکہ صحابی رضی اللہ عنہ نے آیت سے آپ کے خطبہ میں کھڑے ہونے پر استدلال کیا۔

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ آپ کے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا۔ اس کے دونوں سرے آپ نے کندھوں کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے۔

(مسلم' الحج' باب جواز دخول مكة بغير احرام' ١٣٥٩)

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن مسجد میں نماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنانے سے منع فرمایا۔ (ابوداود' الصلاة، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة' ١٠٧٩' ترمذی' الصلاة' باب ما جاء فی كراهية البيع والشراء و انشاد الشعر فی المسجد' ٣٢٢' امام ترمذی نے حسن۔ امام ابن خزیمہ (١٨١٦) نے اسے صحیح کہا)

لہذا جو علماء اذان اور دو خطبوں سے پہلے تقریر کرتے ہیں انہیں اس عمل کو ترک کر دینا چاہیے.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں' آواز بلند ہوتی اور جوش میں آ جاتے تھے۔ گویا کہ آپ ہمیں کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہیں جو صبح یا شام ہم پر حملہ کرنے والا ہے اور فرماتے کہ: ''میں اور قیامت ساتھ ساتھ اس طرح بھیجے گئے ہیں'' آپ اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملاتے۔

(مسلم' الجمعة' باب تخفيف الصلاة والجمعة' ٨٦٧)

ظہر احتیاطی کی بدعت:

بعض لوگ نماز جمعہ کے علاوہ ''ظہر احتیاطی'' پڑھتے اور اس کا فتویٰ بھی دیتے ہیں' حالانکہ

رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک اور آپ کے بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے جمعہ کے بعد نماز ظہر کا پڑھنا کہیں ثابت نہیں۔ ہم حیران ہیں کہ نماز جمعہ ادا کر لینے کے بعد (احتیاطاً) ظہر کے فرض پڑھنے والے اور پڑھنے کا حکم دینے والے اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ معاذ اللہ کیا رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد ظہر پڑھنا اور لوگوں کو بتانا بھول گئے تھے جو بعد میں آنے والے لوگوں نے ایجاد کر کے تکمیل دین کی ہے؟ احتیاطی پڑھنے والو! اللہ سے ڈرو اور رسول اللہ ﷺ سے آگے نہ بڑھو۔ نبی اکرم ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو۔

(محض) جمعہ کے دن روزہ رکھنا:

نبی اکرم ﷺ نے جمعہ کا دن روزہ کے لیے اور جمعہ کی شب (جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات) کو عبادت کے لیے خاص کرنے سے منع فرمایا۔

(مسلم' الصیام' باب کراهیة صیام یوم الجمعة منفردا: ١١٤٤)

جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت:

آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود بھیجو تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے''

(ابوداود: الصلاة، باب: فضل یوم الجمعة و لیلة الجمعة' ١٠٤٧۔ امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

جمعہ کی اذان:

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ' ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ کی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام' خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھتا۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور لوگ زیادہ ہو گئے تو زوراء (جگہ) پر ایک اور اذان دی جانے لگی۔ (زوراء مدینہ کے بازار میں ایک مقام ہے)۔(بخاری: الجمعة، باب: الأذان یوم الجمعة: ٩١٢).

جمعہ کے دن پہلی اذان کا پس منظر یہ ہے کہ عہد نبوت میں مدینہ منورہ اور اس کی آبادی کا حجم نسبتاً مختصر تھا' لوگوں کو آسانی سے اذان کا علم ہو جاتا تھا' عہد عثمانی میں جب آبادی زیادہ ہو گئی تو تمام لوگ اذان کی آواز نہیں

سن پاتے تھے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ گونا گوں مصروفیات کا شکار' کئی لوگ مسجد میں بروقت پہنچنے سے قاصر ہو گئے اس کا انتظامی حل یہ نکالا گیا کہ پہلے مسجد سے باہر بازار کے اندر' زوراء کے مقام پر اذان دی جاتی' اس سے کچھ ہی دیر بعد مسجد نبوی میں (دوسری) اذان ہو جاتی۔ عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام بدعت نہیں ہے کیونکہ عثمان رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں سے ہیں' ان کے دور میں مدینہ منورہ میں جب پہلی دفعہ اس اذان کی ضرورت محسوس کی گئی تو انہوں نے اسے شرعی حکم کے طور پر نہیں' محض انتظامی حل کے طور پر جاری کیا تھا جسے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی خاموش تائید حاصل تھی اور ظاہر ہے کہ جس چیز پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا عمومی اتفاق ہو جائے وہ بدعت نہیں ہوا کرتی۔ واللہ اعلم (ع' ر)۔

مسجد کے اندر امام کے خطبہ سے پہلے صرف ایک اذان ہے۔ مسجد میں دی جانے والی دو اذانوں کا ثبوت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور سے بھی نہیں ملتا۔ لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

نماز عیدین

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدنیہ منورہ تشریف لائے تو سال میں دو دن مقرر تھے جن میں لوگ کھیلتے اور خوشیاں مناتے تھے. آپ نے ان سے پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت سے ہم ان میں کھیلتے چلے آ رہے ہیں، آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم کو ان کے بدلہ میں دو بہتر دن عطا فرمائے ہیں وہ عید الفطر اور عید الأضحیٰ کے دن ہیں''

(أبو داود: الصلاة، باب: صلاة العيدين: ١١٣٤).

نبیشہ الہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایام تشریق یعنی: ۱۱، ۱۲، اور ۱۳ ذوالحجہ کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے دن ہیں''.

(مسلم: الصيام، باب: تحريم صوم أيام التشريق: ١١٤١).

معلوم ہوا کہ عید الأضحیٰ اور ایام تشریق کے دنوں میں کھانے پینے میں وسعت کرنا اور مباح کھیل کود میں کوئی حرج نہیں.

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بچیاں دف بجا کر جنگ بعاث کا قصہ جو انصار نے اشعار میں لکھا تھا (جنگ بعاث اوس اور خزرج کے درمیان حالت کفر میں ہوئی تھی) گا رہی تھیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کیا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوبکر! انہیں کچھ نہ کہو بے شک آج عید کا دن ہے۔ بلاشبہ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے''.

(بخاری' العیدین' باب سنة العیدین لاهل الاسلام' ۹۵۲' مسلم' صلاة العیدین ۸۹۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر پڑھنے والی چھوٹی بچیاں ہوں' آلات موسیقی میں سے صرف دف (یا اس سے کم تر کوئی آلہ) ہو نیز اشعار خلاف شریعت نہ ہوں اور عید کا موقع ہو تو ایسے اشعار پڑھنے یا سننے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مفاد پرست گویوں نے اس حدیث شریف سے اپنا الو سیدھا کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی

چنانچہ انہوں نے بچیوں سے ہرعمر کی پیشہ ورگلوکارہ ثابت کردی' دف سے جملہ آلات موسیقی جائز قرار دیئے' اچھے اشعار سے گانوں کا جواز کشید کیا اور عید کے دن سے ''روح کی غذائیت'' ڈھونڈ نکالی اور یہ نہ سوچا کہ اللہ خالق و مالک ہے اس نے اپنے بندوں کے لیے جواز کی جو حد چاہی مقرر کردی اور اس سے تجاوز کو حرام کردیا۔ (ع'ر)

مسائل واحکام:

(۱) سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جمعہ' عرفہ' قربانی اور عید الفطر کے دن غسل کرنا چاہیے'' (بیھقی ۳/۲۷۸' اس کی سند صحیح ہے)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید کے دن عیدگاہ کی طرف نکلنے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔ (موطا امام مالك' العیدین' باب العمل فی غسل العیدین والنداء فیھما والاقامة۔ (۱/۱۷۷) اس کی سند اصح الأسانید ہے)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عید کے دن غسل کے مسئلہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر سے استدلال اور جمعہ کے غسل پر قیاس کیا گیا ہے۔

(۲) رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عید الفطر کی نماز کے لیے گھر سے نکلنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کیا جائے۔ (بخاری: الزکاة، باب: فرض صدقة الفطر: ۱۵۰۳ ومسلم: الزکاة، باب: الأمر بإخراج زکاة الفطر قبل الصلاة: ۹۸۶).

عیدگاہ میں پہنچ کر صدقۃ الفطر ادا کرنا صحیح نہیں ہے' بلکہ اسے نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کرنا چاہیے۔

(۳) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز پڑھی آپ نے بغیر اذان اور تکبیر کے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی'' (مسلم: ۸۸۵).

جابر بن عبداللہ الأنصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز عید کے لیے اذان ہے نہ تکبیر' پکارنا ہے نہ کوئی اور آواز۔ (بخاری: ۹۶۰، مسلم: صلاة العیدین: ۸۸۶)

(۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں سوائے عید کی دو رکعتوں کے نہ پہلے نفل پڑھے نہ بعد میں۔ (بخاری: العیدین، باب: الخطبة بعد العید: ۹۶۴، ومسلم:

صلاة العيدين، باب: ترك الصلاة قبل العيد وبعدها فى المصلى: ٨٨٤).

(۵) نبی رحمت ﷺ عیدالفطر میں کچھ کھا کر نماز کو نکلتے۔ اور عیدالاضحیٰ میں نماز پڑھ کر کھاتے۔ (ترمذی: الجمعة، باب: ماجاء فى اكل يوم الفطر قبل الخروج ٥٤٢۔ ابن ماجه، الصيام' باب فى الاكل يوم الفطر قبل ان يخرج ١٧٥٦۔ ابن حبان (٥٩٣)' ابن خزيمة (١٤٢٦) ابن القطان' حاكم (۱/۲۹۴) اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے روز طاق کھجوریں کھا کر عیدگاہ جایا کرتے تھے۔

(بخارى' العيدين' باب الاكل يوم الفطر قبل الخروج: ٩٥٣)

(۶) انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب شہر جا کر عید کی نماز باجماعت ادا نہ کر سکتے تو اپنے غلاموں اور بچوں کو جمع کرتے اور اپنے غلام عبداللہ بن ابی عتبہ کو شہر والوں کی نماز کی طرح نماز پڑھانے کا حکم دیتے۔ (بخارى' العيدين' باب اذا فاته العيد يصلى ركعتين (تعليقاً) بيهقى' ٣/٣٠٥)

(۷) رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سوار آیا اس نے گواہی دی کہ انہوں نے کل چاند دیکھا تھا تو آپ نے ہمیں روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور دوسرے دن عید کی نماز پڑھی' کیونکہ رؤیت ہلال کی خبر اتنی دیر میں پہنچی کہ نماز عید کا وقت نکل چکا تھا۔ (ابوداود: الصلاة، باب: إذا لم يخرج الإمام للعيد من يومه يخرج من العيد: ١١٥٧. ابن حزم اور بیہقی نے اسے صحیح کہا).

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کسی عذر کی بنا پر نماز عید فوت ہو جائے تو وہ اگلے دن عید کی نماز کے لیے نکلیں.

(۸) عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ''عید کے دن سودان ڈھالوں اور نیزوں سے کھیلتے تھے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم اسے دیکھنا چاہتی ہو میں نے کہا ہاں! مجھے آپ نے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اور میں ان حبشیوں کا تماشا دیکھ رہی تھی جو عید کے دن مسجد میں جنگی کھیلوں کا مظاہرہ کر رہے تھے'' (بخارى: الصلاة، باب: أصحاب الحراب فى المسجد: ٤٥٤. مسلم: العيدين، باب:

الرخصة فی اللعب: ۸۹۲).

(۹) عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عیدالفطر کے روز نماز کے لیے گئے۔امام نے نماز میں تاخیر کردی تو وہ فرمانے لگے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم اس وقت نماز سے فارغ ہو چکے ہوتے تھے' راوی کہتا ہے کہ یہ چاشت کا وقت تھا۔

(ابو دواد' الصلاۃ، باب: وقت الخروج الی العید: ۱۱۳۵' اسے امام حاکم اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

(۱۰) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن عیدگاہ آنے جانے کا راستہ تبدیل فرمایا کرتے تھے'' (بخاری: العیدین، باب: من خالف الطریق إذا رجع یوم العید: ۹۸٦).

عیدگاہ میں عورتیں:

(۱۱) ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم (سب عورتوں کو حتیٰ کہ) حیض والیوں اور پردہ والیوں کو (بھی) دونوں عیدوں میں (گھروں سے نکالیں) تاکہ وہ (سب) مسلمانوں کی جماعت (نماز) اور ان کی دعا میں حاضر ہوں۔ اور فرمایا حیض والیاں جائے نماز سے الگ رہیں۔(یعنی وہ نماز نہ پڑھیں) لیکن مسلمانوں کی دعاؤں اور تکبیروں میں شامل رہیں۔ تاکہ اللہ کی رحمت اور بخشش سے حصہ پائیں۔ایک عورت نے عرض کیا کہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو(تو پھر وہ کیسے عیدگاہ میں جائے؟) فرمایا: ''اس کو اس کی ساتھ والی عورت چادر اڑھا دے۔(یعنی کسی دوسری عورت سے چادر عاریتاً لے کر چلے)'' (بخاری: صلاۃ، باب: وجوب الصلاۃ فی الثیاب: ۳۵۱. مسلم: صلاۃ العیدین، باب: ذکر إباحة خروج النساء فی العیدین إلی المصلی: ۸۹۰).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف جاتے۔آپ کی عیدگاہ مسجد نبوی سے ہزار ذراع کے فاصلہ پر تھی۔یہ عیدگاہ البقیع کی طرف تھی. (بخاری مع الفتح: ۲/٤٦٥، حدیث: ۹۷٦، کتاب العیدین).

تکبیرات عید:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تکبیرات کے پڑھنے کے بارے میں فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے جو صحیح ترین روایت مروی ہے، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔''

(۱) سیدنا علی رضی اللہ عنہ عرفہ کے دن (۹ ذوالحجہ) کی فجر سے لے کر تیرہ ذوالحجہ کی عصر تک تکبیرات کہتے۔ (بیهقی (۳/۲۷۹) امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

(۲) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن گھر سے عیدگاہ تک تکبیرات کہتے۔

(بیهقی (۳/۲۷۹) امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما موقوفاً محفوظ ہے)

(۳) امام زہری کہتے ہیں کہ لوگ عید کے دن اپنے گھروں سے عیدگاہ تک تکبیرات کہتے، پھر امام کے ساتھ تکبیرات کہتے۔ (مصنف ابن ابی شیبة ۱/۴۸۹)

(۴) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ۹ ذوالحجہ کو نماز فجر سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ نماز عصر تک ان الفاظ میں تکبیرات کہتے:

"اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُّ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ".

''اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا، اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا، اللہ سب سے بڑا ہے اور سب سے زیادہ صاحب جلال ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ ہی کے لیے ساری تعریف ہے''.

(ابن أبی شیبة: ۱/۴۸۹، ۴۹۰. اسے امام حاکم (۱/۲۹۹) اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا).

(۵) سلمان رضی اللہ عنہ یوں تکبیرات کہتے:

"اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْراً" (بیهقی، ۳/۳۱۶).

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس بارے میں صحیح ترین قول سلمان رضی اللہ عنہ کا ہے.

تنبیہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الفاظ تکبیرات کی صراحت دارقطنی میں یوں آئی ہے:

"اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ".

اس حدیث کو امام ذہبی نے سخت ضعیف بلکہ موضوع (من گھڑت) کہا ہے۔ لہذا ان الفاظ

کوآپ کی طرف منسوب کرنا جائزنہیں ہے۔

نمازعید کا طریقہ:

رسول اللہ ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ جاتے' سب سے پہلے نماز پڑھتے' پھر خطبہ دیتے جبکہ لوگ صفوں میں بیٹھے رہتے۔خطبہ میں لوگوں کو نصیحت اور وصیت کرتے اور حکم دیتے پھر واپس لوٹتے۔(بخاری' العیدین' باب الخروج الی المصلی بغیر منبر' ۹۵۶۔ مسلم' صلاۃ العیدین' ۸۸۹)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیشک رسول اللہ ﷺ عیدالفطر اور عیدالأضحیٰ کی نماز کی اول رکعت میں سات تکبیرات کہتے اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیرات کہتے.

(أبو داود: الجمعة، باب: التكبير فى العيدين: ١١٤٩، ترمذی: ٥٣٦، اسے امام احمد اور علی بن مدینی نے صحیح کہا)

ہر تکبیر پر رفع الیدین کریں اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں۔امام اونچی آواز سے اور مقتدی آہستہ الحمد شریف پڑھیں' پھر امام اونچی آواز سے قرأت پڑھے' اور مقتدی چپ چاپ سنیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے نماز عیدین کی زائد تکبیرات میں رفع الیدین کرنے پر جس حدیث سے استدلال کیا ہے اس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر اس تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے جو رکوع میں جانے سے پہلے کہتے' یہاں تک کہ آپ کی نماز مکمل ہو جاتی۔(ابو داؤد' الصلاۃ' باب رفع الیدین فی الصلاۃ' ۷۲۲۔ ابن الجارود نے اسے صحیح کہا۔مسند احمد (۲/۱۳۳'۱۳۴، ۶۱۷۵) اور دار قطنی (۱/ ۲۸۹)

رسول اللہ ﷺ' ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین پہلے نماز پڑھتے پھر خطبہ دیتے۔

(بخاری' العیدین' باب الخطبة بعد العید، مسلم' صلاۃ العیدین' حدیث ۸۸۴)

عیدین کا خطبہ منبر پر نہ پڑھیں۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عیدگاہ میں منبر کا اہتمام مروان بن حکم کے عہد میں کیا گیا۔(بخاری: العیدین: ۹۵۶، مسلم: صلاۃ العیدین: ۸۸۹).

ایک شخص نے مروان کے اس فعل پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: ''تم نے عید کے روز منبر لا کر

سنت کی مخالفت کی کیونکہ اس روز اسے نہیں لایا جاتا تھا، اور تم نے خطبہ کو نماز سے پہلے پڑھ کر (سنت کی مخالفت کی) (ابوداود' الصلاۃ، باب: الخطبة یوم العید: (۱۱٤۰) ابن ماجة' اقامة الصلوٰة' باب ماجاء فی صلوة العیدین' (۱۲۷۵)

عیدالاضحیٰ کے دن نماز عید پڑھ کر قربانی کرنی چاہیے:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز کے بعد قربانی کی اس کی قربانی ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کے طریقہ کو اپنالیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی اس کی قربانی نہیں ہوگی وہ محض گوشت کی ایک بکری ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے ذبح کی ہے'' (بخاری' العیدین' باب الخطبة بعد العید ۹٦۵ ـ مسلم' الاضاحی' باب وقتها' ۱۹٦۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز عید سے پہلے قربانی کی وہ نماز کے بعد دوسری قربانی کرے'' (بخاری' العیدین' باب کلام الامام و الناس فی خطبة العید' ۹۸۵ مسلم' الاضاحی' باب وقتها ۱۹٦۰)

نماز سفر

سفر میں ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار فرض رکعتوں کو دو، دو پڑھنا قصر (کم کرنا) کہلاتا ہے۔ فجر اور مغرب میں قصر نہیں ہے۔ جو شخص سفر کے ارادے سے اپنے گھر سے چلے اور گاؤں یا شہر کی آبادی سے نکل جائے تو وہ از روئے شریعت مسافر ہے۔ اور اپنی فرض نماز میں قصر کر سکتا ہے۔

سفر کی مسافت:

رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسنگ کی مسافت پر نکلتے تو نماز دو رکعتیں پڑھتے۔

(مسلم: ٦٩١)

اس حدیث میں راوی حدیث نے پوری ایمانداری سے کام لیتے ہوئے تین میل یا تین فرسنگ کہا ہے۔ یعنی راوی کو شک ہے کہ آپ ﷺ تین میل کی مسافت پر قصر کرتے تھے یا تین فرسنگ (نو میل) پر۔ پس مسافر کو چاہیے کہ اپنے شہر کی حدود سے نکلنے کے بعد اگر منزل مقصود ۹ میل یا اس سے زیادہ مسافت پر واقع ہو تو مسافر قصر کر سکتا ہے.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں۔ (بخاری، الحج، باب من بات بذی الحلیفة حتی اصبح ١٥٤٧، ومسلم، صلاة المسافرین، باب صلاة المسافرین و قصرها، ٦٩٠ واللفظ لمسلم)

ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ نبی رحمت ﷺ مکہ کے لیے روانہ ہوئے تو ذوالحلیفہ پہنچ کر نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ پس آپ نے وہاں عصر میں قصر کر لی۔

مسافر بغیر خوف کے قصر کرے:

یعلی بن امیہ سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (النساء: ١٠١).

''اور جب تم سفر میں ہو اور اگر تمہیں کفار سے خوف ہو تو نماز قصر کرلو تم پر کوئی گناہ نہیں'' .

آج ہم امن میں ہیں نماز قصر کیوں کریں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ مجھے بھی یہی تعجب ہوا جیسے تمہیں تعجب ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ''(امن کی حالت میں قصر کی اجازت دینا) اللہ کا احسان ہے اسے قبول کرو'.

(مسلم' صلوٰة المسافرين' باب صلوٰة المسافرين وقصرها: ٤٨٦)

حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منیٰ میں قصر نماز پڑھائی حالانکہ ہم تعداد میں زیادہ اور حالت امن میں تھے۔

(بخاری: الحج، باب: الصلاة بمنیٰ: ١٦٥٦ . مسلم: صلاة المسافرين، باب: قصر الصلاة بمنیٰ: ٦٩٦)

قصر کی حد:

اگر کوئی مسافر کسی علاقے میں متردد ٹھہرے کہ آج جاؤں گا یا کل۔ تو نماز قصر کرتا رہے۔ خواہ کئی مہینے لگ جائیں۔ انس رضی اللہ عنہ عبدالملک بن مروان کے ہمراہ دو ماہ (بحیثیت متردد مسافر) شام میں رہے اور نماز دو رکعتیں پڑھتے رہے۔ (بیهقی ٣/١٥٢)

ابو جمرہ نصر بن عمران سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ ہم غزوہ کی غرض سے خراسان میں طویل قیام کرتے ہیں۔ کیا ہم پوری نماز پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: دو رکعتیں ہی پڑھا کرو خواہ تمہیں (کسی جگہ متردد مسافر کی حیثیت سے) دس سال قیام کرنا پڑے۔

(مصنف ابن ابی شیبه)

اور اگر انیس دن تک ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو نماز میں قصر کرے۔ اور اگر انیس روز سے زائد ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پھر نماز پوری پڑھنی چاہیے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کیا۔ پھر آپ انیس دن ٹھہرے اور دو دو رکعتیں نماز پڑھتے رہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر ہم کسی منزل میں انیس دن ٹھہرتے ہیں تو دو دو رکعتیں پڑھتے ہیں۔ اور جب اس (انیس دن) سے زیادہ ٹھہرتے ہیں تو چار رکعات پڑھتے ہیں۔ (بخاری' تقصیر الصلاۃ' باب ماجاء فی التقصیر: ۱۰۸۰)

سفر میں اذان اور جماعت:

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جو سفر پر جا رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ: ''جب تم سفر پر جاؤ اور نماز کا وقت ہو جائے تو اذان اور اقامت کہو پھر تم میں جو بڑا ہو وہ امامت کرائے''.

(بخاری' الاذان' باب الاذان للمسافر اذا کانوا جماعة والاقامة: ۶۳۰)

سفر میں دو نمازیں جمع کرنا:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوران سفر ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے اور مغرب اور عشاء کو جمع کرتے تھے۔

(بخاری: تقصیر الصلاة، باب: الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء: ۱۱۰۷).

جمع کی دو صورتیں ہیں:

جمع تقدیم: یعنی ظہر کے ساتھ عصر اور مغرب کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنا۔

جمع تاخیر: یعنی عصر کے ساتھ ظہر اور عشاء کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھنا۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر اور عصر کو اس وقت جمع فرما لیتے اور اگر سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کو موخر کر کے عصر کے ساتھ ادا فرماتے۔ اسی طرح اگر سورج غروب ہونے کے بعد سفر شروع کرتے تو مغرب اور عشاء اسی وقت پڑھ لیتے اور اگر سورج غروب ہونے سے

پہلے سفر شروع کرتے تو مغرب کو موخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھتے۔

(أبو داود: صلاة السفر، باب: الجمع بين الصلاتين: ١٢٢٠، ترمذی: الجمعة، باب: فی الجمع بين الصلاتين: ٥٥٣، اسے امام ابن حبان (٤/٤١٣، ٤١٤) نے صحیح کہا).

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ کو سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز میں تاخیر کرتے یہاں تک کہ عشا کا وقت داخل ہو جاتا پھر آپ مغرب اور عشا کو اکٹھا پڑھتے'' (بخاری: تقصير الصلوٰة، باب: يصلی المغرب ثلاثا فی السفر: ١٠٩١، ومسلم: صلوٰة المسافرين، باب: جواز الجمع بين الصلوٰتين فی السفر: ٧٠٣).

سفر میں سنتوں کا بیان:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں رہا۔ مگر آپ نے دو رکعتوں سے زیادہ نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کی روح قبض فرمالی۔ اور میں ابوبکر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین کے ہمراہ سفر میں رہا۔ ان سب نے سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نماز نہیں پڑھی۔ اور اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی تمہارے لیے بہتر ہے'' (بخاری، تقصير الصلاة، باب من لم ير يتطوع فی السفر دبر الصلاة: ١١٠١، ١١٠٢، مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين و قصرها: ٦٨٩)

ابن عمر رضی اللہ عنہما دو رکعتیں (یعنی نماز قصر) پڑھ کر اپنے بستر پر چلے جاتے تھے۔ حفص کہتے ہیں میں نے کہا چچا جان! اگر اس کے بعد آپ دو رکعتیں (سنت) پڑھ لیا کریں تو کیا حرج ہے؟؟ فرمایا: اگر مجھے یہ کرنا ہوتا تو (فرض) نماز ہی پوری پڑھ لیتا۔

(مسلم، صلاة المسافرين، باب قصر الصلاة بمنى: ٦٩٤)

❀ ❀ ❀ ❀

دو نمازوں کا جمع کرنا

(۱) حج کے دوران میدان عرفات میں:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''عرفہ کے دن ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے'' (بخاری: الحج، باب: الجمع بین الصلاتین بعرفة: ١٦٦٢).

(۲) مزدلفہ میں:

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کیا'' (بخاری: الحج، باب: من جمع بینهما ولم یتطوع: ١٦٧٤، مسلم: ١٢٨٧).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر مزدلفہ میں ایک اذان اور دو اقامتوں سے نماز مغرب اور عشاء جمع کیں اور درمیان میں سنتیں نہیں پڑھیں۔ (مسلم' الحج' باب حجة النبی ﷺ: ١٢١٨)

(۳) بارش یا خوف کے علاوہ کسی ضرورت کے تحت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا۔ حالانکہ وہاں (دشمن کا) خوف تھا اور نہ ہی بارش. ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو انہوں نے یہ جواب دیا تھا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو دشواری میں نہیں رکھنا چاہتے تھے. (بخاری: مواقیت الصلاة، باب: تأخیر الظهر إلی العصر: ٥٤٣، مسلم: صلاة المسافرین، باب: الجمع بین الصلاتین فی الحضر: ٧٠٥).

عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں عصر کے بعد ہمیں خطبہ دینا شروع کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارے چمکنے لگے۔ کسی نے کہا کہ نماز (مغرب) کا وقت ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا' مجھے سنت نہ سکھاؤ' میں نے رسول اللہ ﷺ

کوظہر وعصر اور مغرب وعشاء ملا کر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ مجھے شبہ پیدا ہوا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے ان کی تصدیق کی۔ (مسلم: ۷۰۵).

بیماری کی شدت میں اگر مریض کو نمازوں کی وقت پر ادائیگی میں تکلیف ہوتی ہو یا جان، مال یا عزت کا خوف ہو تو نمازیں جمع کی جاسکتی ہیں.

اس کا ایک طریقہ ابوشعثاء جابر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ظہر کو اس کے آخری وقت میں پڑھا اور عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھ کر دونوں نمازوں کو جمع کیا، اسی طرح مغرب کو آخری وقت میں اور عشاء کو اول وقت میں پڑھ کر دونوں نمازوں کو جمع کیا(بخاری: ۱۱۷٤).

یعنی کہ ناگزیر قسم کے حالات میں حالت اقامت میں بھی دو نمازیں جمع کر کے پڑھی جاسکتی ہیں۔تاہم شدید ضرورت کے بغیر ایسا کرنا جائز نہیں۔ جیسے کاروباری لوگوں کا عام معمول ہے کہ وہ سستی یا کاروباری مصروفیت کی وجہ سے دو نمازوں کو جمع کر لیتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں؛ بلکہ سخت گناہ ہے۔ ہر نماز کو اس کے وقت پر ہی پڑھنا ضروری ہے؛ سوائے ناگزیر حالات کے۔(ص؛ی)

❀ ❀ ❀ ❀

نماز استخارہ کا بیان

جب کسی کو کوئی (جائز) امر درپیش ہو اور وہ اس میں متردد ہو کہ اسے کروں یا نہ کروں' یا جب کسی کام کا ارادہ کرے تو اس موقع پر استخارہ کرنا سنت ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام کاموں کے لیے اسی طرح استخارہ کی دعا سکھاتے تھے جس طرح قرآن حکیم کی کوئی سورت سکھاتے تھے. آپ فرماتے:

''جب کوئی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل ادا کرے پھر فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ ارْضِنِیْ بِهِ".

''اے اللہ! تحقیق میں (اس کام میں) تجھ سے تیرے علم کی مدد سے خیر مانگتا ہوں اور (حصول خیر کے لیے) تجھ سے تیری قدرت کے ذریعے قدرت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں' بے شک تو (ہر چیز پر) قادر ہے اور میں (کسی چیز پر) قادر نہیں۔ تو (ہر کام کے انجام کو) جانتا ہے اور میں (کچھ) نہیں جانتا اور تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں) میرے لیے میرے دین' میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے لیے مقدر کر اور آسان کر پھر اس میں میرے لیے برکت پیدا فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے میرے دین' میری زندگی اور میرے

انجام کار کے لحاظ سے برا ہے تو اس (کام) کو مجھ سے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے بھلائی مہیا کر جہاں (کہیں بھی) ہو۔ پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کر دے۔' نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ پھر اپنی حاجت بیان کرو' (بخاری: التهجد، باب: ما جاء فی التطوع مثنی مثنی: ۱۱۶۲).

بعض لوگ خود استخارہ کرنے کی بجائے دوسروں سے استخارہ کرواتے ہیں یہ روش ایک وبا کی شکل اختیار کر گئی ہے جس نے جگہ جگہ دوسروں کے لیے استخارہ کرنے والے سپیشلسٹ پیدا کر دیئے ہیں حالانکہ اپنے لیے خود استخارہ کرنے کی بجائے کسی اور سے استخارہ کروانا صرف خلاف سنت ہی نہیں بلکہ کاہن اور نجومی کی تصدیق کرنے کے مترادف ہے خصوصاً جبکہ استخارہ کروانے والا اس نیت سے استخارہ کرواتا ہے کہ مجھے ان ''بزرگوں'' سے کوئی پکی خبر یا واضح مشاہدہ ملے گا جسے بعد میں وہ من وعن سچا جان کر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ حالانکہ استخارے کے لیے نہ تو یہ لازمی ہے کہ یہ سونے سے پہلے کیا جائے اور نہ یہ لازمی ہے کہ خواب میں کوئی واضح اشارہ ہوگا۔ سیدھی سی بات ہے کہ ضرورت مند خود استخارہ کرے اللہ تعالیٰ اس کا سینہ کھول دے گا مزید تسلی چاہتا ہے تو کسی اچھے شخص سے مشورہ کر لے پھر وہ جو کام کرے گا اللہ تعالیٰ اس میں بہتری پیدا کرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ (محمد عبدالجبار)

جب آپ یہ مسنون استخارہ کر کے کوئی کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ضرور اس میں بہتری کی صورت پیدا کرے گا اور برائی سے بچائے گا۔

استخارہ رات یا دن کی جس گھڑی میں بھی آپ چاہیں کر سکتے ہیں' سوائے اوقات مکروہہ کے۔

❀ ❀ ❀ ❀

نماز کسوف : (سورج اور چاند گرھن کی نماز)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاند اور سورج کا گرہن آثار قدرت ہیں۔ کسی کے مرنے' جینے (یا کسی اور وجہ) سے نمودار نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ (اپنے) بندوں کو عبرت دلانے کے لیے ظاہر فرماتا ہے۔ اگر تم ایسے آثار دیکھو تو جلد از جلد دعا' استغفار اور یاد الٰہی کی طرف رجوع کرو'' (بخاری' الکسوف' باب الذکر فی الکسوف ۱۰۵۹، ومسلم' الکسوف' باب ذکر الندا بصلاۃ الکسوف' ۹۱۲)

اہل جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ سورج یا چاند اسی وقت گرہن ہوتے ہیں جب کوئی اہم شخصیت پیدا ہو یا وفات پائے یا دنیا میں کوئی اہم واقعہ رونما ہو' نبی اکرم ﷺ نے اسی باطل عقیدے کی نفی فرمائی۔ یعنی سورج یا چاند کے گرھن ہونے کا تعلق کائنات کے واقعات سے نہیں بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت سے ہے اور وہ اللہ جو تمہارے سامنے انہیں بے نور کر سکتا ہے وہ قیامت کے قریب بھی انہیں بے نور کر کے لپیٹ دینے پر قادر ہے۔ لہذا اس سے ڈرتے رہو۔ واللہ اعلم (ع'ر)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے ایک شخص کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا: ((الصلاۃ جامعۃ)) ''نماز جمع کرنے والی ہے۔ (تمہیں بلا رہی ہے)'' (بخاری' الکسوف' باب النداء بـ''الصلاۃ جامعۃ'' فی الکسوف' ۱۰۴۵' ومسلم' ۹۱۰)

سورج گرہن کی نماز کا طریقہ:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا۔ آپ نے باجماعت دو رکعات نماز پڑھی۔ آپ نے سورۃ البقرۃ تلاوت کرنے کی مقدار کے قریب لمبا قیام کیا پھر لمبا رکوع کیا۔ پھر سر اٹھا کر لمبا قیام کیا (رکوع کے بعد قومہ کرنے کی بجائے دوبارہ قراءت شروع کر دینا ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے لہذا اس موقع پر نئے سرے سے فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی، واللہ اعلم [ع،ر]). پھر پہلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا۔ پھر (قومہ کر کے) دو سجدے کئے۔ پھر

کھڑے ہو کر لمبا قیام کیا' پھر دو رکوع کئے پھر دو سجدے کر کے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرا' پھر خطبہ دیا جس میں اللہ کی تعریف اور ثنا بیان کی اور فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے ان کو گرہن نہیں لگتا۔ جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو۔ (دوران نماز) میں نے جنت دیکھی' اگر میں اس میں سے ایک انگور کا خوشہ لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس میں سے کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ (بھی) دیکھی' اس سے بڑھ کر ہولناک منظر میں نے (کبھی) نہیں دیکھا۔ (اور) میں نے جہنم میں زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی عرض کی گئی یا رسول اللہ کیا وجہ ہے (عورتیں زیادہ جہنم میں کیوں ہیں) آپ نے فرمایا: وہ کفر کرتی ہیں عرض کی گئی کیا اللہ کا کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں' اگر تو ایک مدت تک ان کے ساتھ اچھائی کرتا رہے پھر ان کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرے تو کہتی ہیں کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی'' (بخاری' الکسوف' باب صلاۃ الکسوف جماعۃ ۱۰۵۲۔ مسلم' الکسوف' باب ما عرض علی النبی ﷺ فی صلاۃ الکسوف من امرالجنۃ والنار' ۹۰۷).

اس سے معلوم ہوا کہ کسی محسن کی احسان فراموشی گناہ کبیرہ ہے۔ جب کسی بندے کی احسان فراموشی کبیرہ گناہ ہے تو جو خالق کی احسان فراموشی کرتا ہے اس کا گناہ کس قدر خطرناک ہوگا؟ اللہ ہم سب کو ہدایت دے آمین۔ (ع'ر)

سورج اور چاند کے گہنائے جانے پر آپ ﷺ گھبرا اٹھتے اور نماز پڑھتے' اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ کے زمانے میں (ایک دفعہ) سورج گرہن ہوا تو آپ گھبرا گئے اور گھبراہٹ میں اہل خانہ میں سے کسی کا کرتہ لے لیا۔ بعد میں چادر مبارک آپ کو پہنچائی گئی۔ اسماء رضی اللہ عنہا بھی مسجد میں گئیں اور عورتوں کی صف میں کھڑی ہو گئیں۔ آپ نے اتنا طویل قیام کیا کہ ان کی نیت بیٹھنے کی ہو گئی لیکن انہوں نے ادھر ادھر اپنے سے کمزور عورتوں کو کھڑے دیکھا تو وہ بھی کھڑی رہیں۔ (مسلم: ۹۰۶).

آپ کا گھبرانا اللہ کے ڈر کی وجہ سے تھا۔ جب آپ اللہ کے پیارے نبی ہو کر گھبرا اٹھتے تھے تو افسوس ہے ان امتیوں پر جو بار ہا گناہوں کے باوجود ایسے مواقع پر اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ (ع، ر)

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی رحمت ﷺ کے زمانے میں ایک سخت گرمی کے دن سورج گرہن ہوا، آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ساتھ لے کر نماز پڑھی۔ آپ نے اتنا طویل قیام کیا کہ لوگ گرنے لگے۔ (مسلم: ۹۰٤)

اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ مجھے (عورتوں کی صف میں کھڑے کھڑے) غش آ گیا۔ میں نے برابر میں اپنی مشک سے پانی لے کر سر پر ڈالا۔

(بخاری، الجمعة، باب من قال فی الخطبة بعد الثناء: (اما بعد) ۹۲۲، ومسلم: ۹۰۵)

قارئین کرام غور فرمایا آپ نے! کہ نبی رحمت ﷺ کس قدر انہماک اور اہتمام سے سورج گرہن کی نماز پڑھتے تھے، لیکن ہم نے کبھی اس نماز کی طرف توجہ نہیں کی۔ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے عورتیں بھی سورج گرہن کی نماز پڑھتی تھیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم مسجد میں سورج گرہن کی نماز باجماعت کا اہتمام کریں اور ہماری عورتیں بھی ضرور مساجد میں جا کر نماز میں شامل ہوں۔

❀ ❀ ❀ ❀

نماز استسقاء

اگر قحط سالی ہو جائے' مینہ نہ برسے تو اس وقت مسلمانوں کو چاہیے کہ ایک دن تجویز کر کے سورج نکلتے ہی پرانے کپڑے پہن کر عاجزی اور گریہ زاری کرتے ہوئے آبادی سے باہر کسی کھلی جگہ میں نکلیں اور منبر بھی رکھا جائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرانے کپڑے پہنے' خشوع اور آہستگی سے چلتے ہوئے' عاجزی اور گریہ زاری کرتے ہوئے نکلے اور نماز (استسقاء) کی جگہ پہنچے۔

(ابوداؤد' صلاۃ الاستسقاء' ۱۱۶۵۔ ترمذی' الجمعۃ' باب ماجاء فی صلاۃ الاستسقاء' ۵۵۷۔ امام ترمذی' امام ابن خزیمہ (حدیث ۱۴۰۵' ۱۴۰۸' ۱۴۱۹) امام ابن حبان (حدیث ۲۰۳) امام حاکم (۳۲۶/۱) اور امام نووی نے اسے صحیح کہا)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ نے عیدگاہ میں منبر رکھنے کا حکم دیا۔ جب سورج کا کنارہ ظاہر ہوا تو آپ نکلے اور منبر پر بیٹھے' اللہ کی بڑائی اور حمد بیان کی' پھر فرمایا: ''تم نے اپنے علاقوں میں قحط سالی اور بروقت بارش نہ ہونے کی شکایت کی ہے' جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو حکم ہے کہ تم اس کو پکارو اور اس نے تمہاری دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے'' پھر فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ – اَللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا إِلٰى حِيْنٍ".

''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے' بہت رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ روز جزا کا مالک ہے۔ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اے اللہ تو (سچا) معبود ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو سخی اور بے پرواہ ہے اور ہم (تیرے) محتاج اور فقیر (بندے) ہیں ہم پر

بارش برسا اور جو بارش تو نازل فرمائے اسے ہمارے لیے ایک مدت تک قوت اور (مقاصد تک) پہنچنے کا ذریعہ بنا'' (ابوداود' الاستسقاء' باب رفع الیدین فی الاستسقاء' ۱۱۷۳۔ امام حاکم (۱/۲۶۸) ابن حبان (۲۰۴) اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا).

اس سے معلوم ہوا کہ سید المرسلین ﷺ اور ان کے پاک باز صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بھی اپنا سخی اور داتا صرف اللہ ہی کو سمجھتے تھے' وہ اسی کے در کے محتاج' اسی سے ڈرنے والے براہ راست اسی سے دعائیں مانگتے رہے۔ قرآن مجید نے بھی اسی عقیدے کی تعلیم دی ہے (فاطر ۳۵/۱۴ و ۱۵) لہذا ہم گناہ گاروں کو بھی چاہیے کہ کتاب وسنت کے مطابق صرف اللہ ہی کو اپنا سخی اور داتا مانیں اور اس سے براہ راست دعائیں مانگیں۔ یہی نبی اکرم ﷺ سے سچی محبت اور ان کی اطاعت کا تقاضا ہے۔ (ع'ر)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے علاوہ کسی دعا میں اپنے دونوں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے' ہاتھوں کو دراز کیا' حتیٰ کہ بغلیں دکھائی دیں۔ (بخاری' الاستسقاء' باب رفع الامام یدہ فی الاستسقاء' ۱۰۳۱۔ مسلم' صلاۃ الاستسقاء' باب رفع الیدین بالدعاء فی الاستسقاء ۸۹۵).

رسول اللہ ﷺ بارش کے لیے دعا کر رہے تھے آپ کھڑے ہوئے تھے اور آپ نے اپنے ہاتھوں کو چہرہ کے سامنے کیا ہوا تھا اور ہاتھ سر سے اونچے نہیں تھے. (ابوداود' الاستسقاء باب رفع الیدین بالدعاء فی الاستسقاء' ۱۱۶۸۔ امام ابن حبان (حدیث: ۶۰۱ و ۶۰۲) نے اسے صحیح کہا)

آپ ﷺ کے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف تھی۔ (مسلم: ۸۹۵)

پھر امام لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے قبلہ رخ ہو جائے۔ (اور ہاتھ اٹھائے رکھے) اور مندرجہ ذیل دعائیں بڑی عاجزی سے رو رو کر پڑھے۔ اور سب لوگ بھی بڑے خضوع سے آبدیدہ ہو کر ہاتھوں کو الٹا کر کے اٹھائیں اور دعا مانگیں۔ دعائیں یہ ہیں:

''اَللّٰھُمَّ أَسْقِنَا' اَللّٰھُمَّ أَسْقِنَا' اَللّٰھُمَّ أَسْقِنَا''.

''اے اللہ ! ہمیں پانی پلا' اے اللہ! ہمیں پانی پلا' اے اللہ! ہمیں پانی پلا''.

(بخاری' الاستسقاء: ۱۰۱۳)

"اَللّٰهُمَّ أَسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا مَّرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَآرٍ عَاجِلاً غَيْرَ آجِلٍ".

''اے اللہ! ہمیں پانی پلا' ہم پر ایسی بارش نازل فرما جو ہماری تشنگی بجھا دے۔ ہلکی پھواریں بن کر غلہ اگانے والی' نفع دینے والی ہو نہ کہ نقصان پہنچانے والی' جلد آنے والی ہو نہ کہ دیر لگانے والی'' (ابوداود: ۱۱۶۹۔ امام ابن خزیمة (۱۴۱۶) امام حاکم (۱/ ۳۲۷) اور ذہبی نے اسے صحیح کہا)

"اَللّٰهُمَّ أَسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَأَنْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ".

''اے اللہ! اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب کر' اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مردہ شہروں کو زندہ کر دے'' (ابوداود: ۱۱۷۶) اس کی سند حسن ہے)

صلوٰۃ استسقاء میں ایک اہم مسئلہ چادر کا پلٹنا ہے۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے لیے عیدگاہ کی طرف نکلے' آپ نے اپنی پیٹھ لوگوں کی طرف کی اور قبلہ رخ ہو کر دعا کرنے لگے پھر اپنی چادر کو پلٹا پھر ان کو دو رکعتیں نماز پڑھائی اور اس میں بلند آواز سے قراءت کی۔

(بخاری' الاستسقاء' باب کیف حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ظهره الی الناس' ۱۰۲۵ ومسلم' صلاة الاستسقاء ۸۹۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سیاہ چادر تھی آپ نے اس کا نچلا حصہ اوپر لانا چاہا مگر مشکل پیش آئی تو آپ نے اسے اپنے کندھوں پر ہی الٹ دیا۔

(ابوداود' صلاة الاستسقاء' حدیث ۱۱۶۴۔ امام ابن خزیمہ (۱۴۱۶) اور امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا)

یعنی چادر پلٹتے وقت چادر کا دایاں کنارہ بائیں کندھے پر اور بایاں کنارہ دائیں کندھے پر ڈال دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رخ ہو کر چادر کو پلٹا، اس کے اندر کا حصہ باہر کی طرف کیا اور صحابہ

کرام نے بھی آپ کے ساتھ چادروں کو پلٹا۔(مسند احمد ٤/ ٤١، ١٦٥٧٩) (ابن دقیق العید نے اسے صحیح کہا).

نبی اکرم ﷺ نے نماز عید کی طرح لوگوں کو دو رکعتیں نماز استسقاء پڑھائی۔

(ترمذی' الجمعة' باب ماجاء فی صلوٰة الاستسقاء' (٥٥) وابوداود' الاستسقاء (١١٦٥) اسے امام ترمذی' امام ابن خزیمہ (١٤٠٥) اور امام نووی نے صحیح کہا)

عبداللہ بن زید بن عاصم المازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی(مسند الامام احمد ٤/ ١٦٥٨٠)

جمہور کا عمل اسی پر ہے مگر خطبہ نماز سے پہلے بھی جائز ہے۔

(ابن خزیمة' جماع ابواب صلوٰة الاستسقاء باب الخطبة قبل صلوٰة الاستسقاء حدیث ١٤٠٧)

عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں (استسقاء) کی پڑھائیں اور ان میں تلاوت بلند آواز سے کی اور نماز استسقاء بغیر اذان اور اقامت کے پڑھائی۔ (بخاری' الاستسقاء' باب الدعاء فی الاستسقاء قائمًا: ١٠٢٢)

ابن بطال نے کہا کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نماز استسقاء میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔

❀ ❀ ❀ ❀

نماز اشراق و چاشت(ضحی)

ضحیٰ کے معنی ہیں دن کا چڑھنا اور اشراق کے معنی ہیں طلوع آفتاب۔ پس جب آفتاب طلوع ہو کر ایک نیزے کے برابر بلند ہو جائے تو اس وقت نوافل کا پڑھنا نماز اشراق کہلاتا ہے۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں اس نماز کو صلاۃ الاوابین بھی کہا گیا ہے۔ (یعنی اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز).

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو ضحیٰ کی نماز پڑھتے دیکھا تو کہا بیشک یہ لوگ جانتے ہیں کہ اس وقت کے علاوہ نماز پڑھنا افضل ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اوابین کی نماز کا وقت وہ ہے جس وقت اونٹ کے بچے کے پاؤں گرم ہوں''.

(مسلم' صلاة المسافرين' باب صلاة الاوابين حين ترمض الفصال: ٧٤٨)

مغرب اور عشا کے درمیان پڑھی جانے والی نماز کو جس روایت میں صلاۃ الأوابین کہا گیا ہے وہ روایت مرسل یعنی ضعیف ہے.

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر آدمی پر لازم ہے کہ اپنے (جسم کے) ہر بند (جوڑ) کے بدلے صدقہ خیرات کرے۔ پس سبحان اللّٰہ کہنا صدقہ ہے، الحمد للّٰہ کہنا صدقہ ہے، لا اله الا اللّٰه کہنا صدقہ ہے، الله اكبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور بری بات سے روک دینا بھی صدقہ ہے۔ اور ان سب چیزوں سے ضحیٰ کی دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں'' (مسلم' صلاة المسافرين' باب استحباب صلاة الضحى و ان اقلها ركعتان: ٧٢٠)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! اے آدم کے بیٹے خالص میرے لیے چار رکعتیں اول دن میں پڑھ (یعنی اشراق کی) میں تجھ کو اس دن کی شام تک کفایت کروں گا''.

(ابوداود' التطوع' باب صلاة الضحى' حديث ١٢٨٩ و ترمذى' الصلاة، باب ماجاء فى صلاة الضحى:

٤٧٤) (حافظ ذہبی نے اسے حسن اور قوی الاسناد جبکہ امام ابن حبان نے صحیح کہا).

کفایت کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ تیرے کام سنواروں گا۔ واللہ اعلم (ع ر)

معاذہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا رسول اللہ ﷺ نماز ضحیٰ کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: چار رکعتیں اور جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا آپ (اس سے) زیادہ (بھی) پڑھتے'' (مسلم: ٧١٩)

ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن غسل کیا اور آٹھ رکعات نماز ضحیٰ پڑھیں۔ (بخاری' التهجد' باب صلاة الضحى فى السفر: ١١٧٦' و مسلم: الحيض، باب: تستر المغتسل بثوب: ٣٣٦)

معلوم ہوا کہ چاشت (ضحیٰ) کی رکعتیں دو' چار یا آٹھ ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے میرے پیارے دوست نبی رحمت ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت کی' جب تک میں زندہ رہوں گا ان کو نہیں چھوڑوں گا: ہر (عربی) مہینہ (میں ١٣' ١٤' اور ١٥) کے تین روزے' چاشت کی دو رکعتیں اور سونے سے پہلے وتر پڑھنا۔

(بخارى' التهجد' باب صلاة الضحى فى الحضر' ١١٧٨' ومسلم: ٧٢١)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک کام کو چھوڑ دیتے حالانکہ آپ کو اس کا کرنا پسند ہوتا تھا، آپ اس بات سے ڈرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ اس کام کو کرنے لگ جائیں پھر وہ ان پر فرض ہو جائے''.

(بخارى: أبواب التهجد، باب: تحريض النبى على صلاة الليل: ١٢٨، مسلم: ٧١٨).

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد نماز چاشت کے فرض ہونے کا خوف ختم ہو گیا، جس خوف کی بنا پر رسول اکرم ﷺ کبھی چاشت کی نماز ادا کرتے اور کبھی نہ کرتے، اب یہ نماز ہمارے لیے مستحب ہے.

فجر کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنا اور سورج نکلنے کے بعد دو رکعت پڑھنا:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی پھر سورج نکلنے تک بیٹھا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا (سورج نکلنے کے بعد) دو رکعت نماز پڑھی اس کے لیے حج اور عمرہ کے برابر ثواب ہے'' آپ نے فرمایا: ''پورے حج اور عمرہ کا، پورے حج اور عمرہ کا، پورے حج اور عمرہ کا'' (ترمذی: الجمعة، باب: ذکر ما یستحب من الجلوس فی المسجد بعد صلاة الصبح حتی تطلع الشمس: ٥٨٦).

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز ادا کرتے تو سورج کے طلوع ہونے تک مسجد میں بیٹھتے، جب سورج طلوع ہوتا تو آپ جانے کے لیے کھڑے ہوتے'' (مسلم: ٦٧٠).

❀ ❀ ❀ ❀

نماز تسبیح

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے چچا عباس! کیا میں آپ کو کچھ عطا نہ کروں؟ کیا آپ کو کچھ عنایت نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کوئی تحفہ پیش نہ کروں؟ کیا میں آپ کو (درج ذیل عمل کی وجہ سے) دس اچھی خصلتوں والا نہ بنا دوں؟ کہ جب آپ یہ عمل کریں تو اللہ ذوالجلال آپ کے اگلے پچھلے' پرانے نئے' انجانے میں اور جان بوجھ کر کیے گئے تمام چھوٹے بڑے' پوشیدہ اور ظاہر گناہ معاف فرما دے؟ (وہ یہ) کہ:

آپ چار رکعات نفل اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں سورت فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھیں۔ جب آپ اس قرأت سے فارغ ہو جائیں تو قیام کی حالت میں ہی یہ کلمات پندرہ بار پڑھیں: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ''.

پھر آپ رکوع میں جائیں (تسبیحات رکوع سے فارغ ہو کر) رکوع میں ہی انہی کلمات کو دس بار دہرائیں۔ پھر آپ رکوع سے اٹھ جائیں اور (سمع الله لمن حمده / وغیرہ سے فارغ ہو کر) دس بار یہی کلمات پڑھیں۔ پھر سجدہ میں جائیں (سجدہ کی تسبیحات اور دعائیں پڑھنے کے بعد) یہی کلمات دس بار پڑھیں۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائیں (اور اس جلسہ میں جو دعائیں ہیں وہ پڑھ کے) دس بار انہی کلمات کو دہرائیں اور پھر (دوسرے) سجدے میں چلے جائیں۔ (پہلے سجدے کی طرح) دس بار پھر اس تسبیح کو ادا کریں۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائیں (اور جلسۂ استراحت میں کچھ اور پڑھے بغیر) دس بار اس تسبیح کو دہرائیں۔ ایک رکعت میں کل ۷۵ تسبیحات ہوئیں اسی طرح چاروں رکعات میں یہ عمل دہرائیں۔

اگر آپ طاقت رکھتے ہوں تو نماز تسبیح روزانہ ایک بار پڑھیں' اگر آپ ایسا نہ کر سکتے ہوں تو

ہفتہ میں ایک بار پڑھیں۔ یہ بھی نہ کر سکتے ہوں تو مہینے میں ایک بار پڑھیں۔ یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک بار، اگر آپ سال میں بھی ایک بار ایسا نہ کر سکتے ہوں تو زندگی میں ایک بار ضرور پڑھیں'' (ابوداود' ابواب التطوع' باب صلاة التسبیح' ۱۲۹۷۔ ابن ماجة' اقامة الصلاة' باب ماجاء فی صلاة التسبیح' ۱۳۸۶' امام ابن خزیمة (۱۲۱۶) اور حاکم (۱/ ۳۱۸) نے اسے صحیح کہا)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث کثرت طرق کی بنا پر حسن درجہ کی ہے' شیخ البانی فرماتے ہیں کہ امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اس حدیث کی تقویت کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ حق ہے کیونکہ اس کے بہت سے طرق ہیں۔ علامہ مبارک پوری اور شیخ احمد شاکر نے بھی اسے حسن کہا ہے۔ جبکہ خطیب بغدادی' امام نووی اور ابن صلاح نے اسے صحیح کہا ہے۔

یاد رہے کہ اس حدیث شریف میں نماز تسبیح کو باجماعت ادا کرنے کا ذکر نہیں ہے صرف انفرادی عمل کے طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا جان کو اس کی ترغیب دی ہے لہذا جو مسلمان نماز تسبیح ادا کرنا چاہے اسے چاہیے کہ پہلے نماز تسبیح کا طریقہ سیکھے' پھر اسے تنہائی میں اکیلا پڑھے۔ اور یہ رویہ بھی انتہائی مہلک ہے کہ بندہ فرض نمازوں پر تو توجہ نہ دے مگر نماز تسبیح (باجماعت) ادا کرنے کے لیے ہمہ وقت بے تاب رہے' لہذا فرض نمازوں کے تارک کو پہلے سچی توبہ کرنی چاہیے پھر وہ نماز تسبیح پڑھے تو اسے یقیناً فائدہ ہوگا ان شاء اللہ العزیز (ع' ر)

نوٹ: نماز تسبیح میں تسبیحات' تشہد میں التحیات سے پہلے پڑھیں۔ بخلاف دوسرے ارکان کے۔

نماز تسبیح کے بعد پڑھی جانے والی دعا کی سند سخت ضعیف ہے اس کے راوی عبدالقدوس بن حبیب کو حافظ ہیثمی نے متروک اور عبداللہ بن مبارک نے کذاب کہا ہے.

❀ ❀ ❀ ❀

صلاة التوبه

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے، پھر وضو کرتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے بخشش کا طالب ہوتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے'' (أبو داود: الوتر، باب: فی الاستغفار: ١٥٢١، ترمذی: ٤٠٦، ترمذی نے حسن کہا).

لیلة القدر کے نوافل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ قیام کیا اس کے تمام گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے. (بخاری: الإیمان، باب: قیام لیلة القدر من الإیمان: ٣٥، مسلم: الصلاة المسافرین، باب: الترغیب فی قیام رمضان: ٧٦٠).

پندرھویں شعبان کے نوافل

پندرھویں شعبان کی رات (شب برأت) کے نوافل کے لیے قیام کرنے اور جاگنے کا اہتمام کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں۔ اسی طرح صرف پندرہ شعبان کو روزہ رکھنے والی روایت سخت ضعیف ہے۔

احکام الجنائز

بیمار پرسی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں (۱) (جب ملے تو اسے سلام کہے یا اس کے) سلام کا جواب دے۔ (۲) جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ (۳) جب مر جائے تو اس کا جنازہ پڑھے۔ (۴) جب دعوت دے تو اسے قبول کرے۔ (۵) اگر وہ چھینک پر (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) کہے تو جواب میں ((یَرْحَمُكَ اللّٰہُ)) کہے. (بخاری' الجنائز باب الامر باتباع الجنائز: ۱۲٤۰۔ مسلم' السلام' باب من حق المسلم للمسلم رد السلام: ۲۱٦۲)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان دوسرے مسلمان کی دن کے اول حصے میں (دوپہر سے پہلے) عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے شام تک رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو مسلمان دن کے آخری حصے میں (دوپہر کے بعد) عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے صبح تک رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں نیز اس کے لیے بہشت میں باغ ہے'' (ترمذی' الجنائز' باب ماجاء فی فضل العیادة: ۹٦۹' وابوداود' الجنائز' باب فی فضل العیادة علی وضوء: ۳۰۹۹۔ اسے ابن حبان (۷۱۰) امام حاکم (۱/۳۴۱' ۳۴۲) اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ہے: ''مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کے لیے جاتا ہے تو وہ واپس لوٹنے تک جنت کے میوے چنتا ہے''.

(مسلم' البر والصلة' باب فضل عیادة المریض: ۲٥٦۸)

بیماری سے گناہ دور ہوتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے تکلیف میں مبتلا کر دیتا ہے'' (بخاری' المرضی' باب ماجاء فی کفارة المرض: ٥٦٤٥)

آپ نے فرمایا: ''مسلمان کو رنج، دکھ، فکر اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کانٹا (بھی) لگتا ہے تو وہ تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے''.

(بخاری: ٥٦٤٠، مسلم، البر والصلة، باب ثواب المومن فیما یصبه من مرض أو حزن...: ٢٥٧٢)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں''.

(بخاری، المرضی، باب شدة المرض: ٥٦٤٧ ومسلم: ٢٥٧١)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''بخار (ہو جائے تو اس) کو برا نہ کہو کیونکہ بخار آدمی کے گناہ اس طرح دور کرتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے'' (مسلم: ٢٥٧٥)

نبی رحمت ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ مسافر اور مریض کو ان اعمال کے برابر اجر دیتا ہے جو وہ گھر میں اور تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا''.

(بخاری، الجهاد والسیر، باب یکتب للمسافر مثل ما کان یعمل فی الاقامة: ٢٩٩٦)

بیماری میں صبر کی فضیلت:

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جب میں کسی بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں (آنکھوں) میں آزماتا ہوں (اسے بینائی سے محروم کرتا ہوں) پھر اگر وہ صبر کرے تو اس کے بدلے میں اسے جنت دوں گا'' (بخاری، المرضی، باب فضل من ذهب بصره: ٥٦٥٣)

عطاء روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا میں تجھے جنتی عورت دکھلاؤں۔ میں نے کہا دکھلاؤ تو ابن عباس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ کالی عورت آئی اور عرض کی کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میرا ستر کھل جاتا ہے، آپ میرے لیے اللہ سے دعا کریں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو صبر کرے گی تو تیرے لیے جنت ہے اور اگر چاہے تو دعا کئے دیتا ہوں'' وہ کہنے لگی ''میں صبر کروں گی'' پھر کہا ''میرا ستر کھل جاتا ہے اللہ سے دعا کریں کہ وہ نہ

کھلے۔(تاکہ میں بے پردہ نہ ہوؤں)'' چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

(بخاری' المرضی' باب فضل من یصرع من الریح: ٥٦٥٢۔ مسلم' البروالصلة' باب ثواب المومن فیما یصیبه' من مرض او حزن: ٢٥٧٦٦)

عیادت کی دعائیں:

جب مریض کی عیادت کے لیے جائیں تو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی مندرجہ ذیل دعائیں اس کے حق میں کریں:

پہلی دعا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کے لیے جاتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر سات مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے تو وہ شفایاب ہو جاتا ہے الّا یہ کہ اس کی موت کا وقت ہی آ چکا ہو''.

"أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ".

''میں عظیم و برتر اللہ' عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفا سے نوازے''.

(ابوداود' الجنائز' باب الدعاء للمریض عندالعیادة: ٣١٠٦۔ اسے ابن حبان' امام حاکم (١/٣٤٢' ٤/٤١٦) اور امام نووی نے صحیح کہا)

دوسری دعا:

رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس سے یہ کلمات کہے: "لَا بَأْسَ طُهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ".

''ڈر نہیں (غم نہ کر) اگر اللہ نے چاہا تو (یہی بیماری تجھے گناہوں سے) پاک کرنے والی ہے'' (بخاری: المرضیٰ، باب: عیادة الأعراب: ٥٦٥٦)

تیسری دعا:

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ مریض (کے جسم) پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے:

"اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا".

''اے انسانوں کے رب! بیماری کو دور کر اور شفا دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ایسی شفا (دے) جو کسی بیماری کو نہیں چھوڑتی'' (بخاری: الطب، باب: مسح الراقی الوجع بیدہ الیمنیٰ: ۵۷۵۰، ومسلم: السلام، باب: استحباب رقیة المریض: ۲۱۹۱).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی مسلمان کو تکلیف (مصیبت یا نقصان) پہنچے تو وہ یہ کہے: "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيْبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا".

''ہم سب اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر اور نعم البدل (دونوں) عطا فرما'' تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس سے اچھی چیز عنایت فرما دیتا ہے۔(مسلم، الجنائز، باب مایقال عند المصیبة: ۹۱۸)

چوتھی دعا معوذات کا دم:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ بیمار ہوتے تو اپنے آپ پر معوذات سے (قرآن کی آخری دو سورتیں) دم کرتے اور اپنے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرتے۔ جب آپ بہت بیمار ہوئے تو میں معوذات پڑھ کر رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی حالت میں پھونکتی اور آپ ہی کا ہاتھ آپ پر پھیرتی کیونکہ آپ کے ہاتھ مبارک میں میرے ہاتھ سے زیادہ برکت تھی۔(بخاری، فضائل القرآن، باب فضل المعوذات: ۵۰۱۶، ومسلم، السلام، باب رقیة المریض: ۲۱۹۲)

پانچویں دعا:

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جسم کے درد کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو پھر بسم اللہ کہو اور سات دفعہ یہ کلمات پڑھو: "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ".

''میں اللہ اور اس کی قدرت کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس چیز کی برائی سے جو میں پاتا (محسوس کرتا) ہوں اور اس سے ڈرتا ہوں''.

(عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے اسی طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور کر دی۔

(مسلم، السلام، باب استحباب وضع یدہ علی موضع الالم مع الدعاء: ۲۲۰۲)

چھٹی دعا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو ان الفاظ کے ساتھ دم کیا کرتے تھے:

"أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ".

''میں تم دونوں کو اللہ کے پورے کلمات کے ساتھ (اس کی) پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان اور زہریلے جانور اور ہر نظر بد کی برائی سے''.

پھر فرمایا: ''تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام (بھی) ان کلمات کے ساتھ اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے لیے (اللہ کی) پناہ طلب کیا کرتے تھے (انہیں دم کرتے تھے)''.

(بخاری: کتاب أحادیث الأنبیاء: ۳۳۷۱).

ساتویں دعا:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ بیمار ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں تو جبریل علیہ السلام نے (یہ) پڑھ کر (آپ پر دم کیا):

"بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ

يَشْفِيْكَ بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ".

''اللہ تعالیٰ کا نام لے کر میں آپ پر دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دے' ہر نفس اور ہر حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے' اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے۔ میں اللہ کا نام لے کر آپ پر دم کرتا ہوں'' (مسلم' السلام' باب الطب و المرض و الرقی: ٢١٨٦)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ (۱) اپنے آپ پر خود دم کرنا (۲) جو دم کروانے آئے اسے دم سکھانا کہ وہ خود ہی اپنے آپ پر دم کرے۔ (۳) مریض کے مطالبے کے بغیر اسے دم کرنا (۴) یا مریض کا کسی سے دم کروانا سب جائز ہے' لیکن افسوس کہ مسلمان صرف آخری جائز (دم کروانا) پر ہی عمل کرتے ہیں اپنے آپ کو دم کرنے کی سنت تقریباً مفقود ہو چکی ہے کیونکہ اس میں ایک آدھ دعا یاد کرنی پڑتی ہے۔ یاد رکھئے' براہ راست اللہ تعالیٰ سے مانگنا انتہائی سعادت کی بات ہے' یہ عین عبادت ہے اور مریض کی دعا تو ویسے بھی بہت قبول ہوتی ہے لہذا اسے چاہیے کہ نہ صرف خود دم کرے بلکہ استغفار کو معمول بنائے اس سے تکلیف سے جلد نجات ملے گی یا درجات بڑھیں گے نیز خوب دعائیں کرے اللہ قبول کرے گا ان شاء اللہ۔ (ع' ر)

❀ ❀ ❀ ❀

تجہیز و تکفین

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ گزرا آپ نے فرمایا: ''راحت پانے والا ہے یا اس سے اوروں نے راحت پائی'' مومن بندہ دنیا کے رنج ومصیبت سے راحت پاتا ہے اور اس ایذاء سے اللہ کی رحمت کی طرف آرام پاتا ہے اور فاجر بندہ سے انسان، شہر، درخت اور جانور راحت پاتے ہیں'' (بخاری: الرقاق، باب: سکرات الموت: ٦٥١٢، مسلم: ٩٥٠).

عالم نزع میں تلقین:

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان لوگوں کو جو مرنے کے قریب ہوں (لا الـه الا الـله) کی تلقین کرو'' (مسلم' الجنائز' باب تلقین الموتی (لا اله الا الله) حدیث ٩١٦' ٩١٧).

یعنی ان کے قریب (لا الـه الا الله) پڑھو تا کہ اسے سن کر وہ بھی پڑھیں لیکن افسوس کہ جہلا زندہ' قریب المرگ کو تو اس کی تلقین نہیں کرتے البتہ موت کے بعد چارپائی کو کندھا دیتے وقت کہتے جاتے ہیں ''کلمہ شہادت' حالانکہ خیر القرون کے مسلمانوں میں سے کسی نے بھی یہ کام نہیں کیا پھر یہ آج ہمارے دین کا حصہ کیسے بن سکتا ہے؟ (ع' ر)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جس کا آخر کلام (لا الـه الا الله) ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا''

(ابوداود' الجنائز' باب فی التلقین: ٣١١٦۔ اسے (حاکم ١/٣٥١' ٥٠٠) اور ذہبی نے صحیح کہا).

کیونکہ اس نے آثار موت دیکھ کر نہیں بلکہ اللہ سے ڈر کر (لا اله الا الله) پڑھا لیکن چند ہی لمحوں بعد اللہ کی قضا آ گئی اور (لا اله الا الله) اس کی زندگی کا آخری کلام بن گیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے آمین۔ (ع' ر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم بیمار یا میت کے پاس جاؤ تو بھلائی کی بات کہو کیونکہ اس وقت تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں'' (مسلم ' الجنائز' باب ما یقال عند المریض و المیت: ٩١٩)

اللہ تعالیٰ کے بارے میں نیک گمان رکھنا واجب ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں اس حال میں موت آنی چاہیے کہ تم اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھتے ہو'' (مسلم: الجنة، باب: الأمر بحسن الظن بالله تعالىٰ عند الموت: ٢٨٧٧).

مکہ یا مدینہ میں مرنے کی تمنا کرنا:

حفصہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا:

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِی سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ" ''اے اللہ! مجھے شہادت کی موت دے اور مجھے مدینہ رسول میں موت دے'' (بخاری: أبواب فضائل المدينة: ٨٩٠).

موت کی آرزو کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موت کی آرزو نہ کرو۔ اگر تم نیک ہو تو شاید زیادہ نیکی کر سکو گے اور اگر بدکار ہو تو شاید توبہ کر کے اللہ کو راضی کر سکو گے'' (بخاری' التمنی' باب مایکره من التمنی: ٧٢٣٥)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: نہ موت کی آرزو کرو نہ موت کی دعا کرو' کیونکہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کی (نیکی کرنے کی) امید ختم ہو جاتی ہے اور مومن کی لمبی عمر سے اس کی نیکیاں بڑھتی ہیں'' (مسلم' الذكر و الدعاء باب كراهية تمنى الموت: ٢٦٨٢)

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا: ''دنیا میں اس طرح رہ گویا کہ تو مسافر بلکہ راہی ہے'' چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے' جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کر۔ جب صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کر۔ تندرستی کو بیماری اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جان۔

(بخاری' الرقاق' باب قول النبی ﷺ كن فی الدنيا كانك غريب: ٦٤١٦)

خودکشی سخت گناہ ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارتا ہے وہ جہنم میں اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو شخص نیزہ چبھو کر اپنی جان دیتا ہے وہ جہنم میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا

اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہے گا'' (بخاری' الجنائز' باب ماجاء فی قاتل النفس: ١٣٦٥، مسلم: ١٠٩)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے اپنی جان خود لی اس لئے میں نے اس پر جنت حرام کردی''.

(بخاری: ٣٤٦٣، مسلم: الإیمان، باب: غلظ تحریم قتل الإنسان نفسه: ١١٣).

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جس نے خودکشی کی تھی''. [مسلم: الجنائز، باب: ترك الصلاة على القاتل نفسه: ٩٧٨].

لہذا معزز اہل علم اس کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں تا کہ باقی لوگوں کو عبرت حاصل ہو (ع،ر).

میت کو بوسہ دینا:

جس کا کوئی قریبی دوست' عزیز فوت ہو جائے تو اس کو میت کا فرط محبت سے بوسہ لینا جائز ہے کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر آپ کا بوسہ لیا تھا۔

(بخاری: الجنائز، باب: الدخول على الميت بعد الموت إذا أدرج فی كفنه: ١٢٤١).

میت پر چادر ڈالنا:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو ایک دھاری دار یمنی چادر سے آپ کو ڈھانپ دیا تھا'' (بخاری: الجنائز، باب: الدخول على الميت بعد الموت: ١٢٤١).

فوت ہونے والے کے دوستوں اور رشتے داروں کو اس کے مرنے کی اطلاع دینا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے مرنے کی اس دن خبر دی جس دن وہ فوت ہوا'' (بخاری: ١٢٤٥).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے غزوہ موتہ میں پہلے زید پھر جعفر اور پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی شہادت کی اطلاع دی اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے'' (بخاری: الجنائز، باب: الرجل ينعى إلى أهل الميت: ١٢٤٦).

میت کی آنکھیں بند کرنا:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو آئے اور ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں، پھر آپ نے ان کو بند کیا اور فرمایا: کہ جب جان نکلتی ہے تو آنکھیں اس کے پیچھے لگی رہتی ہیں'' (مسلم: الجنائز، باب: فی أغماض المیت: ۹۲۰).

میت کو جلد دفن کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میت کو جلد دفن کرو۔ اگر وہ نیک ہے تو جس طرف تم اسے بھیج رہے ہو وہ اس کے لیے فائدہ مند ہے اور اگر وہ برا ہے تو اس کو اپنی گردنوں سے اتار دو گے''

(بخاری' الجنائز' باب السرعة بالجنازة: ۱۳۱۵۔ مسلم' الجنائز' باب الاسراع بالجنازة: ۹٤٤)

میت کا غسل:

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا' ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب کو نہلا رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''اس کو ۳' ۵ یا ۷ بار پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری بار (پانی میں) کچھ کافور بھی ملا لو۔ اور غسل سے فراغت پر مجھے اطلاع کر دینا غسل دائیں طرف اعضائے وضو سے شروع کرو'' (ام عطیہ کہتی ہیں) ہم نے (غسل کے بعد) اس کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھیں اور ان کو پیچھے ڈال دیا۔ (بخاری' الجنائز' باب یجعل الکافور فی الاخر: ۱۲۵۸، مسلم' الجنائز' باب فی غسل المیت: ۹۳۹).

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو عورتیں ہی غسل دیں گی۔

میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ''اگر تم مجھ سے پہلے مر گئیں تو میں تمہیں غسل دوں گا، کفن پہناؤں گا اور تم پر نماز جنازہ پڑھوں گا اور تمہیں دفن کروں گا''. (ابن ماجة' الجنائز' باب ماجاء فی غسل الرجل امراته و غسل المراة زوجها: ۱٤٦٥)

یاد رہے کہ غسل میت کا طریقہ بھی تقریباً غسل جنابت والا ہے البتہ غسل کے دوران اکرام میت کا بہت خیال رکھنا چاہیے، تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) وفات کے فوراً بعد میت کا منہ اور آنکھیں بند کی جائیں' بازو' ٹانگیں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں بھی سیدھی کر دی جائیں نیز قمیص اور بنیان وغیرہ اتار کر چادر سے میت کا بدن ڈھانپ دیا جائے۔ میت کے بازو' گلے' یا پنڈلی میں کوئی تعویذ دھاگہ یا کڑا وغیرہ ہو تو اسے اتار دیں۔

(۲) پانی اور بیری کے پتے ابال لیے جائیں پھر نیم گرم پانی استعمال کیا جائے لکڑی کا ایک تختہ ایسی جگہ رکھا جائے جہاں پانی کا نکاس، اور گندگی کو ٹھکانے لگانا آسان ہو' میت کو اس تختے پر لٹایا جائے۔ ناف سے گھٹنوں تک کی جگہ کپڑے سے ڈھانپ دی جائے اور دوران غسل' سوائے مجبوری کے میت کی شرمگاہ پر نظر پڑے اور نہ ہی کپڑے کے بغیر اسے ہاتھ لگے۔

(۳) اگر جسم زخمی ہو اور اس پر پٹیاں بندھی ہوئی ہوں تو احتیاط سے پٹیاں کھول کر روئی اور نیم گرم پانی سے آہستہ آہستہ زخم دھوئے جائیں۔ ہر کام کی ابتدا دائیں طرف سے کریں سوائے اس کے کہ صرف بائیں جانب توجہ کی مستحق ہو۔

(۴) ناف کی طرف ہاتھ سے میت کا پیٹ دو یا تین دفعہ دبایا جائے (تاکہ اندر کی گندگی امکانی حد تک خارج ہو جائے) پھر بائیں ہاتھ پر کپڑے کا دستانہ وغیرہ (جو کفن کے ساتھ بنایا جاتا ہے) پہن کر پہلے مٹی کے تین ڈھیلوں اور پھر پانی سے اس کا استنجا کریں۔ اگر زیر ناف بالوں کی صفائی باقی ہو تو کر لی جائے۔

(۵) ناک' دانت' منہ کا خلال اور کانوں میں اچھی طرح گیلی روئی پھیر کر ان کی الگ سے صفائی کر لی جائے تاکہ بعد میں وضو کے دوران تین دفعہ سے زیادہ نہ دھونا پڑے۔

(۶) بسم اللہ پڑھ کر میت کو مسنون وضو کرایا جائے (سر کا مسح اور پاؤں رہنے دیں) تین دفعہ اچھی طرح سر دھوئیں۔

(۷) حسب ضرورت صابن استعمال کرتے ہوئے پورے جسم کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ اچھی طرح دھوئیں۔ آخری دفعہ نہلاتے وقت پانی میں کچھ کافور ملا لیں۔ سب سے آخر میں پاؤں دھوئیں۔ (محمد عبدالجبار' عفی اللہ عنہ)

میت کا کفن

مرد کو تین کپڑوں میں کفن دینا مسنون ہے:

رسول اللہ ﷺ کو تین (سفید) کپڑوں میں کفن دیا گیا اس میں کرتہ تھا نہ عمامہ۔

(بخاری: الجنائز، باب: الثیاب البیض للکفن: ١٢٦٤، مسلم: ٩٤١).

عورت کے کفن میں پانچ کپڑے استعمال ہوتے ہیں حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورت کے کفن کا پانچواں کپڑا وہ ہے جو قمیص کے نیچے رہتا ہے، اس سے عورت کا ستر اور رانیں باندھی جاتی ہیں (بخاری: الجنائز، باب: کیف الاشعار للمیت).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ احرام کی حالت میں ایک شخص کی گردن اس کے اونٹ نے توڑ ڈالی تو آپ نے فرمایا کہ ''اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں اسے کفن دو'' (بخاری: ١٢٦٥، مسلم: ١٢٠٦).

اور یہ دو کپڑے وہ ہیں جن میں اس نے احرام باندھا ہوا تھا.

(النسائی: الجنائز، باب: کیف یکفن المحرم إذا مات: ١٩٠٤).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے احد کے شہدا کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو خون آلود (کپڑوں سمیت) دفن کیا جائے اور نہ وہ غسل دیئے گئے اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی'' (بخاری: الجنائز، باب: الصلاة علی الشهید: ١٣٤٣).

مرنے سے پہلے اپنا کفن تیار کرنا جائز ہے:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بنی ہوئی حاشیہ دار چادر تحفہ میں لائی. آپ کو اس وقت چادر کی ضرورت تھی آپ نے لے لی اور اس کا تہہ بند بنایا، ایک صحابی (عبدالرحمٰن بن عوف) کہنے لگے کیا عمدہ چادر ہے آپ مجھ کو دے دیجئے. آپ نے

چادر انہیں دے دی، لوگوں نے کہا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا آپ کو خود ضرورت تھی، عبدالرحمٰن کہنے لگے: اللہ کی قسم میں نے پہننے کے لیے نہیں مانگی بلکہ میں اس کو اپنا کفن بناؤں گا، پھر وہ چادر ان کا کفن بنی'' (بخاری: الجنائز، باب: من استعد الکفن فی زمن النبی: ۱۲۷۷).

میت کا سوگ:

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ تین دن بعد انہوں نے خوشبو منگوائی اور اس کو ملا۔ پھر کہا مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے، سوائے شوہر کے جس کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔

(بخاری: الجنائز، باب: حد المرأة علی غیر زوجها: ۱۲۸۲، مسلم: ۱۴۸۷).

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا لڑکا فوت ہو گیا۔ تیسرے دن انہوں نے زردی منگوا کر بدن پر ملی اور کہا: ''ہمارے لیے شوہر کے علاوہ کسی اور (کی وفات) پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا ممنوع ہے''.

(بخاری: ۱۲۷۹).

میت پر رونا:

اگر میت کو دیکھ کر رونا آئے اور آنسو جاری ہوں تو منع نہیں، اس لیے کہ یہ بے اختیار رونا ہے جو جائز ہے۔ نبی رحمت ﷺ سعد بن عبادہ کی بیہوشی پر روئے صحابہ بھی آپ کو دیکھ کر روئے پس آپ نے فرمایا سنو: ''اللہ تعالیٰ آنکھ کے رونے اور دل کے پریشان ہونے کی وجہ سے عذاب نہیں کرتا بلکہ زبان (کے چلانے اور واویلا کرنے) سے عذاب کرتا ہے''.

(بخاری' الجنائز' باب البکاء عند المریض: ۱۳۰۴ ومسلم' الجنائز' باب البکاء علی المیت: ۹۲۴)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا' (اللہ کے ہاں) وہ صبر معتبر ہے جو صدمہ کے شروع میں ہو۔

(بخاری' الجنائز' باب الصبر عند الصدمة الاولی: ۱۳۰۲ ومسلم' الجنائز' باب فی الصبر علی المصیبة عند الصدمة الاولی: ۹۲۶)

یعنی واویلا اور بین کرنے کے بعد صبر کرنا' صبر نہیں ہے۔ اصل صبر یہ ہے کہ مصیبت کے وقت تسلیم ورضا کا مظاہرہ کیا جائے اور اظہار غم کے فطری طریقے کے علاوہ اور کچھ نہ کیا جائے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے جو رخسار پیٹے' گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی پکار پکارے'' (یعنی نوحہ اور واویلا کرے)

(بخاری' الجنائز' باب لیس منا من شق الجیوب: ١٢٩٤، ومسلم' الایمان باب تحریم ضرب الخدود وشق الجیوب: ١٠٣)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''میں بیزار ہوں اس سے جو (موت کی مصیبت میں) سر کے بال نوچے اور چلا کر روئے اور اپنے کپڑے پھاڑے'' (بخاری: الجنائز' باب: ما ینهی من الحلق عند المصیبة: ١٢٩٦، مسلم: الایمان، باب: تحریم ضرب الخدود و شق الجیوب: ١٠٤).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میرے (اس) مومن بندے کے لیے بہشت ہے جس کے پیارے کو میں اہل دنیا سے قبض کرتا ہوں اور وہ (اس کی موت پر) صبر کرتا ہے۔ (بخاری' الرقاق باب العمل الذی یبتغی به وجه الله' حدیث ٦٤٢٤)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاہلیت کے چار کام ایسے ہیں جنہیں میری امت کے لوگ بھی کریں گے۔ (١) (اپنے) حسب پر فخر کرنا۔ (٢) (دوسرے کے) نسب پر طعن کرنا۔ (٣) ستاروں کے ذریعے پانی طلب کرنا۔ (٤) نوحہ کرنا' (اور یہ بھی فرمایا) ''اگر نوحہ کرنے والی عورت مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس پر گندھک کا کرتا اور خارش کی اوڑھنی ہوگی'' (مسلم' الجنائز' باب: التشدید فی النیاحة: ٩٣٤)

اہل جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ ستاروں کی نقل وحرکت اور طلوع وغروب کا بارش اور دیگر زمینی واقعات وحوادث کے ساتھ گہرا تعلق ہے آج کل علم نجوم بھی انہی شرکیہ خرافات سے عبارت ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے آمین، [ع، ر]

رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم جب حالت نزع میں تھے تو آپ نے اسے اٹھایا اور فرمایا: ''آنکھ آنسو بہا رہی ہے اور دل غمگین ہے مگر اس کے باوجود ہم کچھ نہیں کہیں گے سوائے اس

(بات) کے جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ اور اللہ کی قسم اے ابراہیم! ہم تیری جدائی کے سبب غمگین ہیں'' (بخاری: الجنائز، باب: قول النبی ﷺ: ''انا بك لمحزونون'': ۱۳۰۳، مسلم: الفضائل، باب: رحمته ﷺ الصبیان والعیال: ۲۳۱۵).

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ محبوب کی محبت میں آ کر اپنے فیصلے نہیں بدلتا بلکہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ وہ کسی کی طاقت سے مرعوب ہوتا ہے نہ کسی کی محبت سے مغلوب۔ غفور رحیم ہے تو ہر ایک کے لیے اور اگر بے نیاز ہے تو سب کے لیے۔ (ع ر)

رسول اللہ ﷺ کا نواسہ فوت ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ وہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کی ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے رحمت کرنے والوں پر ہی رحمت کرتا ہے'' (بخاری' الجنائز' باب قول النبی ﷺ یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه: ۱۲۸٤، مسلم' الجنائز' باب البکاء علی المیت: ۹۲۳)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ اللہ کی رضامندی کی خاطر صبر کرے تو وہ جہنم کی آگ سے آڑ بنیں گے ایک عورت نے پوچھا اگر دو بچے مر جائیں تو؟ آپ نے فرمایا: ''دو بچے بھی'' ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ اس سے مراد وہ بچے ہیں جو ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں۔ (بخاری' العلم باب هل یجعل للنساء یوم علی حدة فی العلم: ۱۰۱، مسلم' البر والصلة' باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه: ۲٦۳۳، ۲٦۳٤).

ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے ماں باپ سے ملیں گے پھر ان کا کپڑا یا ہاتھ پکڑیں گے اور ان کو نہ چھوڑیں گے یہاں تک کہ اللہ ان کو اور ان کے باپوں کو جنت میں داخل کر دے گا۔

(مسلم: کتاب البر والصلة: ۲٦۳۵).

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں پر (اپنی) رحمت اور فضل کے سبب اس شخص کو

(یعنی ان کے والد کو) جنت میں داخل کرے گا۔

(بخاری' الجنائز' باب فضل من مات له ولد فاحتسب: ١٢٤٨)، بشرطیکہ والد کا عقیدہ درست ہو۔ (ع'ر)

اچانک موت:

عبید بن خالد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچانک موت (کافر کے لیے) اللہ تعالیٰ کی غضب کی پکڑ ہے'' (أبو داود: الجنائز، باب: موت الفجاد: ٣١١٠، مسند أحمد: ٤/٢١٩).

موت کے وقت پیشانی پر پسینہ:

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''موت کے وقت مومن کی پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے'' (ترمذی: الجنائز، باب: ما جاء أن المومن یموت بعرقِ الجبین: ٩٨٢، ترمذی نے حسن کہا).

جس گھر میں وفات ہو ان کے ہاں کھانا پکا کر بھجوانا:

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو ان لوگوں پر ایسی مصیبت آئی ہے جس میں وہ کھانا نہیں پکا سکیں گے'' (أبو داود: الجنائز، باب: صفة الطعام لأهل المیت: ٣١٣٢، ابن ماجه: ١٦١٠).

کتنی بری اور نا مناسب بات ہے کہ بعض اہل میت دوسروں کے لیے کھانے کا انتظام کرتے ہیں.

تعزیت کے مسنون الفاظ:

"إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ".

''یقیناً اللہ کا (مال) ہے جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا ہے اس کے ہاں ہر چیز (کے فنا ہونے) کا وقت مقرر ہے (لہذا) صبر کر کے اس کا اجر و ثواب حاصل کرو'.

(بخاری: ١٢٨٤، مسلم: ٩٢٣).

نماز جنازہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے جو کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جاتا' اس کے ساتھ رہتا' اس کا جنازہ پڑھتا اور اس کو دفن کر کے فارغ ہوتا ہے تو اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے۔ ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جو (صرف) جنازہ پڑھ کر واپس آ جاتا ہے تو اس کے لیے ایک قیراط ہے'' (بخاری' الایمان' باب اتباع الجنائز من الایمان: ٤٧، مسلم' الجنائز' باب فضل الصلاة علی الجنازة و اتباعها: ٩٤٥)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے جنازہ میں ایسے چالیس آدمی شامل ہوں جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس (میت کے حق) میں ان کی سفارش قبول کرتا ہے'' (مسلم' الجنائز' باب من صلی علیه أربعون شفعوا فیه: ٩٤٨)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار مسلمان جس مسلمان کی تعریف کریں اور اچھی شہادت دیں' اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا'' ہم نے عرض کیا ''اور تین؟'' آپ نے فرمایا: ''تین بھی'' ہم نے عرض کیا ''اور دو؟'' آپ نے فرمایا: ''دو بھی۔ پھر ہم نے ایک کے بارے میں نہیں پوچھا'' (بخاری' الجنائز' باب ثناء الناس علی المیت: ١٣٦٨).

یہاں ان مسلمانوں کی گواہی مراد ہے جن کا عقیدہ و عمل اور اخلاق و کردار کتاب و سنت کے مطابق ہو۔ واللہ اعلم۔ (ع'ر)

نماز جنازہ پڑھنے کے لیے میت کی چارپائی اس طرح رکھیں کہ میت کا سر شمال کی سمت اور پاؤں جنوب کی جانب ہوں' پھر باوضو ہو کر صفیں باندھیں.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کا جنازہ پڑھایا تو وہ (اس کے) سر کے سامنے کھڑے ہوئے پھر ایک عورت کا جنازہ لایا گیا تو وہ اس کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ

ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔(ترمذی الجنائز باب ماجاء این یقوم الامام من الرجل والمراۃ: ۱۰۳٤، أبو داود: الجنائز، باب: أین یقوم الإمام من المیت إذا صلی علیه: ۳۱۹٤' ترمذی نے اسے حسن کہا)۔

پھر دل میں نیت کر کے دونوں ہاتھ کندھوں یا کانوں تک اٹھائیں اور پہلی تکبیر کہہ کر سورت فاتحہ پڑھیں۔

جنازہ میں سورت فاتحہ:

ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے تکبیر کہی جائے' پھر فاتحہ پڑھی جائے' پھر نبی رحمت ﷺ پر درود اور میت کے لیے دعا (کی جائے) اس کے بعد سلام (پھیرا جائے) (مصنف عبدالرزاق' باب القرأة والدعاء فی الصلاة علی المیت: ٦٤٢٨' (۳/٤۸۹ و ٤۹۰، حافظ ابن حجر نے اسے صحیح کہا)

طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے سورت فاتحہ پڑھی' اور فرمایا: میں نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے'' (بخاری' الجنائز' باب قراءة فاتحة الکتاب: ۱۳۳۵)۔

اس سے جہری قرات بھی ثابت ہوئی' تعجب ہے جو لوگ اٹھتے بیٹھتے ''فاتحہ'' کے نام لیتے ہیں وہ نماز جنازہ میں اسے پڑھتے ہی نہیں۔(ع'ر)

طلحہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھا انہوں نے سورۂ فاتحہ اور ایک اور سورۃ پڑھی اور بلند آواز سے قراءت کی حتی کہ ہم نے سنا. جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ''یہ سنت اور حق ہے'' (نسائی: الجنائز، باب: الدعاء: ۱۹۸۷، ٤/۷٤ - ۷۵، ابن ترکمانی نے صحیح کہا)۔

نماز جنازہ کا سراً پڑھنا سنت ہے:

ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ سراً پڑھے پھر تین تکبیرات کہے اور آخری تکبیر کے ساتھ سلام پھیرا جائے۔

(نسائی(' ٤/٧٥: ١٩٨٩) حافظ ابن حجر نے اسے صحیح کہا)

بلند آواز سے بھی جنازہ پڑھایا جا سکتا ہے' چنانچہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں ایک دعا پڑھی جو میں نے یاد کر لی اور میں نے تمنا کی کاش کہ یہ میرا جنازہ ہوتا۔(مسلم' الجنائز باب الدعاء للمیت فی الصلوٰۃ: ٩٦٣)

جنازہ کی تکبیرات:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے جنازہ میں چار تکبیرات کہیں۔(بخاری' الجنائز' باب التکبیر علی الجنازۃ اربعًا' حدیث ١٣٣٣۔ مسلم' الجنائز' باب فی التکبیر علی الجنازۃ' حدیث ٩٥١)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نماز جنازہ پر چار تکبیرات کہتے۔ایک جنازہ پر انہوں نے پانچ تکبیرات کہیں اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بھی کرتے تھے (مسلم' الجنائز باب الصلاۃ علی قبر ٩٥٧)

معلوم ہوا تکبیر اولیٰ کے بعد سورت فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔سورت فاتحہ اور دوسری سورت پڑھ کر امام کو دوسری تکبیر کہنی چاہیے۔اور پھر نماز والا درود شریف پڑھیں۔اس کے بعد تیسری تکبیر کہہ کر ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھیں:

پہلی دعا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر یہ دعا پڑھی:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَصَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَأُنْثَانَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا اَللّٰھُمَّ مَنْ أَحْیَیْتَہُ مِنَّا فَأَحْیِہِ عَلَی الإِیْمَانِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہُ مِنَّا فَتَوَفَّہُ عَلَی الإِسْلَامِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَہُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَہُ".

''اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردے کو' چھوٹے اور بڑے کو' مرد اور عورت کو' حاضر اور غائب کو بخش دے۔اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اسے ایمان پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو

تو فوت کرے اسے اسلام پر فوت کر۔اے اللہ! ہمیں اس (میت) کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر!'' (ابوداود' الجنائز' باب الدعاء للمیت' حدیث ۳۲۰۱' اسے امام ابن حبان نے صحیح کہا)

دوسری دعاء:

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ میں یہ دعا پڑھی:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَابْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلاً خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ وَزَوْجاً خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَادْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ".

''اے اللہ! اسے معاف فرما' اس پر رحم فرما' اسے عافیت میں رکھ' اس سے درگزر فرما' اس کی بہترین مہمانی فرما' اس کی قبر فراخ فرما' اس کے (گناہ) پانی' اولوں اور برف سے دھو ڈال' اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتا ہے۔اسے اس کے (دنیا والے) گھر سے بہتر گھر' (دنیا کے) لوگوں سے بہتر لوگ اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما' اسے بہشت میں داخل فرما، عذاب قبر اور عذاب جہنم سے بچا''.

(مسلم' الجنائز' باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ: ۹۶۳)

تیسری دعا:

"اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ أَمَتِكَ إِحْتَاجَ إِلٰى رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهِ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي حَسَنَاتِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ".

''اے اللہ! تیرا یہ بندہ، تیری بندی کا بیٹا، تیری رحمت کا محتاج ہے، تو اسے عذاب نہ دے تو تجھے کیا پروا۔اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکیوں میں اضافہ فرما اور اگر گنہگار تھا تو اسے معاف فرما''.

(حاکم (۱/۳۵۹) حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

جنازہ کے مسائل:

۱- نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ نہ رکھا جائے''.

(بخاری' الجنائز' باب من تبع جنازة فلا یقعد حتی توضع: ۱۳۱۰، مسلم: ۹۵۹).

۲- جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لاؤ تا کہ میں بھی نماز جنازہ میں شریک ہو جاؤں لوگوں نے تامل کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے سہیل رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی۔

(مسلم' الجنائز' باب الصلاة علی الجنازة فی المسجد' حدیث ۹۷۳)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ بھی مسجد میں پڑھی گئی نیز فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ صہیب رضی اللہ عنہ نے مسجد میں پڑھائی۔(بیهقی ٤/٥٢)

۳- جس جنازے کے ساتھ خلاف شرع کام ہوں اس کے ساتھ جانا منع ہے.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے اس جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا جس کے ساتھ نوحہ اور ماتم کرنے والی عورتیں ہوں''.

(ابن ماجه: الجنائز، باب: فی النهی عن النیاحة: ۱۵۸۳).

۴- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار جنازے کے پیچھے رہے اور پیدل چلنے والے جنازے کے قریب رہتے ہوئے آگے، پیچھے دائیں اور بائیں چل سکتے ہیں'' (أبو داود: الجنائز، باب: المشی أمام الجنازة: ۳۱۸۰. ترمذی نے حسن صحیح کہا).

غائبانہ نماز جنازہ

جس دن نجاشی فوت ہوا۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کے ساتھ نکلے' صف بندی کی اور چار تکبیرات کے ساتھ (نماز جنازہ) ادا کی۔

(بخاری' الجنائز' باب الرجل ینعی الی اهل المیت بنفسه: ١٢٥٤ ومسلم: ٩٥١).

اورفرمایا کہ ''اپنے بھائی کی نماز جنازہ ادا کرو کیونکہ ارض غیر میں فوت ہوا.

[ابن ماجه: الجنائز، باب: ما جاء فی الصلاة علی النجاشی: ١٥٣٧].

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ایک دن باہر نکلے اور احد کے شہداء کے لیے اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر نماز پڑھتے ہیں'' (بخاری: ١٣٤٣، مسلم: الفضائل: ٢٢٩٦).

اس سے معلوم ہوا کہ میت کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے امام شافعی اور احمد بن حنبل کا یہی مسلک ہے.

مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ میں غائبانہ نماز جنازہ کے معمول نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ خلفائے راشدین کی غائبانہ نماز جنازہ پوری اسلامی مملکت میں ادا کی جاتی۔ مگر ایسا کسی سے بھی منقول نہیں ہے۔ ابن قیم' ابن تیمیہ' علامہ ناصر الدین البانی رحمہم اللہ اور محققین کی ایک جماعت غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنے کی قائل نہیں ہے۔

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: ''اگر غائب پر نماز جنازہ جائز ہوتی تو نبی رحمت ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کرتے اسی طرح شرق وغرب میں رہنے والے مسلمان' خلفائے راشدین کی بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے' مگر ایسا کسی سے بھی منقول نہیں ہے۔''

ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ فوت ہوئے جو نبی رحمت ﷺ سے غائب تھے مگر آپ نے ان میں سے کسی کی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہیں کی''.

قبر پر نماز جنازہ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیاہ رنگ کی ایک خاتون مسجد (نبوی) میں جھاڑو پھیرا کرتی تھی۔ وہ مرگئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی موت کا علم نہ ہوا، ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے بتایا کہ وہ فوت ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟ مجھے اس کی قبر بتاؤ'' صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ کو اس کی قبر بتائی۔ پھر آپ نے قبر پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: ''یہ قبریں تاریکی اور ظلمت سے بھری ہوتی ہیں۔ میری نماز کے سبب اللہ تعالیٰ ان کو روشن کر دیتا ہے''.

(بخاری' الجنائز' باب الصلاة علی القبر بعد ما یدفن: ۱۳۳۷۔ مسلم' الجنائز' باب الصلاة علی القبر: ۹۵٦)

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کی صفائی کرنے کی بڑی فضیلت ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کی غیبی خبریں عطا نہیں کی تھیں۔ (ع' ر)

تدفین و زیارت

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین اوقات میں نماز پڑھنے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا:

(الف) طلوع آفتاب کے وقت حتیٰ کہ بلند ہو جائے۔

(ب) جب سورج دوپہر کے وقت عین سر پر ہو حتیٰ کہ ڈھل جائے۔

(ج) غروب آفتاب کے وقت حتیٰ کہ غروب ہو جائے۔

(مسلم' صلاة المسافرین' باب الاوقات التی نهی عن الصلاة فیها: ۸۳۱)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نماز جنازہ، نماز فجر اور نماز عصر کے بعد ادا کی جاسکتی ہے۔

(موطا مالك' الجنائز' باب الصلاة على الجنائز بعد الصبح الى الاسفار: ۱/۲۲۹)

جنگ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ ''قبر گہری کھودو اور اسے ہموار اور صاف رکھو''. (ترمذی' الجهاد' باب ماجاء فی دفن الشهداء :۱۷۱۳۔ ابوداود' الجنائز' باب فی تعمیق القبر: ۳۲۱۵۔ امام ترمذی نے اسے صحیح کہا).

عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے حارث کا نماز جنازہ پڑھایا پھر میت کو پاؤں کی طرف سے قبر میں داخل کیا اور فرمایا کہ یہ سنت ہے.

(ابوداود' الجنائز' باب فی المیت یدخل من قبل رجلیه: ۳۲۱۱۔ بیہقی نے اسے صحیح کہا).

میت کو قبر میں رکھتے وقت کی دعا:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ جب میت کو قبر میں رکھتے تو کہتے:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ".

''اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے مذہب اور طریقے پر (اسے دفن کرتے ہیں)''.

(أبو داود: الجنائز، باب: فی الدعاء للمیت إذا وضع فی قبر: ۳۲۱۳۔ اسے امام حاکم اور امام ذہبی نے صحیح کہا).

افسوس کہ یہ سنت بھی مٹتی چلی جارہی ہے کیونکہ لوگوں نے اس کا متبادل ڈھونڈھ رکھا ہے یعنی وہی نعرہ کلمہ شہادت:"أشهد أن لا إله إلا اللّٰه" (ع'ر)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرے لیے لحد بنانا اور اس پر کچی اینٹیں لگانا جیسے رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا گیا تھا. (مسلم' الجنائز' باب فی اللحد' و نصب اللبن علی المیت: ۹٦٦).

آپ ﷺ کی قبر اونٹ کی کوہان جیسی تھی۔

(بخاری 'الجنائز' باب ما جاء فی قبر النبی ﷺ و ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما: ۱۳۹۰).

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہو

جاتے تو قبر پر کھڑے ہوئے فرماتے: ''اپنے بھائی کے لیے بخشش اور ثابت قدمی کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوال و جواب ہو رہے ہیں''.

(أبو داود' الجنائز' باب الاستغفار عند القبر للميت: ٣٢٢١۔ حاکم (١/٣٧٠) اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا).

قبر پر بطور علامت پتھر نصب کرنا:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر علامت کے طور پر ایک پتھر نصب فرمایا''. (ابن ماجه: الجنائز، باب: ما جاء فی العلامة فی القبر: ١٥٦١).

قبر پر مٹی ڈالنا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز پڑھی پھر قبر کے پاس آئے اور سر کی طرف سے تین لپ مٹی ڈالی'' (ابن ماجه: الجنائز: ١٥٦٥).

قبروں کو پختہ بنانے کی ممانعت:

قبروں کو اونچا کرنا' پختہ بنانا' ان پر گنبد اور قبے بنانا حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پختہ قبریں اور ان پر عمارت (گنبد وغیرہ) بنانے سے منع کیا آپ نے قبر پر بیٹھنے اور ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے (بھی) منع فرمایا ہے.

(مسلم' الجنائز' باب النهی عن تجصيص القبر والبناء عليه: ٩٧٢).

چاہے کوئی شخص مجاور بن کر بیٹھے یا چلہ کشی کے لیے' سب ناجائز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر لکھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

(ابوداود' الجنائز' باب البناء على القبر: ٣٢٢٦۔ حاکم (١/٣٧٠) اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا).

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں ہر تصویر مٹا دوں اور ہر اونچی قبر برابر کر دوں۔ (مسلم' الجنائز' باب الامر بتسوية القبر: ٩٦٩)

ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک گرجے کا ذکر کیا کہ اس میں تصویریں

لگی تھیں۔آپ نے فرمایا کہ:''جب ان لوگوں کا کوئی نیک شخص مرجاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہاں تصویریں بناتے۔قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہوں گے''.

(بخاری: الصلاۃ، باب: ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ: ٤٢٧، مسلم: ٥٢٨).

رسول اللہ ﷺ نے آخری بیماری (مرض الموت) میں فرمایا:''اللہ تعالیٰ یہود ونصاری پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنالیا''عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا''اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ آپ کی قبر کو مسجد بنالیں گے تو آپ کی قبر کھلی جگہ میں ہوتی''.

(بخاری: الجنائز، باب: ماجاء فی قبر النبی ﷺ: ١٣٩٠. مسلم: المساجد، باب: النھی عن بناء المساجد علی القبور: ٥٢٩).

قبروں کی زیارت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔اب تم ان کی زیارت کیا کرو'' (مسلم' الجنائز' باب استئذان النبی ﷺ ربہ عز و جل فی زیارۃ قبر امہ: ٩٧٧).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی.خود بھی روئے اور جو آپ کے ساتھ تھے وہ بھی روئے.پھر آپ نے فرمایا:''میں نے اپنی والدہ کی بخشش کی دعا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی، مجھے اجازت نہیں ملی، پھر میں نے اس کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت مانگی پس مجھے اجازت دے دی گئی پس تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ قبروں کی زیارت موت یاد دلاتی ہے''.(مسلم: ٩٧٦٦).

شیخ البانی فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی' مگر اس کے بعد آپ نے اجازت دے دی تو اس میں مرد' عورت دونوں شامل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ایک ایسی عورت پر سے گزرے جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی آپ نے اسے اللہ سے ڈرنے اور صبر کرنے کا حکم دیا.(بخاری' الجنائز' باب قول الرجل للمراۃ عندالقبر اصبری: ١٢٥٢.

مسلم: الجنائز، باب: فی الصبر علی المصیبة عند الصدمة الاولی: ٩٢٦).

اگر عورتوں کا قبرستان جانا ناجائز ہوتا تو آپ اس کو قبرستان میں آنے سے بھی منع کر دیتے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر کی زیارت کو گئیں ان سے کہا گیا' کیا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے (عورتوں کو) اس سے منع نہیں کیا تھا؟ تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' پہلے منع کیا تھا پھر اجازت دے دی تھی۔(مستدرك حاكم (١/٣٧٦) اسے حافظ ذہبی نے صحیح اور حافظ عراقی نے جید کہا)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا' جب میں قبرستان میں جاؤں تو کون سی دعا پڑھوں؟ آپ نے دعا سکھائی۔(مسلم: الجنائز، باب: ما یقال عند دخول القبور والدعاء لأ هلها: ٩٧٤).اس سے بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کا قبرستان جانا جائز ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے'' (ترمذی' الجنائز' باب ماجاء فی کراهیة زیارة القبور للنساء: ١٠٥٦۔ ترمذی اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا)۔

کیونکہ ان میں صبر کا مادہ کم ہوتا ہے نیز وہ شرکیہ امور میں بھی تیز ہوتی ہیں۔ یہ قبروں کی زیارت اس لیے مشروع نہیں کہ وہاں جا کر شرک و بدعت کے کام کئے جائیں بلکہ قبروں کی زیارت سے موت کو یاد کرنا مقصود ہے۔(ع'ر)

معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے بکثرت زیارت تو منع ہے مگر کبھی کبھار جائز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مُردوں کو برا نہ کہو وہ تو آگے بھیجے ہوئے (اعمال) کی طرف چلے گئے ہیں۔(بخاری' الجنائز' باب ما ینهی من سب الاموات: ١٣٩٣)

اہل قبور کے لیے دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور (مدینہ کے قبرستان) بقیع پہنچے اور دیر تک وہاں کھڑے رہے۔ پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ آپ

نے تین بار ایسا کیا. پھر واپس آئے، پھر آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ تمہارا رب تمہیں حکم فرماتا ہے کہ تم بقیع کے قبرستان جاؤ اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ میں ان کے لیے کیسے دعا کروں تو آپ نے فرمایا یوں کہو:

"اَلسَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ".

''مومن اور مسلمان گھر والوں پر سلامتی ہو۔ ہم میں سے آگے جانے والوں اور پیچھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی عنقریب تم سے ملنے والے ہیں''.

(مسلم' الجنائز' باب ما يقال عند دخول القبور و الدعاء لاهلها: ٩٧٤)

مسلم ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: "أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ". ''میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت کی دعا کرتا ہوں'' (مسلم: ٩٧٥).

ایصال ثواب کے طریقے:

١- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مرنے کے بعد انسان کے اعمال کے ثواب کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے لیکن تین چیزوں کا ثواب میت کو ملتا رہتا ہے.

١- صدقہ جاریہ. ٢- لوگوں کو فائدہ دینے والا علم. ٣- نیک اولاد جو میت کے لیے دعا کرے'' (مسلم: الوصية، باب: ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته: ١٦٣١).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کو مرنے کے بعد جن اعمال اور نیکیوں کا ثواب ملتا رہتا ہے اس میں: ١- وہ علم ہے جو اس نے لوگوں کو سکھایا اور پھیلایا. ٢- نیک اولاد ہے جو اس نے اپنے پیچھے چھوڑی. ٣- قرآن کی تعلیم جو لوگوں کو سکھائی. ٤- مسجد جو تعمیر کرائی. ٥- مسافر خانہ. ٦- وہ صدقہ جو صحت کی حالت میں اس نے نکالا ان سب کا ثواب مرنے کے بعد ملتا رہتا ہے''.

(ابن ماجه: مقدمة، باب: ثواب معلم الناس الخير: ٢٤٢).

۲- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ماں کی نذر کے بارے میں سوال کیا جسے پورا کرنے سے پہلے وہ فوت ہوگئی تھی. آپ نے فرمایا: اپنی ماں کی طرف سے تم نذر پوری کرو'' (بخاری: الوصایا: ۲۷۶۱، مسلم: النذر: ۱۶۳۸).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہوگئی کیا میں اس کی طرف سے حج کروں. آپ نے فرمایا: ''ہاں! اس کی طرف سے حج کرو، اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتیں؟'' اس نے عرض کی ہاں! آپ نے فرمایا: ''اللہ کا قرض یعنی نذر ادا کرو، اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے''.

(بخاری: جزاء العید، باب: الحج والنذور عن المیت: ۱۸۵۲).

۳- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے باقی ہوں تو اس کا وارث روزے رکھے''.

(بخاری: الصوم، باب: من مات وعلیه صوم: ۱۹۵۲، مسلم: الصیام، قضاء الصیام عن الموت: ۱۱۴۷).

۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہوگیا ہے اور اس نے کچھ مال چھوڑا ہے لیکن کوئی وصیت نہیں کی. اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں تو کیا یہ اس کے گناہوں کا کفارہ بنے گا. آپ نے فرمایا: ''ہاں!''.

(مسلم: الوصیة، باب: وصول ثواب الصدقات إلی المیت: ۱۶۳۰).

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص (سعد بن عبادہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں اچانک مرگئی اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ بات کرتی تو کچھ صدقہ وخیرات کرتی، اب اگر میں اس کی طرف خیرات کروں تو کیا اس کو کچھ ثواب ملے گا، آپ نے فرمایا: ''ہاں!''. (بخاری: الجنائز، باب: موت الفجاة البغتة: ۱۳۸۸، مسلم: الزکاة، باب: وصول ثواب الصدقة عن المیت إلیه: ۱۰۰۴).

۵- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن کی روح قرض کے ساتھ معلق رہتی ہے جب تک وہ ادا نہ کر دیا جائے'' (ترمذی: الجنائز: ۱۰۷۸).

بعض لوگ میت کو ثواب پہنچانے کے لیے تیسرے دن، دسویں دن یا چالیسویں دن کھانے کا اہتمام کرتے ہیں، بعض ہر جمعرات یا ہر سال برسی منا کر کھانا تقسیم کرتے ہیں بعض قرآن خوانی کرواتے ہیں، یعنی قرآن پڑھ کر ثواب مردوں میں تقسیم کرتے ہیں بعض چادر بچھا کر گٹھلیوں پر سوا لاکھ مرتبہ لا إله إلا الله یا درود شریف پڑھتے ہیں، اور اس کا ثواب میت کو پہنچاتے ہیں ان باتوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے کوئی ثبوت نہیں لہذا یہ بدعات ہیں، ان سے بچنا واجب ہے اور ایصال ثواب کے وہی طریقے اختیار کرنے چاہئیں جن کا ثبوت احادیث رسول میں موجود ہے.

ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ)) کہا یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے ''میں بھی ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ)) کہہ سکتا ہوں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ہمیں یہ تعلیم نہیں دی بلکہ یہ فرمایا ہے کہ: 'چھینک آنے پر ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ)) پڑھا جائے''

(ترمذی، الادب، باب ما یقول العاطس اذا عطس، ۲۷۳۸۔ امام حاکم (۲۶۵/۴، ۲۶۶) اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) ''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات شامل کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے'' (بخاری، الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود، ۲۶۹۷، ومسلم، الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور، ۱۷۱۸)

معلوم ہوا کہ دین میں اپنی طرف سے کسی قسم کی زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔

❀ ❀ ❀ ❀

پیارے بھائیواور بہنو!

اللہ قیامت کے روز صرف وہی نماز قبول کرے گا جو نبی رحمت ﷺ کی نماز کے نمونے کے مطابق ہوگی۔

اس کتاب میں آپ نے نبی اکرم ﷺ کی نماز کا پیارا نمونہ دیکھ لیا ہے۔ ہماری نہایت خلوص سے یہ درخواست ہے کہ آپ اپنی نمازیں اپنے پیارے رسول اکرم ﷺ کے نمونے کی روشنی میں ادا کریں تا کہ ان نمازوں کو اللہ کے پاس قبولیت حاصل ہو۔

اگر آپ کی نماز پر کوئی نکتہ چینی کرے یا احادیث رسول کے مقابلے میں کسی کا قول پیش کرے تو اس کی نادانی سے اجتناب کرتے ہوئے عمل بالحدیث پر کاربند رہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات' سنت اور طریقہ ہی کامیابی کا راستہ ہے۔ اور ان کی پیروی نہ کرنا میدان محشر میں باعث ندامت ہوگا۔ فرمایا:

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يَالَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلاً﴾.

''روز محشر گنہگار اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا اور کہے گا کاش میں نے رسول کا راستہ اختیار کیا ہوتا'' (الفرقان: ٢٧).

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اطاعت رسول کرنے کی توفیق دے آمین۔

❀ ❀ ❀ ❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند ضعیف روایات

الحمدللہ نماز نبوی میں صرف احادیث صحیحہ سے استدلال کیا گیا ہے.

درج ذیل روایات کو عصر حاضر کے عظیم محدث علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے. اس لیے نماز نبوی میں ان روایات کو شامل نہیں کیا گیا ہے. اگر چہ یہ روایات نماز کی بعض کتابوں میں موجود ہیں:

۱- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے'' [أبو داود: ۱۹، ترمذی: ۱۷٤٦].

یہ روایت ضعیف ہے اس میں ابن جریج مدلس ہے اور وہ عن سے روایت کرتا ہے.

۲- ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا عورت کرتے اور اوڑھنی میں نماز پڑھ لے جبکہ تہبند نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! اگر کرتا لمبا ہے اور قدموں کی پشت کو ڈھانپتا ہے'' [أبو داود: ٦٤٠].

اس کی سند میں محمد بن زید بن قنفذ کی ماں ام حرام مجہول ہے، لہذا یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں ضعیف ہیں.

۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی نماز پڑھے تو اپنے سامنے کوئی چیز رکھے، اگر اس کے پاس (رکھنے کے لیے) عصا نہ ہو تو خط کھینچے پھر جو بھی اس کے آگے سے گزرے گا نقصان نہ دے گا'' [أبو داود: ٦٨٩].

یہ روایت ضعیف ہے اس میں ابو عمرو بن محمد بن حریث اور اس کا دادا دونوں مجہول ہیں.

۴- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حائضہ اور جنبی قرآن مجید نہ پڑھیں'' [ترمذی: ۱۳۱].

یہ روایت ضعیف ہے. اسماعیل بن عیاش اہل حجاز سے منکر روایات بیان کرتا ہے، اس کا استاذ موسیٰ بن عقبہ حجازی ہے.

۵- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بال کے نیچے جنابت ہے پس بالوں کو دھوو اور بدن کو پاک کرو'' [أبو داود: ۲٤۸].

اس روایت میں حارث بن وجیہ ہے جو ضعیف ہے.

٦- رسول اللہ ﷺ کلی کرنے کے لیے اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے الگ الگ پانی لیتے [أبو داود: ۱۳۹].

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں لیث بن ابی سلیم حنیف مدلس ہے اور وہ عن سے روایت کرتا ہے.

۷- عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ''جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھا کر شہادتین پڑھا اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں'' [أبو داود: ۱۷۰].

یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ ابو عقیل کا چچازاد بھائی مجہول ہے.

۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''کوئی شخص وضو کے بغیر اذان نہ دے''.

[ترمذی: ۲۰۰، ۲۰۱].

اس سلسلے کی دونوں روایات ضعیف ہیں، ایک روایت میں معاویہ بن یحییٰ الصدفی ہے جو ضعیف ہے اور دوسری روایت منقطع ہے، کیونکہ ابن شہاب زہری کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماعت

ثابت نہیں.

۹- زیاد بن حارث صدائی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اذان کہے وہی تکبیر کہے'' [ترمذی: ۱۹۹، أبو داود: ٥١٤].

عبدالرحمٰن بن زیادالأ فریقی کے ضعف کے بناپر یہ روایت ضعیف ہے.

۱۰- بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی جب "قد قامت الصلاة" کہا تو رسول اللہ ﷺ نے "أقامها الله وأدامها" کہا'' [أبو داود: ٥٢٨].

یہ روایت ضعیف ہے اس روایت میں "رجل من أهل الشام" مجہول ہے اور محمد بن ثابت ضعیف ہے.

۱۱- نماز پیمبر کے مصنف ڈاکٹر محمد الیاس فیصل نے اذان اور تکبیر کے مسئلہ میں اپنے فقہی مسلک کی پیروی میں انتہائی بے انصافی سے کام لیا.

مسنون اذان کے کلمات کے ثبوت میں عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت [أبو داود: ٤٩٩] ،پیش کی لیکن آدھی حدیث کا ذکر کیا. روایت میں موجود اقامت کے الفاظ کا ذکر تک نہیں کیا کیونکہ تکبیر کے طاق کلمات ان کے فقہی مسلک میں جائز نہیں تھے.

اسی طرح اقامت کے الفاظ کے لیے ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت [ترمذی: ۱۹۲] ،پیش کی لیکن آدھی، حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

''ابومحذورہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اذان کے ۱۹ کلمات اور تکبیر کے ۱۷ کلمات سکھائے'' [ترمذی: ۱۹۲].

افسوس ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے فقہی تعصب کا ثبوت دیتے ہوئے اذان کے ۱۹ کلمات کا ذکر تک نہیں کیا کیونکہ اذان میں ترجیع ان کے مسلک میں جائز نہیں ہے.

ڈاکٹر موصوف نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ انتہائی بے انصافی کا ثبوت دیا، احادیث صحیحہ کو ذکر کرنے کے بجائے اپنے مسلک کو صحیح ثابت کرنے کے لیے جائز ناجائز طریقے اختیار کیے.

ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین چار برد (۴۸ کلومیٹر) کے لمبے سفر میں نماز قصر پڑھتے اور روزہ افطار کرتے اور چار برد سولہ فرسخ کے برابر ہوتے ہیں [بخاری].

بخاری میں یہ روایت سند کے ساتھ موجود نہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں بلا سند اس روایت کا ذکر کیا. ان کو تعلیقات بخاری کہا جاتا ہے، بخاری کی صحیح روایت میں ان کا شمار نہیں ہوتا.

یہ حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

(تشہد میں پڑھتے ہوئے) جب "أشهد أن لا إله" پر پہنچے تو ہاتھ کی بڑی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے، شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے اور "إلا الله" پر انگلی کو نیچے کرے (ص ۱۹۶).

دوران خطبہ سنتیں نہ پڑھے (ص ۲۴۴).

انہوں نے اپنی بات کی کوئی دلیل نقل نہیں کی، ایسا کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں. بلکہ یہ بات صحیح احادیث کے خلاف ہے.

۱۲- علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنت یہ ہے کہ ہاتھ ناف کے نیچے رکھے جائیں'.

[أبو داود: ٧٥٦].

یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ زیاد بن زید مجہول ہے اور عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی کو جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے.

۱۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''نماز میں ہاتھ ناف سے نیچے رکھو'' [أبو داود: ٧٥٨].

اس روایت میں بھی عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی ہے جو ضعیف ہے.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز میں اپنی انگلیوں کو نہ چٹخاؤ''

[ابن ماجه: إقامة الصلاة، باب: ما يكره فى الصلاة: ٩٦٥].

اس کی سند میں حارث بن عبداللہ الاعود ہے اور وہ ضعیف ہے.

۱۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ﴿والتين والزيتون﴾ کی تلاوت کرتے ہوئے ﴿أليس الله بأحكم الحاكمين﴾ کہے تو اس چاہیے کہ کہے "بلى وأنا على ذلك من الشاهدين" اور جب سورۂ قیامۃ کی تلاوت کرتے ہوئے یہ آیت ﴿أليس ذلك بقادر على أن يحى الموتى﴾ پڑھے تو جواب میں کہے "بلى".

[أبو داود: ٨٨٧، ترمذى: ٣٣٤٧].

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سننے والا اعرابی مجہول ہے، لہذا روایت ضعیف ہے.

۱۵- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی رکوع میں تین بار "سبحان ربى العظيم" کہے تو اس کا رکوع پورا ہوگا اور یہ ادنی درجہ ہے اور جو کوئی سجدہ میں تین بار "سبحان ربى الأعلى" کہے تو اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ ادنی درجہ ہے''.

[ترمذى: ٢٦١، أبو داود: ٨٨٦].

روایت ضعیف ہے کیونکہ عون بن عبداللہ کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں، لہذا سند منقطع ہے اور اسحاق بن یزید مجہول ہے.

۱۶- وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے''.

[أبو داود: ٧٣٦، ٨٣٨، ٨٣٩، ترمذى: ٢٦٨].

اس کی ایک سند میں عبدالجبار بن وائل ہے، جس نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا، دوسری سند

میں شریک القاضی ہے جو ضعیف اور مدلس ہے اور عن سے روایت کرتا ہے.

۱۷- عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تشہد میں) اپنی انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے'' [أبو داود: ۹۸۹].

محمد بن عجلان مدلس ہے اور عن سے روایت کرتا ہے.

۱۸- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں کے بعد (تشہد میں) اس طرح بیٹھتے گویا کہ گرم پتھر پر بیٹھے ہوئے ہیں یہاں تک کہ کھڑے ہو جاتے''.

[أبو داود: ۹۹۵، ترمذی: ۳٦٦].

اس کی سند منقطع ہے کیونکہ ابوعبیدہ نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا.

۱۹- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تمہیں نماز میں شک ہو کہ تین پڑھی ہیں یا چار اور زیادہ گمان چار رکعت کا ہو تو سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرو پھر تشہد پڑھو پھر سلام پھیرو''.

[أبو داود: ۱۰۲۸].

روایت ضعیف اور منقطع ہے، خصیف ضعیف ہے اور ابوعبیدہ نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا.

۲۰- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''فرض نماز ہر مسلمان کے پیچھے واجب ہے چاہے نیک ہو یا بد اور چاہے وہ کبیرہ گناہ کرے'' [أبو داود: ۵۹٤].

روایت ضعیف ہے کیونکہ مکحول نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا.

۲۱- سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر بیٹھتے تو مسجد کے دروازے پر اذان دی جاتی'' [أبو داود: ۱۰۸۸].

اس روایت میں محمد بن اسحاق مدلس ہے اور عن سے روایت کرتا ہے، علاوہ ازیں یہ منبر کے

پاس اذان دینے کی محفوظ روایت[طبرانی: ۱٤٦/۷] کے خلاف بھی ہے.

۲۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ اس شخص پر فرض ہے جو جمعہ پڑھ کر رات کو واپس اپنے اہل وعیال میں آ سکے'' [ترمذی: ۵۰۲].

عبداللہ بن سعید المقبر ی متروک، حجاج بن نصر اور معارک بن عباد ضعیف ہیں.

۲۳- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''جمعہ اس شخص پر لازم ہے جو اذان کی آواز سنے'' [أبو داود: ۱۰۵٦].

اس روایت میں ابوسلمہ بن نبیہ اور عبداللہ بن ہارون مجہول ہیں.

۲۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''عید کے دن بارش تھی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز عید پڑھائی'' [أبو داود: ۱۱٦۰].

اس روایت میں عیسی بن عبدالاعلیٰ مجہول ہے.

۲۵- تکبیرات عید کے الفاظ:

"اللّٰه أكبر، اللّٰه أكبر، لا إله إلّا اللّٰه، واللّٰه أكبر، اللّٰه أكبر وللّٰه الحمد" کے مسنون ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے.

دارقطنی میں ان الفاظ کی صراحت آئی ہے لیکن امام ذہبی نے اسے سخت ضعیف بلکہ موضوع کہا ہے.

۲٦- بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، آپ نے تین بار فرمایا'' [أبو داود: ۱٤۱۹].

اس میں عبداللہ بن عبداللہ المنکی المروزی ضعیف ہے.

۲۷- عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے

تھے'' [نسائی: ۱۶۹۸].

اس میں قتادہ مدلس ہے جوعن سے روایت کرتا ہے.

۲۸- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں قصر کیا اور پوری نماز بھی پڑھی'' [شرح السنة، دار قطنی، بیهقی].

ایک سند میں طلہ بن عمرو ہے جوضعیف ہے، دوسری سند میں سعید بن محمد بن تواب ہے جس کی جرح وتعدیل موجود نہیں.

۲۹- عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے یا کسی انسان سے حاجت ہوتو وضو کرے پھر دو رکعت پڑھے اور پھر یہ دعا کریں''.

[ترمذی: ٤٧٩، ابن ماجه: ١٣٨٤].

اس میں فائد بن عبدالرحمٰن متروک ہے.

۳۰- معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے مردوں پر سورة یٰسین پڑھو'' [أبو داود: ٣١٢١].

ابوعثمان اور اس کا والد دونوں مجہول ہیں.

مصنف کی دیگر کتب

۱ - تجدید ایمان:

حقیقی مسلمان بننے کے لیے شرط اول یہ ہے کہ اسے لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے معنی اور مفہوم کا علم ہو، اسے معلوم ہو کہ کلمہ پڑھنے کے بعد کن عقائد کو تسلیم کرنا پڑے گا اور کن عقائد کی اسے تردید کرنی پڑے گی، کس طرز عمل کو اختیار کرنا پڑے گا اور کس طرز عمل سے اسے بچنا پڑے گا، کیونکہ بعض اقوال وافعال اور اعتقادات ایسے ہیں جن کی بنا پر لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنا فائدہ مند نہیں رہتا.

ان باتوں کی تفصیل **''تجدید ایمان''** میں سوالاً وجواباً بیان کی گئی ہے **''تجدید ایمان''** اردو، انگلش ***(Renawal of Faith)*** اور بنگلہ میں شائع ہو چکی ہے.

۲ - حب رسول کی آڑ میں مشرکانہ عقائد

اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ توحید سے محبت کی جائے، اور ان شبہات کا رد کیا گیا ہے جو محبت رسول کے دعویداروں نے بظاہر محبت رسول کے جذبات ابھار کر محمد کریم ﷺ کی سب سے محبوب شئے توحید کی شدید مخالفت اور رسول اللہ ﷺ کی انتہائی ناپسندیدہ شئے شرک کی وکالت کرتے ہوئے پھیلائے ہیں.

۳ - نماز نبوی:

طہارت، وضو، غسل اور نماز پر ایک جامع کتاب ہے.

جو انگلش میں ***(Prayer of Mohammed)*** کے نام سے شائع ہو چکی ہے.

٤ - اسلامی طرزِ زندگی:

رسولِ اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا جس طریقہ سے تزکیہ نفس کیا، احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں اس کتاب میں اس کا ذکر کیا گیا ہے، کتاب کے مطالعہ سے آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حق جان سکتے ہیں، والدین، اولاد، بیوی، رشتہ داروں اور مسلمانوں کے حقوق بیان کیے گئے ہیں، جن گندے اور قبیح اخلاق سے اللہ کے رسول نے منع کیا ہے، اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے، تربیت کے حوالے سے نادر کتاب ہے.

٥ - کبیرہ گناہ اور نواقض اسلام:

وہ عقائد واعمال جن سے ایک کلمہ گو کافر ہو جاتا ہے نواقض اسلام کہلاتے ہیں، اور کبیرہ گناہ جو وضو، نماز، اور عمرہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ ایک مسلمان کو ان سے توبہ کرنی پڑتی ہے اور اگر اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو اس انسان کا حق ادا کرنا توبہ کی قبولیت کے لیے لازمی شرط ہے ان نواقض اسلام اور کبیرہ گناہوں کی تفصیل اس کتاب میں بیان کی گئی ہے.

٦ - اسلام میں ماہ محرم کی شرعی حیثیت

٧ - ایمان باللہ اور اس کے تقاضے